بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ

کہ یہ مبارک رسالہ مسمی بنام تاریخی

نذیر المنافقین

۱۳۲۲ھ

جسمین شرف الدین ایرانی نزیل احمد آباد گجرات مجاور حمام پول کا معوذتین
کے قرآن مجید ہونے سے انکار کرنا علمائے کرام کا اوسکے کفر وارتداد پر فتوی
دینا ایرانی کا ایک فریبی اعلان چھاپنا فیصلے کے لیے دہلی آنا دہلی مین ایک
فیصلہ ہمیشہ ہونا شرف الدین کا واپس جاکر پھر اپنے اوسی کفر کیطرف پلٹا
کھانا گزن گزٹ مین اوسکی ذریات کا محض خرافات چھپوانا ان تمام حرکات
مذبوحی کے رد اور علمائے ہندوستان کے فتاوے مستند سے بتفصیل مذکور ہیں
تالیف جناب مولوی سید خلیل الرحمن صاحب سنی نقشبندی قادری پشاوری احمد آبادی سلمہ
ذوالایادی حسب فرمائش جماعت حضرات اہل سنت احمد آباد محلہ جمہو بانچ پیلی محلہ کالوپور مرزاپور

مطبع اہل سنت وجماعت واقع بریلی میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی قتل الرفض وخذل الرفضة وقبل السنة ونعم اهلها
وارسل لهم حفظة ایدهم فایدهم على الهدى ومنهم فمنع عنهم الردی
اما الرافضة فیمکرون وایات الله ینکرون فیرسل علیهم الله البلاء لما
مکروا ومکرهم وعند الله مکرهم وان کان مکرهم لتزول منه الجبال
وافضل الصلوات وازکی التحیات على الحبیب القریب السمیع المجیب الحفیظ
لدینه واهله عن مکر الماکرین وعلى اله وصحبه القائلین لمن کان عندهم
شیٔ فی الدین شرف الدین وحاشا لله لا شرف للدین الا بالحق المحض لا ببهتان
الرفض واهل البغض اخذهم الله اخذا وبیلا وانسلهم واذلهم فما استطاعوا
سبیلا اما بعد مسلمانو یہ چند سطور ہیں کہ چہرہ زشت نفاق وشقاق بعض روافض
سے کاشف ہیں تاکہ برادران اہلسنت حفظہم اللہ تعالی پر منافقین کا نفاق کھل جائے
حدیث شریف المؤمن غر کریم والمنافق خب لئیم کا مضمون نظر اعتبار میں آجائے
ایک ایرانی رافضی نے دو سورت قران عظیم کی قرآنیت سے منکر ہوکر جو حیل پیچ کیے
اخبار کرزن گزٹ کے ذریعہ سے ناواقفوں کو دھوکے دیے اونکا حال عیان ہو تمام اصل
تحریریں بعینہا شائع کرنا اہل کفر ونفاق کو کیفر چشان ہو وباللہ التوفیق وهو المعین

وبہ نستعین والحمد للہ رب العالمین

اخبار کرزن گزٹ دہلی جلد ۶ نمبر ۲۰ صفحہ ۱۲ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۴ء

میں مرزا حیرت صاحب نے لکھا۔

لوکل

اس ہفتہ میں ایک بڑے مذہبی جھگڑے کا جو احمد آباد میں اوٹھا تھا دہلی آکے فیصلہ ہوا۔ وہ جھگڑا یہ ہے کہ کسی شخص نے جو احمد آباد کا رہنے والا ہے جناب مولانا مولوی سید شرف الدین صاحب متھدی احمد آبادی پر طوفان اوٹھایا کہ وہ کہتے ہین کہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس یہ دو چھوٹی چھوٹی سورتین جزو قرآن نہین ہین۔ اسپر اتنا طول کھینچا کہ یہ شخص خواہ مخواہ فرشتہ سیرت مولوی صاحب کو کافر کہنے لگا۔ آخر ناچار مولوی صاحب کو اس شخص نے مجبور کیا کہ آپ دہلی چلکے اسکا فیصلہ کرین۔ مولوی صاحب چار ناچار دہلی تشریف لائے اور دہلی بار دون مین ایک شخص کے مکانپر چند آدمیون کی موجودگی مین اس جھگڑے کا فیصلہ کردیا مولویصاحب موصوف نے اپنے ایمان اور یقین سے کہا کہ مین ان دونون سورتون کو جزو قرآن سمجھتا ہون اور مختلف قرأتون کو مانتا ہون اسکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مسائل متنازعہ

(۱) معوذتین کا جزو قرآن ہونا (۲) ان علیا مولی المؤمنین کا آیت قرآنیہ ہونا (۳) قرآن مجید مین کلمات وحروف کی کمی زیادتی ہونا۔ انکی بابت فریق اول نے اپنے اعلان مین یہ کہا کہ مین معوذتین کو جزو قرآن مجید جانتا ہون موافق جمہور کے اور جو تاویل روایت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ جزئیت کا منکر ہو وہ خاطی ہے یہانتک کہ علما نے اسکی تکفیر کی ہے اور بعض نے بوجہ تاویل احتیاطاً تکفیر نہین کی ہے اور مین بھی عدم تکفیر کو احتیاطاً پسند کرتا ہون محض تاویل کے سبب اور قدما مؤول کی تکفیر مین سکوت فرماتے تھے (اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر بغیر تاویل کوئی معوذتین کا انکار کرے کہ وہ معوذتین جزو قرآن نہین

تو وہ شخص مولوی سید شرف الدین صاحب کے نزدیک بھی کافر ہے اور متوول کافر نہین
دوسرے مسئلہ کی نسبت فرمایا کہ کبھی بھی میرا اعتقاد نتھا اور نہ اکب ہو کہ جملات علیہا معوذتین
آیتین قرآنیہ ہیں بلکہ مین نے اسکا رد لکھا ہو تیسرے مسئلہ کی بابت فرمایا کہ کبھی بھی میری
مراد نہین کہ قرآن مجید مین کلمات کیا بلکہ حروف کی بھی کمی زیادتی ہے بلکہ قرأۃ سبعہ متواترہ
مین جو باہم کمی زیادتی یا اختلاف حروف و کلمات ہو سبکو منزل اللہ مانتا ہون ایک کو ماننا
اور قرأۃ کا انکار کرنا منزل من اللہ کا انکار کرنا ہے جب یہ ساری باتین ہو چکین تو وہ شخص جو مولوی
صاحب کو کافر کہتا تھا خفیف ہوا اور کہا اب کوئی مخالفت مین نہین کرینگا اور اپنے متعلقین
کو بھی اپنے ساتھ راضی کر لونگا۔ ۴۴۴۴۴

اخبار گرزن گزٹ دہلی جلد ۶ نمبر ۳۱ صفحہ ۶ مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء
مین مولوی عبد الرحیم صاحب سنی حنفی نے اسکا جواب طبع کرایا جسکی نقل یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً و مصلیاً و مسلماً اما بعد

مشفقی معظمی جناب میرزا حیرت صاحب دام اشفاقکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کے
واضح رائے عالی ہو کہ آپکا اخبار گرزن گزٹ جلد ۶ نمبر ۲۹-۲۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کا طبع کیا ہوا بندہ
راقم الحروف نے دیکھا۔ حضرت سلامت آپ پوری کیفیت سے واقف نہین ہین اگر آپ
پوری کیفیت سے واقف ہوتے تو ہرگز اس لوکل کی اشاعت آپ نکرتے اب بندہ آپکو
پوری کیفیت سے واقف کرتا ہے۔ عرصہ تخمیناً پندرہ سال کا ہوا مولوی شرف الدین
مشہدی نے بمبئی مین مجلس وعظ مین مسئلہ معوذتین کا بیان کیا تھا اور وہان حضرات اہلسنت
مین شور ہوئیسے مولویصاحب موصوف احمد آباد چلے آئے۔ اسکے بعد مولویصاحب وعظ کہنے کیلیے
اپنے قصبہ بور سد مین تشریف لیگئے وہان سے ایک فتوے منشی امین الدین صاحب کے نام پر روانہ
کیا اور اس فتوے مین یہ ثابت کیا کہ عدم قرآنیت قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس
کو مقدم و مرجح گننی اور ماننی چاہیے۔ اسکے بعد ایک اشتہار مورخہ ۹ ماہ ربیع الآخر ۱۳۱۴ھ کو طبع

علوی واقع بمبئی چھنڈی بازار مین مولوی شرف الدین صاحب نے طبع کراکے شایع کیا تھا جسکی پیشانی پر یہ عبارت ہے (معوذتین کی قرآنیت کے منکر کو کافر کہنا سنت وجماعت کے چارون مذہب مین منع ہے) اسکے بعد مولوی شرف الدین صاحب نے ایک اشتہار مورخہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۰۹ھ مین بمبئی مین طبع کرایا تھا اور اسکی پیشانی پر یہ عبارت ہے جہت تنبیہ قراءۃ کے اسمین چند کلمات کی کمی بیشی ثابت ہے اور اسیطرح اہل السنن کے ائمہ مجتہدین سے ثابت ہے لیکن مسٹر نذیر احمد خان صاحب بمبئی نے عوام کی تغلیط اور عناداً ہمارے اوپر جھوٹے تہمت لگاکے جہال و ناواقفون کے عقیدے سے برگشتہ کرنیکے واسطے اسکو چھپایا اور اسکے قائل پر کفر کا حکم کیا باوجودیکہ سنت وجماعت کے مذہب مین تکفیر اہل قبلہ منع و نادرست ہے اہل قبلہ کو کافر کہنا خارجیون اور وہابیون کا مذہب ہے اسکو مسٹر موصوف نے اختیار کیا ہے) اور ایک رسالہ لنگر یہ مولوی نورالحسین صاحب نے طبع کیا تھا اور اسپر مولوی شرف الدین صاحب کی بھی مہر مطبوع ہے اس رسالہ کے صفحہ ۱۵ مین یہ عبارت بلفظہا ہے (وعلی ہذا القیاس ان علیا مولی المؤمنین کی بابت جو آپ لکھتے ہین وہ بھی بہتان افترا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ کسی سائل نے اس مضمون سے سوال کیا تو سید شرف الدین صاحب نے کہا کہ درمنثور مین حافظ سیوطی صاحب حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کا قول نقل فرماتے ہین کہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے زمانہ مین اسکو داخل قرآن کرکے ہم پڑھتے تھے پھر یہ بیان کیا کہ مصحف عثمانی مین اسکی عدم دخول کی دو وجہین ہین ایک یہ کہ حضرت عثمان وغیرہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کے نزدیک اسکی تلاوت تواتر سے ثابت نہین ہوئی دوسری وجہ یہ ہے کہ منسوخ التلاوت ہے اسبابت رسالہ موجود ہے کسیکو اسمین شک ہو تو دیکھ لے کہئے تحقیق مین کیا قباحت ہے) جناب میرزا صاحب آپ بفضلہ تعالی اہل علم ہین آپ بغور ملاحظہ فرمائیے ان اقوال مذکورہ بالا مین اور اولکی اپنے اپنے اخبار کرزن گزٹ مین مولوی شرف الدین صاحب کے جو اقوال طبع کرائے ہین تو ان دونون مین تناقض و تضاد ہے یا نہین آپ خود انصاف کیجیے مولوی شرف الدین صاحب کے اقوال سابقہ پر علماء حرمین شریفین و علماء ہندوستان عموماً و علماء احناف بلی خصوصاً نے حکم ردت لگایا اور اونپر اور انکے تابعین پر توبہ و استغفار و تجدید اسلام و نکاح کا حکم لگایا اور سلام و کلام و مواکلت و مشاربت و مناکحت کو ممنوع فرمایا اور نماز بھی انکے پیچھے فاسد

ہوتا تھا یہ تمام دلائل بندہ راقم الحروف کے پاس موجود ہین مولوی شرف الدین صاحب نے دہلی مین آکے ایک اعلان دیا اوسمین اپنے عقائد فاسدہ سے انکار اور عقائد حقہ کا اقرار کیا اسپر علماء دہلی نے حضرت مولانا مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب مصنف تفسیر حقانی کے دولتخانہ مین بندہ سے دریافت کیا کہ اس اعلان مین کوئی کلمہ کفر ہی بندہ نے جواب دیا کہ مولوی شرف الدین صاحب آپ بحمد اللہ تعالیٰ مسلمان ہین جناب پیرزادہ صاحب فرماتے ہیں آمین کیا بڑی خفت ہوئی اگر مولوی شرف الدین صاحب کو کافر کہنا یہ سبب خفت ہو تو اسکو منفق مولوی شرف الدین صاحب کو اعتقادات قدیمہ کے سبب سے علماء حرمین شریفین علماء دہلی خصوصاً و علماء ہندوستان عموماً کافر کہتے تھے جب انھون نے اپنے عقائد قدیمہ بدل دیے تو حکم کفر بدل گیا اگر مولوی شرف الدین صاحب کو کافر کہنا یہ وجہ خفت ہو تو اس خفت مین علماء حرمین شریفین و علماء ہندوستان عموماً و علماء دہلی خصوصاً بھی داخل ہین پس آپ پر فرض ہی کہ اس لفظ خفت کی تردید آئندہ اخبار مین کردیناً اس سے تمام حضرات اہلسنت احمد آباد کی دلشکنی ہوتی ہے ۔۔

راقم عبد الرحیم بن عبد الغنی صاحب السنی الحنفی عفی عنہما احمد آباد گجرات دکن محلہ جمالپور

اخبار کرزن گزٹ دہلی جلد ۶ نمبر ۳۴ صفحہ ۶ مورخہ یکم نومبر ۱۹۰۱ء مین حکیم بدیع الدین ولد شرف الدین ابراہیم نی نے اس خط مذکور الصدر کا جواب طبع کرایا اسکی نقل بلفظہ یہ ہے

مراسلات

جناب مشفق معظم مہربان کرم حضرت مدیر صاحب دام الطافکم ۔ بعد از سلام سنت سنیہ خیر الانام واضح رائے عالی ہو کہ کرزن گزٹ مطبوعہ ہشتم اکتوبر مین چھپے ہوئے عبد الرحیم بن عبد الغنی کے ایک خط کے مطالعہ سے مفہوم ہو کہ اصل مضمون مین عبد الرحیم نے اپنے مطلب کے موافق کچھ قطع و برید اور کمی بیشی کر دی ہی ۔ اسکا جواب مفصلاً و لفظاً لفظاً لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہی لیکن اس خیال سے کہ اخبار کے بار بار کرزن گزٹ کے کالمون مین ایک ہی مضمون کے لیے اسقدر جگہ ملنا مشکل اور نیز اس خیال سے بھی کہ طولانی جواب عبد الرحیم پر گران گزر جانے سے شاید وہ خفت کو چھوڑ کر ثقالت کی سکونت کر دین ابھی مختصر سا احوال آپکی خدمت مین ارسال کیا جاتا ہی تا کہ اشاعت پانے سے عبد الرحیم کی

عناد اگر غلط بیانی عوام پر بھی بخوبی ظاہر ہو جائے عقائد فاسدہ سے انکار۔ اور عقائد حقہ
کے اقرار کے باب مین عبد الرحیم نے اپنے خط مشتہرہ مین جو کچھ لکھا ہے وہ انھین کے حق مین
صادق آتا ہے جب کہ فیصلۂ دہلی کے مرقومہ اشتہار پر اونھون نے اپنے دستخط کر دیے
باوجود آنکہ معوذتین کے باب مین مولوی کو بھی مولوی رامپوری اور عبد الرحیم پیشتر قرآن
کہا کرتے تھے۔ الفاظ مذکورۃ الصدر جناب مولانا مولوی سید شرف الدین صاحب کے
حق مین ہرگز صادق نہین آسکتے کیونکہ آپنے تو اعلان مطبوعۂ دہلی مین صاف طور
ظاہر فرمایا ہے کہ جو عقائد ہمارے پیشتر تھے وہ اب بھی ہین پس اگر اس [illegible] کے
پاس کوئی دلائل موجود ہوتے تو ضرور تردید اعلان مین پیش کیے جاتے اور ضرور
تھا کہ یہ شخص ہمارے سابقہ عقائد کو جو اسکے زعم باطل کے موافق اعلان مشتہرہ کے برخلاف
تھے ادلۂ کتبیہ سے ثابت کرتا بمبئی سے چلے آنے کی خبر بھی عبد الرحیم نے اپنے ایک نرالی
منطق کے نتیجے کے طور پر لکھدی ہے ورنہ بمبئی کے لوگ بخوبی واقف ہین کہ مولانا صاحب
بعد از وعظ بر مسئلۂ مذکورہ بہت دنون تک وہان مقیم رہے بلکہ بعد ازان کئی بار اکثر مقامات
سے وعظ کی دعوتین آئین اور وہان وعظ بھی فرمایا۔ علاوہ برآن مولانا صاحب کے قول کے
مطابق مسئلہ مذکورہ کے باب مین وہان جو استفتا ہوا اور اسپر وہان کے علماء کے دستخط
اور مہرین ہوئین وہ اصل استفتا بھی مولانا کے پاس موجود ہے۔ چارون مذہب مین
منع ہونیکے متعلق جو عبد الرحیم کا اشارہ ہے اسکے جواب مین بھی اتنا ہی بس ہو کہ یہ لفظ
عام ہو اور حتماً اور احتیاطاً دونون کو شامل مولانا نے اپنے اشتہارون مین جنکا حوالہ دیا ہے
دلائل مذاہب اربعہ سے عدم تکفیر کو احتیاطاً ثابت کیا ہے اور یہی عقیدہ مولانا کا پیشتر
بھی تھا اور اب بھی ہے۔ ہفت قرارت کے متعلق مولانا کا منشا و مطلب عبارت مندرجہ
اعلان و فیصلہ سے علمائے دین و عام ناظرین پر بخوبی ظاہر ہو چکا ہے پھر معلوم نہین کہ
باوجود چار آنکھون کے عبد الرحیم کو کیون دکھائی نہین دیتا۔ عبد الرحیم گھگر یہ رسالہ کو دیکھکر

عجب کھٹ پٹ مین پڑ گئے ہین ذرا غور اور توجہ سے پڑھ لیتے تو بلامہ وغیرہ کی طبیعت
انکی کھل جاتی اور معلوم ہوتا کہ تمام رسالہ مین کوئی بات خلاف عقائد اہل السنۃ والجماعت
نہین ہے جناب میرزا صاحب پندرہ بیس برس کے عرصہ مین جو دفتر مولوی امجد علی
سیاہ کئے ہین اور بعد ازان خلاصۃً عبد الرحیم کو دیے اونکو اگر آپ بالاستیعاب ملاحظہ
فرمائین اور مولانا کے مدلل جوابات بھی نظر انور سے گزرین تو تمام نظیری افرا بوضاحت
تام معلوم لیکن آپکو بوجہ کثرت مشاغل فرصت کم تاہم عبد الرحیم کی اگر خواہش ہو او
آپ بھی مطالعہ کے لیے طلب فرمائین تو ہم ایک بھی تمام مکاتیب و رسالجات طرفین
ارسال خدمت کرنے کے لیے حاضر ہین خیال کرنیکی جا ہے کہ جب یہانین سے حکم
قرار پاکر مجلس علما و فضلا منعقد ہوئی تو اوسوقت عبد الرحیم نے اپنے دلائل تکفیر وغیرہا
کیون پیش نہ کیے اور مولانا نے جو اعلان مین شائع کیا ہے کہ ہمارے یہی عقائد اول سے
ابتک ہین تو پھر اون دلائل مزعومہ سے اس امر کی کیون تردید نہ کی کہ عقائد مندرجۂ اعلان
پیشتر نہین تھے. قصبہ بورسد مین لکھے ہوئے فتوے کے متعلق جو الفاظ عبد الرحیم
نے استعمال کیے ہین انکے خلاف واقعہ ہونے کے ثبوت مین مولانا کے اصل فتوے کے
نقل مین سے جو عبد الرحیم کی مہر اور دستخط کے ساتھ آئی ہوئی ہے چند فقرات ضرورۃً
درج کیے جاتے ہین شرح مسلم الثبوت وغیرہ مین معوذتین کی قرآنیت کی بابت
جو عبد اللہ بن مسعود سے روایات منقول ہین وہ مطلقہ ہین معوذتین کے ذکر علی الخصوص
نہین اور صحیح بخاری اور اسکی شرح فتح الباری مین مسند امام احمد بن حنبل وغیرہ سے عدم
قرآنیت معوذتین کی جو روایات منقول ہین وہ مقیدہ او معوذتین کی بابت علی الخصوص
تو اسکا روایات عدم قرآنیت کو مقدم و مرجح گننی اور ماننی چاہیے ۔ الحاصل عبد اللہ بن
مسعود کی دو قسم کی روایتین ہین. ایک اثبات قرآنیت معوذتین مین اور دوسری نفی
مین اول مطلقہ ہین اور دوسری مقیدہ پس حسب قواعد اصول جو روایات مقیدہ

صحیح بخاری اور اسکی شرح فتح الباری مین مذکور ہین انھین روایات کو مقدم و مرجح سمجھنا
چاہیے کجا یہ بات اور کجا عبد الرحیم کا یہ اقرار کہ مولانا صاحب جو عدم قرآنیت ہی کو مقدم
سمجھتے ہین خصائل عوام کو کیسے ہی ہون لیکن صاحب دستار بنکر انھین بھی حق گو و انصاف
پسند بننا پڑتا ہے۔ مگر یہان معاملہ ہی دگرگون اور انداز ہی نرالا ہے۔ اگر کوئی شخص نیک
چاہے ہزار بار اتمام حجت کردے لیکن وہ اپنی ضد کا بہتر بالا اعادہ کرنیسے بھی باز نہ آئیگا
اس مقولۂ عبد الرحیم پر کہ اب بحمد اللہ تعالی مسلمان ہین بیساختہ صلوات
بھیجنے کو جی چاہتا ہے فیصلہ مین جو بات نہ ہی ہو اوسکو اپنے موتھ سے دوسری عبارت کے
ساتھ گانٹھ لینا اور مولانا کی نسبت آپ وغیرہ الفاظ مذکورہ بالا کا استعمال کرنا عبد الرحیم
کے بچپن پر دال ہو فیصلہ سے تو یہ مضمون نکلتا ہے کہ مولانا کے عقائد حنفیہ کو جو اول سے
آپکے ہی ہین علمائے دہلی نے پیش کرکے عبد الرحیم سے پوچھا کہ کیا تمھارے پاس کوئی
وجہ تکفیر کے لیے ہے تو انھون نے کہا کوئی وجہ تکفیر کی نہین ۔ الغرض تمام عبارت
مین کوئی ایسا لفظ نہین ہے کہ جس سے آپکے مسلمان ہوتا اور پیشتر مسلمان نہونا عبد الرحیم
بتاسکین لیکن مرض اندرونی کا تو کوئی علاج نہین ہے ع تو آنکہ بیازارم اندرون کسے
حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست ؛ علاوہ بران جو استفتا انکے استاذ رامپوری نے تخمینا
پندرہ برس پہلے بجانب حرمین شریفین ارسال کیا تھا اور جسکی نقل مع بلفظہا انہی صحیح
اور مہر کے ساتھ مع ایک رقعہ محررہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۲۲ھ کے عبد الرحیم نے بخدمت
مولانا ارسال کی ہے اسکی عبارت سے بھی بوضاحت یہی ثابت ہوتا ہے کہ مولانا سید شرف الدین
صاحب قرآنیت معوذتین کے مقر تھے اور آپکے بھی ہین چنانچہ عبارت استفتا بلفظہا
یہ ہے ما قولکم دام فضلکم و نفعنا بعلومکم فی رجل یقر بقرآنیة البسملة فی اوائل
السور و یقر بقرآنیة المعوذتین و یقول و یجمع علی عدم تکفیر من ینکر قرآنیة التسمیة فی
اوائل السور و ایضا یقول ان حکم منکر قرآنیة المعوذتین مسعود ولا یقرانہا ابن

مختلف فیہ والصحیح انہ لیس بکافر فقول ھذا الرجل وافتاؤہ بذلک صحیح ام لا وھل یصح تکفیر ھذا القائل ام لا وماذا علی من یکفر ھذا القائل افتونا ولکم الاجر والثواب باوجود ان تین دلیلون اور واضح براہین کے عبدالرحیم کی جانب سے مولانا کی نسبت لفظ آپ کا استعمال نہو یہ انھین بزرگانہ عجبت سے نکلنے کا ثمرہ ہے یہان کسی صاحب فہم کے خواب خیال مین بھی یہ بات نہین تھی کہ عبدالرحیم کا دل دہلی مین صاف ہو جانیکو بعد پھر اپنے گروہ مین اصلی عادت پر عود کریگا۔ خداوند رحیم کرزن گزٹ کے زمانہ مین عبدالرحیم اپنے خفیف ہونیکے باہین جولانی طبع دکھاتے ہوئے علماے حرمین شریفین ہند کو بھی اسمین شامل کرنا چاہتے ہین ؎ آفرین باد برین جرأت و بیباکی او لیکن انھین یاد رہے کہ اگر کسی شریف کے اقوال مین کوئی مفتری کچھ تحریف و تبدیل کر کے کسی مفتی سے استفتا کرے تو حکم سوال کے مطابق فتوے دینے سے مفتی کی کچھ بھی خفت نہین ہوگی۔ بلکہ خفت و ذلت اسی خفیف کے لیے ثابت ہے کہ جسنے تبدیل و تحریف کے ساتھ استفتا کیا آخر مین آپسے التماس ہے کہ عبدالرحیم نے اپنی خفت کی تردید کے لیے جو آپکو لکھا ہے قابل توجہ ہے کہ اخبار مین انکی ناشایستہ حرکتیں یا انکے کوئی معائب خانگی کا ذکر کیا جانا بجائے اسکے آپنے تو اسقدر احتیاط برتا ہے کہ انکا نام تک بھی نہ لکھا اور نہ انکا قومی لقب ...... درج اخبار فرمایا جو شاید عبدالرحیم کو بسبب علم کے اب موجب خفت بھی معلوم ہوتا البتہ اسبات کی خفت تو ہمیشہ انکی آنکھ کو جھکاتی ہیگی کہ کافر نہ ہونا ہی احتیاطًا منظور رہا اور عبدالرحیم کا اصرار تھا کافر ہونے کے ثبوت پر اور یہی چاہتے تھے کہ تکفیر منظور رہے ہمنے تو آج تک نہین سنا کہ انکی ایسی خفت ہو باستثنا ان بعض معاندین جنھین چند جاہل اور ارزل بھی شامل ہین جمہور اہلسنت و جماعت کی دلشکنی ہوئی ہو عبدالرحیم اور انکے چند ہمخیال جب کہ اپنی قوم اور برادری ہی سے ...... تو سارا انکی تہمت کا انکے ساتھ کیسا لگاؤ ہوگا اسکی تشریح کی چندان ضرورت نہین عاقلان خود میدانند

راقم صحیح حکیم سید بدیع الدین مشہدی۔

حکیم بدیع الدین ایرانی نے جو مراسلہ اخبار کرزن گزٹ دہلی مین پنجم نومبر ۱۹۰۰ء کو طبع کرایا اوسکا یہ رد ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم — حامدا و مصلیا و مسلما اما بعد

بندہ رب منان حکیم سید خلیل الرحمن پشاوری عرصہ بیس سال کا ہوا اس شہر احمد آباد
محلہ کتناپور مین قیام پذیر ہے بندہ نے بھی علمائے ربانیین کی خدمت کرکے شغل علم دینی
چند روز کیا گرچہ کچھ رب العزۃ تبارک و تعالی نے میرے مقدر مین علم دین کا حصہ لکھا تھا اساتذہ
جہاندیدہ کی صحبت کی برکت سے حاصل کیا ہے یہ اللہ تعالی کا مجھپر ایک احسان ہے الحمد للہ
رب العلمین اور رب العزت نے علمائے ربانیین پر یہ بات فرض کردی ہے کہ جسوقت فتنو
اور فسادات ظاہر ہون اوسوقت خادمان علم اپنے علوم کو ظاہر کرین ورنہ وعید شدید
مین مبتلا ہونگے لہذا اپنا فرض ادا کرنیکی غرض سے مسلمان بھائیون کی خیرخواہی کے
لیے چند جملے لکھتا ہون اور اللہ تعالی کی درگاہ سے امید رکھتا ہون کہ اللہ تعالی اس میری تقریر کو
رفع کرے اور اسکا فائدہ سنی بھائیون کو پہنچاوے آمین یارب العلمین۔

عرصہ تخمینا پندرہ سال کا ہوا شرف الدین ایرانی ساکن احمد آباد محلہ رایاپور متصل حجام پول
نے معوذتین کے مسئلہ مین بحث شروع کی ہے ۔ ۱۴ نومبر ۱۸۹۰ء کو قصبہ بورسد ایک فتوی
حضرت مولانا مولوی محمد نذیر احمد خان صاحب مرحوم و مغفور کی خدمت بابرکت
مین روانہ کیا تھا جسکے آخر مین یہ عبارت اونھون نے لکھی ہے (اسی روایت عدم قرآنیت
کو مقدم و مرجح گننی و ماننی چاہیے) اسی استفتاء مع الفتوے کو ایرانی صاحب نے اپنے
قلم سے لکھا ہے۔ اور ایک اشتہار تاریخ ۱۹ ماہ ربیع الآخر ۱۳۱۸ھ مطابق تاریخ ۲۳ نومبر ۱۸۹۰ء
کو مطبع علوی واقع بمبئی بھنڈی بازار مین شرف الدین ایرانی صاحب نے طبع کراکے شائع
کیا تھا جسکی پیشانی پر یہ عبارت ہے (معوذتین کی قرآنیت کے منکر کو کافر کہنا سنت و جماعت کے
چاروں مذہب مین منع ہے) الی آخر ما فی الاشتہار اس اشتہار پر شرف الدین ایرانی نے اپنے

دستخطا بین عنوان کیے ہین

کتبہ العبد الراجی الی العفو الصمدی سید شرف الدین ابن السید مرتضی | شرف الدین |

المشہدی الاحمد آبادی کا

اور ایک اشتہار بمبئی مین تاریخ ۲۲ محرم الحرام سنہ ۱۳۱۰ھ کو شرف الدین ایرانی صاحب نے طبع کرا کے شائع کیا تھا جسکی پیشانی پر یہ عبارت ہے (ہفت قرأت کے بین چند کلمات کی کمی بیشی ثابت ہے) الی آخر ما فی الاشتہار اس اشتہار پر شرف الدین نے اپنے دستخط اس عبارت سے کیے ہین (العبد شرف الدین) اور ایک رسالہ گھگریہ نور الحسین صاحب ایرانی کے نام سے شائع ہوا تھا جسپر شرف الدینصاحب ایرانی نے اپنے دستخط و مہر باین عنوان کیے ہین (الامر کذلک سید شرف الدین | شرف المرتضی عن محمد مصطفے |

فتوے اول پر سید کو عرصہ تخمیناً پندرہ ۱۵ سال کا ہوا اور اشتہار اول کو عرصہ تخمیناً چودہ سال کا ہوتا ہے اور اشتہار ثانی کو عرصہ تخمیناً تیرہ ۱۳ سال کا ہوتا ہے اور رسالہ گھگریہ بھی اسی زمانہ مین شائع ہوا تھا۔ شرف الدینصاحب ایرانی کے دعاوی اربعہ مذکورہ سے اہل حق اہل انصاف واقف تھے لیکن یہ خیال گذرا کہ پندرہ ۱۵ سال کا عرصہ ہوا شاید ایرانی صاحب نے توبہ کر لی ہو اس وہم کے دفع کے لیے اون سے اس ۱۳۲۲ھ مین دریافت کیا گیا تو شرف الدین صاحب ایرانی نے اپنے مہری رقعہ مورخہ تاریخ ۲۶ ماہ ربیع الآخر ۱۳۲۲ھ روز دوشنبہ مین صاف لکھدیا کہ پندرہ برس پر جو عقیدہ میرا تھا وہ اتبک ہے اوس رقعہ کی نقل یہ ہے (سوال اول کا جواب یہ ہے کہ تم منشی امین الدین کی معرفت سے ہمارا خط مولوی نذیر احمد خان صاحب کیطرف آپنا لکھتے ہو وہ خط نہین ہے بلکہ استفسار مع الفتوی ہماری صحیح اور مہر کے ساتھ قلمی ہے اوسکی عبارت مین قطع و برید و تحریف کرکے نذیر احمد خان نے اشتہار طبع کرایا ہے لہذا جو ہمارا قلمی استفتا اور فتوے ہے اوسکی مطابق ہمارا قول اتبک ہے اور وہی عقیدہ ہے) اور شرف الدینصاحب ایرانی نے اپنے رقعہ مورخہ ۲۹ ماہ ربیع الآخر

سنہ ۱۳۲۲ھ روز پنجشنبہ مین اتنی عبارت اور زیادہ لکھی ہے لیجئے اوس فتوے کے
ذیل مین مرجح اور مرجح علیہا دونون ذکر کیے ہین اون تمام مجموع کو اور فتوے کے بھی اتنا
قائل ہین اگر اوس پر ہمارے دستخط اور صحیح ہین تو ہمین قبول ہے اگرچہ اوس پر ہماری مہر نہو) -
سوال دوم کا جواب یہ ہے کہ تمہارے سوال دوم مین لکھے ہوئے اشتہار کی پیشانی پر جو یہ
عبارت (معوذتین کے قرآنیت کے منکر کو کافر کہنا سنت وجماعت کے چارون مذہب
مین منع ہے) طبع ہوئی ہے وہ مجمل ہے اوسکی تفصیل اشتہار مذکور مین ائمہ اربعہ مذکورین کے مذاہب
کی کتب سے منقول ہے وہ ہمارے نزدیک تابک صحیح ہے اوس تفصیل کے مطابق اوس عبارت
منقولہ سے مراد ہے - سوال سوم کا جواب یہ ہے کہ اس سوال مین لکھی ہوئی اشتہار کی پیشانی پر جو یہ
(ہفت قرارۃ کے ما بین چند کلمات کی کمی بیشی ثابت ہی) مطبوع ہے اوس اشتہار مین جو
کلمات کی کمی بیشی قرارت سبعات مین جو ہے اوسمین کے چند کلمات منقول ہین از انجملہ سورۃ
برات سے آیت واعد لہم جنت تجری تحتہا الانہار نقل ہوئی ہے کہ اسمین بعض قرا
نے تجری تحتہا الانہار باسقاط کلمہ من پڑھا ہے اور دوسرے بعض قرا تجری من تحتہا الا
باثبات کلمہ من پڑھتے ہین ہمارے اس قول کی تصدیق تفسیر مدارک التنزیل سے ثابت
ہوتی ہے اور اسیطرح دوسرے کلمات منقولہ اشتہار مذکور مین منقول ہین اوسکی تائید تفسیر
جلالین ومدارک وغیرہا کتب تفاسیر وکتب قرارت سے ثابت ہی ان کتب مذکورہ کے مضامین
کے موافق کلمات مرقومہ فی الاشتہار کے موجب ہمارا قول اور عقیدہ اتبک ہی - سوال چہارم
کا جواب یہ ہی کہ اس سوال مین لکھی ہوئی رسالہ مین جو یہ عبارت (وعلی ہذا القیاس ان علیا مولی
المؤمنین بابت جو آپ لکھتے ہین وہ بھی بہتان وافترا ہے وجہ اوسکی یہ ہے کہ کسی سائل نے
اس مضمون سے سوال کیا تو شرف الدین صاحب نے کہا کہ درمنثور مین حافظ سیوطی صاحب حضرت
ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ کا قول نقل فرماتے ہین کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
کے زمانہ مین اسکو داخل قرآن کرکے ہم پڑھتے تھے یہ کہکر یہ بیان کیا کہ مصحف عثمانی مین

[illegible marginal handwritten notes]

اسکے عدم دخول کی دو وجہین ہین ایک یہ کہ حضرت عثمان وغیرہ صحابہ رضی اللہ تعالے
عنہم کے نزدیک اوسکی تلاوت تواتر سے ثابت نہین ہوتی دوسری وجہ یہ ہے کہ منسوخ
التلاوت ہین) الفاظ منقولہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ کے عدم دخول فی المصحف العثمانی
کی آج تک یہی وجہین ہم کہتے ہین صحیح سید شرف الدین بن سید مرتضی صاحب احمدآبادی عفا

محمد مصطفے المرتضے ۱۳۰۲ من شرف

تعالی عنہ وعن اسلافہ واعلافہ یوم التنادی دستخط سید نور الحسین بن السید شہاب الدین
اسکی بعد تاریخ ۲- ماہ رجب ۱۳۰۲ھ کو فاروقی پریس دہلی مین ایک اشتہار
شرف الدین نے طبع کرایا ہے جسکی پیشانی پر یہ عبارت ہے اعلان لاہل الایمان اس
اعلان کے آخر مین قبیل ایک سطر کے ایرانی صاحب نے اپنے دستخط یا بن عنوان لکھے ہین

محمد مصطفے ۹ ۱۳۰۲ المرتضی من شرف

راقم شرف الدین بن سید مرتضی احمدآبادی بقلم نور الحسین بن سید شہاب الدین
اس اعلان سے حضرات اہلسنت بخوبی واقف ہین اس اعلان مین شرف الدین
نے اپنے عقائد فاسدہ قدیمہ بدلکر عقائد حقہ کا اظہار کیا بلکہ اسمین دو یہ فریب کیا ہے کہ جو پوری
کیفیت سے ناواقف ہو وہ سمجھ جاتا ہے کہ شرف الدین ایرانی پر اون کے خصم نے بہتان لگائے
ہین اور ایرانی صاحب نے کوئی کلمہ کفر کبھی زبان سے نکالا ہی نہین ہے اور دونون اشتہار و نکو
اور لکھکر یہ کو اور فتوے پورسد کو اور اپنے اقرارنامہ مورخہ ۲۶ و مورخہ ۲۹- کو بالکل ایرانی صاحب
بھول گئے خیر اوسپر بھی خاکساری الکی اور احتیاط کا پلہ غالب ہونے کے سبب یہ خیال گزرا کہ
ہمارے علمانے فرمایا ہے کہ مرتد اگر اپنے کلمہ ارتداد سے مکر جائے کہ مینے نہ کہا تھا نہ یہ میرا مذہب
ہے مجھپر لوگون نے افترا کیا ہے مین مسلمان ہون میرا دین اسلام ہے تو اوسکا یہ مکر جانا ہی بعض احکام
مین اوسکے کفر وارتداد سے مثل توبہ سمجھا جائیگا اگرچہ باقی گناہون مین مکرنا جھٹلانا اصلا توبہ
نہین قرار پاتا اور نہ ہر چیز تائب ٹھہرے کہ چور ہمیشہ چوری سے انکار ہی کرتا ہے فی رد المحتار
عن البحر عن الذخیرۃ عن بشر بن الولید اذا جحد المرتد الردۃ ثم اقر بالتوحید وبمعرفۃ
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وبدین الاسلام فہذا منہ توبۃ لہذا رجب المرجب

سنہ ۱۳۳۲ھ روز جمعہ کو فیصلہ ہو گیا اوس علان وفیصلہ سے تمام حضرات اہل سنت احمد آباد وغیرہ واقف
ہین مگر افسوس کہ وہ خیال غلط نکلا اور نفاق مخفی کفر جلی ہو کر ظاہر ہوا اور ضرور تھا کہ یونہین ہو
کہ علمانے ارشاد فرمایا ہی کہ مرتد کا اپنے ارتداد سے مکر جانا حقیقۃً توبہ نہین مع قتل کے لیے فقط
حکماً توبہ ٹھیرالیجاتی ہے۔ لہذا اور باقی احکام وہی مرتدون کے جاری رہتے ہین جورو اوسکی
بدستور اوسکے نکاح سے خارج رہتی ہے اوقاف اوسکے بدستور باطل ٹھہرتے ہین وغیرذٰلک
من احکام المرتد الیٰ آخرہٖ درمختار مین ہے انکارہ توبۃ ورجوع یعنی فیمتنع القتل
فقط وتثبت بقیۃ احکام المرتد کحبط عمل وبطلان وقف وبینونۃ زوجۃ
اشباہ زاد فی البحر وقد رأیت من یغلط فی ہذا المحل ردالمحتار مین ہے ای حیث فہم ان
الشہادۃ لا تقبل اصلاً حتی فی بقیۃ الاحکام المذکورۃ والوجہ فیہ انہ لم یتب
حقیقۃ وانما تاب حکماً بجعل انکارہ توبۃ فہو داخل فی المسلم الذی ارتد و ثم
جب ط آتو وہی گل کھلا کہ شرف الدین نے اپنے اظہار اسلام سے رجوع کی اور اورون کو
اپنی اوس غلط فہمی سے کہ اوسے اب مسلمان سمجھ لیا تھا رجوع کرنی پڑی یعنی اسکے بعد شرف
الدین ایرانی صاحب نے ایک مراسلہ اپنے بیٹے بدیع الدین ایرانی کے نام سے اخبار کرزن گزٹ
دہلی جلد ۶ نمبر ۱۴ مورخہ یکم نومبر سنہ ۱۹۱۳ء مین چھپوا کر شائع کیا اوسمین اپنے نفاق کو پھر اہل حق کے سامنے
ظاہر کر دیا۔ قرآن مجید مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم اٰمنوا ثم کفروا
ثم ازدادوا کفراً لم یکن اللہ لیغفر لہم ولا لیہدیہم سبیلاً بشر المنافقین
بان لہم عذاباً الیماً مطلب اس آیت کریمہ کا یہ ہے کہ یہود عنود ایمان لائے حضرت
موسے علیہ السلام کے ساتھ پھر بچھڑے کی عبادت کرکے کافر ہو گئے پھر اوسکے بعد توبہ
کی اور ایمان لائے پھر اونھون نے کفر کیا ساتھ عیسے علیہ السلام کے پھر اونھون نے حضرت
نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفے صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے ساتھ کفر زیادہ کیا اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ وہ اپنے کفر پر قائم رہینگے تو مین اون کے گناہون کو معاف نہ کرونگا اور اونکو

خون کیطرف ہدایت نہ کرونگا اور اللہ تعالے فرماتا ہے اے میرے حبیب پاک منافقون کو
عذاب دردناک کی خوشخبری دیدیجیے **دوسری آیت** مین اللہ تعالے فرماتا ہے
وقالت طائفة من اهل الکتب امنوا بالذی انزل علی الذین امنوا وجه النهار واکفروا
اخره لعلهم یرجعون مطلب اس آیت کریمہ کا یہ ہے کہ جتنے یہودیون نے بعض سے ملکر مشورہ
کیا کہ ایک دغابازی یہ کرو کہ قرآن مجید پر صبح کے وقت ایمان لاؤ اور شام کو اوسکے ساتھ کفر
کر جاؤ اس دغابازی سے یہ فائدہ ہوگا کہ مسلمانون کو بہت ڈر اور شک پڑجائیگا کہ یہ لوگ توریت
پڑھے ہوئے ہین اور بڑے عالم ہین اور یہ قرآن مجید پر ایمان لا چکے تھے اوسکے بعد پھر گئے ہین
تو ضرور قرآن مجید مین معاذ اللہ کوئی نہ کوئی خلل ہے اوسی خلل کو دیکھکر یہ دین محمدی و قرآن
سے پھر گئے ہین اس دغابازی سے مسلمان بھی اپنے ایمان سے پھر جاینگے یہ مسلمانون کے ایمان بگاڑنیکا
اونھون نے مشورہ کیا۔ ان دونون آیتون مین جو کچھ بیان ہے اوسپر اہل اسلام اہل سنت کا
ایمان تو تھا اور فی الحال بھی ہے اور بعونہ تعالی ہمیشہ رہیگا لیکن اس قسم کے لوگ آنکھون سے
نہ دیکھے تھے اب خدا تعالی نے آنکھون سے بھی دکھا دیے جو دغابازی اور مکر اوس زمانہ کے یہودیون
نے کیے تھے وہ مکر ایرانیون نے کرکے سنی بھائیون کو بہلا دیے کیون نہو آخر رافضیون کے مذہب
کی بنا ہی یہودی کی ڈالی ہوئی ہے ولہذا مذہب رافض مذہب یہود سے بہت مشابہ ہے حضور
پر نور سیدنا **غوث الاعظم** حضرت پیران پیر رضی اللہ تعالی عنہ اپنی کتاب ہدایت مآب مبارک
مستطاب **غنیۃ الطالبین** شریف کے **صفحہ** ۲۲۶ اور **صفحہ** ۲۲۷ مین فرماتے ہین۔
فقد شبهوا مذهب الروافض بالیهودیة الخ الی ان قال رضی الله تعالی عنه والیهود
حرفت التورية وكذلك الروافض حرفوا القرآن لانهم قالوا القرآن غير وبدل وخولف
بين نظمه وترتيبه واحيل عما انزل عليه وقرئ على وجوه غير ثابتة عن الرسول
وانه قد نقص منه وزيد فيه تنا لهم الى اخر الدهر انتهى ملتقطا اس عبارت کا مطلب
یہ ہے کہ رافضی اور یہود مذہب مین مشابہ ہین یہودیون نے توریت کو محرف کر دیا ہے

اسیطرح روافض نے قرآن مجید کو محرف ٹھہرایا ہے۔ رافضی جہالت رکھتے ہین کہ قرآن مجید بدلا
گیا ہے اور اوسکے نظم اور ترتیب مین مخالفت کیگئی ہے اور قرآن مجید جیسا نازل ہوا تھا اوسمین بعض
گیا ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے جو وجوہ قرارت ثابت نہین ہین اونمین وہ
قرارت پڑھی جاتی ہین اور قرآن مجید مین زیادتی کمی ہو گئی ہے حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالے
عنہ رافضیون کے یہ اقوال ذکر کیکے فرماتے ہین اللہ تعالے اونکو قیامت تک ہلاک کرے حضرت
غوث الاعظم رضی اللہ تعالے عنہ کی دعا کا اثر علانیہ روشن ہے کہ رافضی کسقدر خراب تباہ ہین
اللہ تعالی نے ایمان اور اسلام کی اصل بنیاد یعنے قرآن عظیم کے ساتھ ایمان اعتقاد ہی سے اون کے
بخس لوگونکو محروم و مطرود کر دیا وہ ہزار دن ذلت جسمانی و روحانی اوٹھاکر بھی اب تک یہی کہا کے
جاتے ہین کہ قرآن مجید مین تحریف تبدیل و زیادت و نقصان نے دخل پایا ہے یہ وہی بات ہے
کہ قرآن عظیم نے خود فرمادیا لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم سبیلا اللہ اونہین بخشتا
نہ حق کی ہدایت دیتا والعیاذ باللہ رب العلمین **شرف الدین ایرانی صاحب** تخمینًا
پندرہ سال کا عرصہ ہوا احمد آباد سے بمبئی وعظ کہنے کے لیے گئے وہان اونکے ایک مرید نے کہا
کہ باہر کے علماے واعظین یہان آتے ہین کوئی نہ کوئی نیا نکتہ علمیہ بیان کرتے ہین آپ بھی عالم ہو کوئی
نیا نکتہ بیان کرنا شرف الدین صاحب ایرانی نے وہان مسئلہ معوذتین بیان کیا اس مسئلہ کے بیان سے
ایک فساد قائم ہوا یہ وعظ بمبئی کرافٹ مارکٹ کے متصل قصابون کی مسجد مین بیان کیا تھا
اس وعظ کے بعد دوسرا وعظ بمبئی مین نہین یا اور کسی جگہ ایرانی صاحب کو نصیب نہین ہوا دو چار
روز اپنے کسی مرید بھٹیار ہو یا کسی گھوگر کے مکان پر رہکر احمد آباد چلے آئے یا شاید دوسرے ہی دن میل
ٹرین مین سوار ہوکر فرار ہو گئے العلم عند اللہ پندرہ برس کی بات کو کون تحقیق کرتا پھرے
الغرض پندرہ برس ہو گئے ایرانی صاحب کو ابھی تک وعظ کہنا وہان نصیب نہوا نہ اونہین یہ قدرت
ہو کہ بمبئی کی زکریا مسجد مین وعظ کہین یا اسمٰعیل حکیم کی مسجد مین یا اسمٰعیل حبیب کی مسجد مین یا انس
کی مسجد مین یا نواب کی مسجد مین یا جامع محلہ کی مسجد مین یا بنگالی محلہ کی مسجد مین یا کھڑک کی مسجد

ابتک بمبئی کی جامع مسجد مین شرف الدین کو وعظ کہنا پندرہ برس سے آج تک میسر نہین
ہوا ان گھوگاری محلہ کے کسی گھر کے مکان مین یا کسی واقف کے مکانین یا کسی غیر مشہور
مسجد مین وعظ کہنے کے لیے شرف الدین ایرانی کو اگر کسینے بلوایا ہوگا تو کیا وہ کسی عاقل کے
نزدیک قابل استناد ہو سکتا ہے ہرگز نہین مگر حکیم بدیع الدین بن شرف الدین
صاحب ایرانی مرسلات گزٹ کرزن گزٹ میرٹھ لکھنے ہین بمبئی سے چلے آنے کی
خبر بھی عبدالرحیم نے ابھی ایک نرالی منطق کے نتیجہ کے طور پر لکھی ہے ورنہ بمبئی کے لوگ
بخوبی واقف ہین کہ مولانا صاحب بعد از وعظ برسنہ آئندہ کو وہ بہت دن تک وہان مقیم
رہے بلکہ بعد ازان کئی بار اکثر مقامات سے وعظ کی دعوتین آئین اور وہان وعظ بھی فرمایا علاوہ
برآن مولانا صاحب کے قول کے مطابق مسئلہ مذکورہ کے باب مین وہان جو استفتا ہوا اور
اوسپر وہان کے علما کے دستخط اور مہرین ہوئین وہ اصل استفتا بھی مولانا کے پاس موجود ہے
جناب ایرانی صاحب اس ساختہ استفتا کا تو نام لیا اور یہ ہضم کر گئے کہ اوس استفتا کو
مولوی سید عبدالرحمن صاحب نزیل بمبئی و مولوی شیخ احمد صاحب جنیگرے نے
رد کر دیا ہے اوس فتوی مردودہ کو پیش کرنا کیا مقتضائے حیا ہے خیر اسے جانے دو اوس استفتا
کی کارستانی کا حال سنو اور ناواقفون کو یون دھوکے نہ دو اوس استفتا پر جو مہرین لگائی
گئین ان مین جناب قاضی اسمعیل صاحب مہر کا نام بھی ہے تمہارے الشرف
الدین ایرانی کے اشتہار سے جسکی پیشانی پر یہ عبارت ہے (ہفت قرات کے مابین چند
کلمات کی کمی بیشی ثابت ہے) کرسٹان حسام الدین ایڈیٹر کشف الحقائق موس بلڈنگ
گرانٹ روڈ بمبئی نے اپنے اخبار یکم اکتوبر ۱۸۹۵ء مین ایک مضمون طبع کرایا جسکا مطلب یہ
ہے (قرآن مین نئی سورتون کے داخل ہو جانے پر زمانہ موجودہ
مین علمائے اسلام کا مباحثہ ہم جمہور عام کو تحقیقات کیطرف توجہ دلایا چاہتے
ہین اسلیے ان سنی علمائے اسلام کی رائے کا خلاصہ لکھتے ہین جن کے نام نامی حاشیہ پر ہے

درج ہین اور جنھون نے نہایت خوبصورت اور قوی دلیلون سے مولوی نذیر احمد خان صاحب
رامپوری کے مقابلہ مین اسبات کو ثابت کیا ہے کہ معوذتین صحابہ کے زمانہ کے بعد قرآن مین داخل
ہوگئی ہین) سنی علمائے اسلام کے نامون کا جو حوالہ حاشیہ کا دیا ہے اوسکی عبارت یہ ہے
(مولوی محمد بن عبد القادر صاحب پٹن گجرات مولوی محمود صاحب دیوبندی مولوی
اسمٰعیل صاحب دہلی قاضی اسمٰعیل صاحب مہری مولوی محمد مسعود صاحب دہلوی مولانا
عزیز الدین صاحب پالن پوری مولوی شبیر احمد دہلوی مولانا رحمت بیان صاحب
پالن پوری مولوی ابو الخیرات صاحب دیوبندی مولانا اشرف الدین صاحب
احمد آبادی) اُنکے والد صاحب کے اشتہار و استفتا نے ایک کرسٹان پادری
کو دین اسلام پر منھ آنے کا جو موقع دیا وہ تو صاف ظاہر ہے ایک سنیئے کہ جناب قاضی
اسمعیل صاحب مہری ساکن بمبئی جنکا نام حسام الدین کرسٹان نے اپنے
اخبار کے حاشیہ مین لکھا ہے آنجناب نے اخبار مسلم ہیرلڈ دوشنبہ ۲۹ - اکتوبر
۱۸۹۵ء مطابق ۹ جمادی الاولی ۱۳۱۳ھ مین ایک نوٹس چھپوا کر کرسٹان مذکور کی
جانب رجسٹر کر کے روانہ کیا جسکی عبارت بلفظہا یہ ہے (نقل نوٹس مرسلہ رجسٹری
شدہ بطرف پادری حسام الدین درباره معوذتین - پادری حسام الدین
ایڈیٹر کشف الحقائق ہداک اللہ تعالے یکم اکتوبر ۱۸۹۵ء کے اخبار مین تمنے جو لکھا ہے کہ چند
علمائے اسلام وغیرہ جنمین ملزم بھی تھے درج کیا ہے اور لکھا ہے کہ مولوی نذیر احمد خان
صاحب رامپوری کے مقابلہ مین اسبات کو ثابت کیا ہے کہ معوذتین صحابہ کے زمانہ کے بعد
قرآن مین داخل ہوئی ہین سب تمھارا لکھنا لغو و باطل ہے کبھی ہمنے ایسا نہین لکھا ہے
اور اہلسنت وجماعت کے جمیع ائمہ کی کتب سے ثابت ہے کہ معوذتین جزو قرآن شریف
ہین اور آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم پر مانند دوسری سورتون کے نازل ہوئی ہین
منکر اسکا کافر ہے اور جناب مولوی نذیر احمد خان صاحب موصوف نے اسباب مین جو

مسئلہ تحریر فرمایا ہے یعنی معوذتین کا قرآن ہونا اور منکر قرآنیت کا کافر ہونا ثابت کیا ہے اوسین
بطور تصدیق کے میری صحیح ہے اور بعض دوسرون کی بھی صحیح ہے جنکا نام تمنے لکھا ہے چنانچہ
مولوی مسعود صاحب دہلوی وغیرہ کی پس معلوم ہوتا ہے کہ جیسا تمنے ہمارے اوپر
افترا باندھا ہے ویسا ہی اور وپر بھی افترا لگایا ہوگا کبھی کوئی مسلمان دیندار ایسا لغو
ہان اگر کسی بیدین مرتد نے جسوقت ایسا بیہودہ کلام کیا ہوگا اوس زمانہ کے علمانے
ضرور اسکی تردید مین قلم اوٹھایا ہوگا یا کسی جاہل کندہ ناتراش نے کبھی اس قسم کی بک اس کی ہوگی
تو ضرور علمائے دین نے اوسپر کفر کا فتوے لکھا ہوگا بالفرض اگر کسی جاہل بیدین نے اس امر مین
ہرزہ سرائی اور بیہودہ گوئی کی ہوگی اور اوسپر بعض نادان تجہہ نے دستخط اور صحیح بھی کی ہوگی
تو کیا وہ قابل اعتبار ہوسکتا ہے ہرگز نہین اور جناب مولوی نذیر احمد خان صاحب کی تحریر جسکو
عرصہ تخمیناً چھ سال کا ہوچکا ہے اور جسپر علمائے معتبرین کی مہر اور دستخط ہوچکے ہین منجملہ و
بندہ کا دستخط بھی اوسپر موجود ہے وہ معتمد بہ ہے اور وہ مطبوع ہوچکا ہے پس تمپر لازم ہے کہ جو
لغو تمنے لکھا ہے اوس سے باز آو اور اپنی غلطی کے قائل ہوجاو اور ایک ہفتہ کے عرصہ مین
اپنی غلطی کا اظہار بذریعہ اخبار مذکور کرو اگر درصورتیکہ تم ایسا نہ کروگے اور اپنی غلطی اور خطا کے
مقر نہ ہوگے تو مین تمپر اس امر کی سبب سے جو مجکو رنج پہنچا ہے عندالسرکار بموجب رائے وکلا
فریادی کرونگا۔ اوسکی جوابدہی تمکو لازم ہوگی۔ الراقم قاضی اسمعیل مہری مرقومہ پنجم جمادی الاولی ۱۳۱۳ھ
حسام الدین کرسٹان نے اس نوٹس قاضی اسمعیل صاحب مہری کا جواب اپنے اخبار
کشف الحقائق یکم دسمبر ۹۵ء مین جو طبع کیا تھا اوسکی نقل یہ ہے (مولانا قاضی اسمعیل
صاحب مہری اور معوذتین ۱۳۰۸ھ مین شیخ غلام حسین صاحب ولد غلام محی الدین صاحب
نے ایک فتوے (اشتہار) چھپوایا اور مشتہر کیا اوسمین اسلام کی معتبر کتابون سے یہ بتایا
کہ معوذتین دعا ہین اونکو قرآن سے نہ ماننے والا کافر نہین ہوسکتا اوس فتوے پر تخمیناً
چھبیس علمائے اسلام کے دستخط ہین اور نامدار علما کے گروہ مین حضرت مولانا قاضی اسمعیل صاحب

مہدی منو طبع ہیں اور مولوی محمد مسعود صاحب دہلوی کے بھی دستخط ہیں مجھے اسوقت اس
بحث سے سروکار نہ تھا میں تو تاریخ قرآن لکھ رہا تھا اور میں نے اس چھپے ہوئے فتوے
کی عبارت کے سلسلہ میں فقرات (دوسرے امر میں) لکھے ہوئے دیکھے ا
لیپوری (مولوی نذیر احمد صاحب) نے حضرت حیدریہ قسطلانی شرح بخاری
سے معوذتین کی قرآنیت کا اجماع نقل کیا ہے وہ عہد اول یعنی صحابہ کے زمانہ کے بعد کا
اجماع ہے اور ہم لیپوری (مولوی نذیر احمد صاحب) نے صحابہ یعنی رضی اللہ
عنہم کے زمانہ میں اس اجماع ہونیکی ذکری ہے مردود نا مقبول ہے پھر امر دوم میں لکھتے
ہیں کہ (۲) معوذتین کی قرآنیت کا انکار دین سے نہیں ہے شارح مقاصد نے لکھا ہے
اور خصوصاً ابن مسعود کا تردد اور توقف کرنا بعض سور وآیات کی قرآنیت میں ثابت و بحال
رکھا ہے میں نے دوسرے فقرے کے تردد و توقف کے معنے شک کے لیے اور دونوں فقروں کا
خلاصہ بحر التوبر کے کشف الحقائق میں یہ لکھدیا کہ معوذتین صحابہ کے زمانہ کے بعد داخل قرآن ہوئے
اور سند انھیں علما کو گردانا جنکے دستخط اس چھپے ہوئے فتوے پر ہیں حضرت مولانا قاضی
اسمعیل صاحب مہری تحریر فرماتے ہیں کہ جناب مولوی نذیر احمد خان صاحب نے جو مسئلہ تحریر
فرمایا ہے یعنی معوذتین کا قرآن ہونا اور منکر قرآنیت کا کافر ہونا ثابت کیا ہے اوسمیں بطور
تصدیق کے میری صحیح ہے اور مولوی مسعود صاحب دہلوی کی بھی مجھے اسبات کا رنج ہے کہ آپ
دونوں صاحبوں کا نام کشف الحقائق میں چھاپا گیا درحقیقت غلام حسین صاحب کے فتوے نے
مغالطہ دیا کسی صاحب کو اس فتوے کی نسبت دریافت کرنا ہو غلام حسین صاحب سے
کرلیں ہم اس فتوے سے بری الذمہ ہیں کشف الحقائق میں مولانا مہری صاحب کا نام چھپنے سے
ہمیں رنج ہو مگر یہ غلطی ہماری نہیں ہے اگر ہے تو غلام حسین صاحب کی ہے کہ جنھوں نے آپکا اسم
گرامی مفتیوں میں چھپوایا ہو کشف الحقائق کا مقصود آپکو یا اور کسی صاحب کو رنجیدہ کرنیکا نہیں ہے
اور نہ ہوگا میں نہیں چاہتا کہ یہ غلطی پھیلے میں کشف الحقائق کے ناظرین کو اطلاع دیتا ہوں کہ

قاضی صاحب جہری اور مولوی مسعود صاحب ان فتوے پر دستخط کرنیسے انکار کرتے ہین جسکو
غلام حسین نے چھپوایاہے۔ ایڈیٹر کشف الحقائق) اجی بدیع الدینصاحب ایرانی
آپکے والدنے بمبئی مین جو اشتہار ۲۴ محرم ۱۳۱۱ھ کو چھپواکر غلام حسین کے نام سے مشتہر کیاہے اور
اوسپر بمبئی وغیرہ کے علما کی مواہیر طبع کی ہین اوس سے جو کچھ کرشان نے ثابت کیا وہ بھی آپنے سن لیا
اور اوسکو جو جواب علمائے بمبئی نے اوسی زمانہ مین دیا اوس سے بھی آپکو واقف کردیا یہ آپکے فتوون اور
اشتہارون اور مہرون کا حال ہے جسپر آپ فخر کرتے ہو۔

شر شرف ہجو بری بدیع

گشت عیان مثل شریف وضیع	شر بدی بود چو آغاز شان
صادر از پیشان شدہ شرّ بدیع	لیک بدو شر بدیع وعجب
العبد اللہ فاتی بتشیع	حکیم بدیع الدین صاحب ایرانی مراسلہ

کرزن گزٹ مذکورۃ الصدر مین لکھتے ہین (چارون مذہب مین منع ہونے کے متعلق جو
عبدالرحیم کا اشارہ ہے اسکے جواب مین بھی اتنا ہی بس ہے کہ یہ لفظ عام ہے اور حنفیا اور شافعیا
دونون کو شامل ہے مولانا نے اپنے اشتہارون مین جنکا حوالہ دیاہے دلائل مذاہب اربعہ سے عدم
تکفیر کو جیناطاً ثابت کیاہے اور یہی عقیدہ مولانا کا پیشتر بھی تھا اور اب بھی ہے) اس کلام مین
بدیع الدین صاحب اقرار فرماتے ہین اگرچہ بہت چھپایا کہ شرف الدینصاحب ایرانی نے جو اشتہار
لکھاہے جسکی پیشانی پر یہ عبارت ہے (معوذتین کی قرآنیت کے منکر کو کافر کہنا سنت وجماعت کے
چارون مذہب مین منع ہے) اس اشتہار کو شرف الدین ہی نے چھپوایاہو اور اس اشتہار پر
ایرانی صاحب کا عقیدہ پیشتر بھی تھا اور اب بھی ہے۔ اوسی اخبار مذکور مین بدیع الدین
صاحب ایرانی فرماتے ہین ہفت قرارت کے متعلق مولانا کا منشا ومطلب عبارات
مندرجہ اعلان وفیصلہ سے علمائے دین وعام ناظرین پر بخوبی ظاہر ہوچکاہے پھر معلوم نہین کہ
باوجود چار آنکھون کے عبدالرحیم کو کیون دکھائی نہین دیتاہے) مولوی عبدالرحیم صاحب
نے ۸۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء کی اخبار کرزن گزٹ دہلی کے خط مطبوع مین شرف الدین کے اشتہار

مورخہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۱۹ھ کا حوالہ دیا تھا جسکی پیشانی پر یہ عبارت ہے (صفت قرابت کے
مین چند کلمات کی کمی بیشی ثابت ہے۔ اس اشتہار کا بدیع الدین صاحب ایرانی نے صاف
اقرار کیا ہے یہ نہین کہتے کہ وہ اشتہار شرف الدین ایرانی صاحب نے نہین لکھا بلکہ وہ تو اس
اشتہار کے لکھنے والیکو اور اسکے مشتہر کرنیوالیکو اور سچ سمجھین کرنیوالون کو مرتد سمجھتے ہین اور
تمام احکام مرتدین اونپر جاری کرتے ہین رہا یہ کہ بدیع الدین ایرانی صاحب وسکا منشا و مطلب
کچھ اور ٹھہراتے ہین یہ وہی بات ہے کہ عاقلان نکتہ سید انند کھلے ہوئے صریح الفاظ موجود
ہین اب آپکے باپ کے پیٹ کی آپ جانین یا وہ مثل مشہور ہے کہ لا یعلم حرفا حبلیٰ
بدیع الدین صاحب ایرانی اوسی اخبار مین فرماتے ہین (عبدالرحیم ٹھگ ریہ رسالہ کو دیکھکر
عجیب کھٹ پٹ مین پڑ گئے ہین ذرا غور اور توجہ سے پڑھ لیتے تو بلا دغدغہ طبیعت اونکی کھلجاتی)
اور معلوم ہوتا کہ تمام رسالہ مین کوئی بات خلاف عقائد اہلسنت وجماعت نہین ہے (اجی ایرانی
صاحب آپکا یہ دعوے کہ تمام رسالہ مین کوئی بات خلاف عقائد اہلسنت وجماعت نہین ہے)
بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ اور خیانتون کو اور کلمات کفریہ کو چھوڑ دو فقط دو ایک باتین فہرست
آپکو بتا دیتا ہون ٹھگ ریہ کے صفحہ ۱۵ مین ان علیا مولی المؤمنین کا آیت
قرآنیہ ہونا تفسیر درمنثور سے ثابت کیا اور تفسیر مذکور سے قول حضرت عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ تعالے عنہ نقل فرمایا کہ آنحضرت رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین ہم اسکو داخل قرآن
کرکے پڑھتے تھے (ہم پڑھتے تھے) صیغہ متکلم مع الغیر کا ہے جب ایک جماعت صحابہ
کرام نے آیت مذکورہ کو داخل قرآن مجید کرکے پڑھا تو اس سے اسکا آیت قرآن مجید ہونا ثابت
ہوا اب یہان اعتراض واقع ہو کہ یہ آیت قرآنیہ ہے تو مصحف عثمانیہ مین کیون داخل نہین ہے اسکے
آپنے ٹھگ ریہ مین دو جواب لکھے ایک یہ کہ آیت منسوخ تلاوت ہے دوسرا جواب آپنے یہ دیا کہ حضرت
عثمان وغیرہ صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم کے نزدیک اسکی تلاوت تواتر سے ثابت نہین ہوئی
جس سے یہ بات ٹپکتی ہے کہ حضرت ابن مسعود و احزابہ رضی اللہ تعالی عنہم کے نزدیک اسکی تلاوت

تواتر سے ثابت ہو چکی ہو پس آپ کی گھگریہ کی اس تقریر سے تو ان علیا مولے المؤمنین کا آیت قرآنیہ ہونا بخوبی ثابت ہو گیا اور لکھا ہے (اس بابت رسالہ موجود ہے جسکو اسمین شک ہو تو دیکھ لے) اس تقریر سے تو یہ بات ثابت ہوئی کہ اوس رسالہ مین ان علیا مولی المؤمنین کا آیت قرآنیہ ہونا ثابت کیا ہے اور گزٹ مین لکھتے ہو تمام رسالہ مین کوئی بات خلاف عقائد اہل سنت وجماعت نہین ہے) اجی ایرانی صاحب آپکے کلام سے تو یہ امر ثابت ہوگئی کہ ان علیا مولی المؤمنین کا آیت قرآنیہ ہونا خلاف عقائد اہل سنت وجماعت نہین لیجیے اسمین بھی آپکا کافر ہونا علماے دہلی نے بھی ثابت کیا ہے اور آپکے اس کلام مذکور سے فیصلہ علماے دہلی اور آپکے باپ کی اعلان اہل الایمان کی یہ بات بالکل جھوٹ اور رد ہو گئی (دوم یہ کہ مین ان علیا مولی المؤمنین کے جملہ کو آیت قرآنیہ سمجھتا ہون حاشا نہ ایسا مین نے کہا ہے نہ اب کہتا ہون بلکہ اپنے ایک رسالہ مین اسکا رد کیا ہے اور مخالف کو جواب دیا ہے) یہ عبارت اعلان کی ہے اور فیصلہ علماے دہلی مین ہے (دوسرے مسئلہ کی بابت فرمایا کہ کبھی بھی میرا اعتقاد نہ تھا نہ اب ہی کہ جملہ (ان علیا مولی المؤمنین) آیت قرآنیہ ہے بلکہ مین نے اسکا رد لکھا ہے) اجی ایرانی صاحب جب تمام گھگریہ مین کوئی بات خلاف عقائد اہل سنت وجماعت نہین ہو تو ان علیا مولی المؤمنین کا جزو قرآن ہونا جو اوس مین ہے وہ بھی خلاف عقائد اہل سنت وجماعت نہوا ایسے گھمنا مے علماے دہلی جو آپکا بخوبی انشاء اللہ تعالے چسپان ہو جائیگا اور بیٹھے گھگریہ کے صفحہ ۱۷ مین ہے (اور جو منشہر صاحب لکھتے ہین کہ سید شرف الدین قرآن مین صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم ہی کی زبانہ سے غلطیان چلی آتی ہے انتہے بلفظہ یہ بالکل بہتان وافترا وجھوٹ ہو سید شرف الدین نے نذیر احمد خان رامپوری کے مضمون و تلامذہ کے نزدیک اثناے تقریر مین نقلا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی الفوز الکبیر سے بیان کیا کہ موصوف صاحب قرآن شریف مین خلل عجیب کا ہونا بیان کرتے ہین اور تفسیر درمنثور مین بھی اس قبیل کے اقوال منقول ہین کہلانا

جو کہیں سو آنحضرت کیطرف عائد ہے سید شرف الدین کیطرف عائد نہیں کیونکہ نقل کفر کفر نباشد
یہ بات ایک قصہ طلب ہے مورخہ ۱۴ نومبر ۱۸۹۵ء کو ایک استفتا شرف الدین صاحب ایرانی
نے لکھا تھا جسکے آخر میں یہ عبارت ہے راسی روایت عدم قرابت کو مقدم و مرجح گننی چاہئی
چاہیئے اس فتوے کو اول سے آخر تک نقل کرکے مولانا مولوی محمد نذیر احمد صاحب نے شرف الدین
ایرانی کا کفر ثابت کیا اور اشتہار طبع کراکے شائع کیا جب وہ اشتہار شائع ہوا شرف الدین
ایرانی نے مولٰنا مرحوم کے شاگردوں اور دوستوں کو بلوا کر کہا کہ تمہارے مولوی صاحب نے
معوذتین کے بارے میں فتوے لکھنے سے حکم کفر لگایا ہے جاؤ مولوی صاحب سے کہدو کہ
قرآن مجید میں اور بہت سی غلطیاں ہیں اور وہ غلطیاں حضرات صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم کے
زمانہ سے چلی آتی ہیں اور ایرانی صاحب نے کہا کہ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا یہ کتابوں میں لکھا
ہے یہ خبر اون لوگوں نے آکر مولٰنا مرحوم کو سنائی جسکا ایرانی صاحب نے بھی گھگریہ میں اقرار
کرلیا ہے جسوقت یہ بات ہوئی اوسوقت مولوی احمد حسن صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے اونھوں
نے اونکی زبانی سنکر اشتہار میں یہ مضمون مذکور طبع کرایا تھا جسکے جواب میں ایرانی صاحب گھگریہ
کے صفحہ میں وہ عبارت مذکورہ رقم فرماتے ہیں آیرانی صاحب آپکو یہ بات یاد رہے کہ قرآن مجید
میں زیر زبر پیش کی غلطی بتانا کفر ہے ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ
میں فرماتے ہیں واغرب من ھذا طعن بعض علماء العربیۃ فی القراءات المتواترۃ
حیث لم تکن علی وفق مدعاھم وھو کفر ظاھر واللہ ولی دینہ وحافظ کتابہ وقادر
علی ثوابہ وعقابہ جناب ایرانی صاحب آپ ایسی عقلمندی کرتے ہیں کہ غلطیاں
قرآن مجید میں اور خلل عجیب ثابت ہوجائے اور آپکا کفر کوئی ثابت نہ کرسکے ۔ ۵

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش	من انداز قدت را می شناسم

اجی حضرت ایرانی صاحب یہ وہی عبد اللہ بن سبا یہودی منافق کا سکہ دوسرے منافق
اوسکے چیلے چانٹے جمانا چاہتے ہیں لیکن وعدہ ہمارے رب العزۃ تبارک و تعالے کا سچا ہے

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون جناب ایرانی صاحب جب کوئی منافق سر اوٹھاتا ہی
اور حملہ قرآن مجید پر کرتا ہے تو ایسی مونھ کی کھاتا ہی کہ اپنی خباثت کو بالکل فراموش کر جاتا ہی
اجی ایرانی صاحب الفوز الکبیر کے صفحہ ۴۲ مین شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی تحریر فرماتے
ہین در نحو قرآن خلل عجیب راہ یافتہ است و آن آنست کہ جماعتہ مذہب سیبویہ را اختیار کردہ اند
وہرچہ موافق آن نیست اورا تاویل میکنند ہرچند تاویل بعید باشد و این نزد من صحیح نیست اتباع
اقوی و اوفق بسیاق و سباق باید کرد مذہب سیبویہ باشد یا فرا مصنف گھگریہ نے لفظ نحو
کو اپنے رسالہ مین حذف کر دیا اور ترجمہ جیسا مصنف گھگریہ کی ہے تابعیا مولانا ولی اللہ صاحب
مرحوم تو لوگون کے خلل عجیب کرنیکو رد کرتے ہین اور لوگون نے خلل عجیب اسطرح کیا ہے کہ ایک
جماعت مذہب سیبویہ نحوی کو اختیار کرتی ہے اور جو اوسکے موافق نہین ہی اوسکی تاویل کرکے
سیبویہ کے موافق وہ جماعت بناتی ہے اگرچہ تاویل بعید ہی ہو حضرت شاہ صاحب مرحوم فرماتے
ہین کہ میرے نزدیک یہ صحیح نہین ہے اقوی اور اوفق کی اتباع سیاق اور سباق کو دیکھکر کرنا
چاہیے مذہب فرا ہو یا سیبویہ۔ لیجیے ایرانی صاحب اس عبارت مین تو شاہ صاحب نے لوگون
کے خلل عجیب کرنیکو رد کر دیا ہے آپکا یہ فرمانا کہ (موصوف صاحب قرآن شریف مین خلل عجیب کے
ہونا بیان کرتے ہین) بالکل جھوٹا ہو گیا ۔ اجی ایرانی صاحب کوئی ناواقف آپکے اس کلام کو دیکھے
اور آپکے کرزن گزشتہ کے اس قول کو کہ (تمام رسالہ مین کوئی بات خلاف عقائد اہل سنت وجماعت
کے نہین ہے) دیکھے تو یہی سمجھ جاوے کہ دہلی کے اتنے بڑے عالم اور قرآن مین خلل عجیب بتاتے ہیں
چلو ہمبھی عقیدہ رکھلو یہ عقیدہ ٹھیک اہل سنت وجماعت کے موافق ہے جب وہ یہ سمجھ جاویگا تو کافر
و گمراہ ہوگا یا نہین اور آپ بالکل الگ ہو آپ تو بالکل کچھ بولتے ہی نہین اجی ایرانی صاحب نفاق و ضلالت
اسیکا نام ہے اور گھگریہ مین جو مصنف کا یہ قول ہے (اور تفسیر در منثور مین بھی اسی قبیل کے اقوال منقول
ہین) یاد رکھو کہ امام جلال الدین صاحب سیوطی نے تفسیر در منثور مین صرف جمع اقوال پریشان
کا قصد فرمایا ہی رطب و یابس غث و باطل و صحیح و ضعیف و ثابت و موضوع سب کچھ اوسمین تودہ تودہ

بھلا ہے وہ بیشک ناقد ہیں محققین کے کام کی ہر جو حق و باطل و ثابت و زائل میں تمیز پا سکیں کہ جو کچھ اوسمیں ہو مستند ہوا اوسمیں تو صد ہا اقوال متناقضہ بھی ہیں جو سب محققین صحیح ہو جا ئینگے جیسے آم کہا او بعضوں نے وہ نقل فرما دیا جسنے املی کہا او بعضوں نے وہ لکھ لیا وہ محض فہرست اقوال ہوتی ہیں تفسیر امام جلال الدین سیوطی کی تفسیر اتقان ملاحظہ کیجیے ج ۱ صفحہ ۱۹۱ میں بحوالہ تفسیر مذکور کے اقوال کو نقل کر کے بیان فرماتے ہیں هذا مما يستحيل عقلاً و شرعاً و عادةً یعنی قرآن مجید میں معاذ اللہ کسی غلطی کا ہونا عقلاً و شرعاً و عادةً محال ہے اگر مصنف کتاب مذکور نے امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے اور باوجود دیکھنے کے پھر بھی درمنثور کے پریشان قول کو نقل کر دیا اور اسکو پوشیدہ کیا تو یہ خیانت فی الدین ہے اور اگر نہیں دیکھا اور بھول سے یہ لکھ دیا ہے تو مصنف گنہگار ہوئے اوسکے معافی تو بہ کرلیں اللہ تعالیٰ معاف کر دیگا اور اگر آپ جو شیعہ ہیں کتاب کے بھی اپنی غلطی پر اڑے رہینگے تو اگر ان کے گناہ کرنیکا وبال اونکی گردن پر ہوگا سو لے بر سر شر و بھی باز آیے اس شر و بدی کو قرآن اعجاز لیے خوبی شر و شرف کی بجز دی ہو قرآن مجید میں غلطی بتانا دشمنان دین و معاندین کا کام ہے علامہ تفتازانی صاحب مقاصد ج ۲ صفحہ ۱۸۳ میں فرماتے ہیں الجواب عن دوم بعض المعاندين من اعداء الدين مثل ان قيل غير العربي كالاستبرق والسجيل فكيف يكون عربيا مبينا وان فيه خطأ من جهة الاعراب مثل ان هذان لساحران جناب ایرانی صاحب بندہ آپ سے کیا عرض کرے زمانہ ماضیہ میں جو کام اعدائے دین و معاندین کرتے تھے وہ اس زمانہ میں ایرانی سنیوں کے لباس میں بیٹھکر کرتے ہیں۔ جناب ایرانی صاحب اخبار کرزن گزٹ مذکورہ میں فرماتے ہیں (خیال کرنیکی جا ہے کہ جب جانبین سے حکم قرار پا کر مجلس علما و فضلا منعقد ہوئی تو اوس وقت عبدالرحیم نے اپنے دلائل تکفیر وغیرہا کیوں پیش نہ کیے) جناب ایرانی صاحب آپکو دلائل کفر کے سننے کا بہت بڑا شوق تھا اور اب بھی ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپکو دل کے شوق کو پورا کر دیا آپ پوری پوری دلائل سنکر اپنے کفر پر ایمان لائیے اور وہ دلائل آپکی تکفیر کے اسواسطے پیش نہ کیے کہ آپ نے اپنے اعلان میں عقائد قدیمہ فاسدہ کا انکار اور

عقائد جدیدہ حقہ کا اقرار کرلیا تو آپکے کفر پر خاک ڈالدی اور شرف الدین ایرانی نے اعلان
مین یہ عبارت لکھی ہو (ہمارے بھی عقائد اول سے ابتک یہی ہین) یہ بات
اونھون نے جھوٹی لکھی ہے اور جھوٹ بولنے سے آدمی کافر نہین ہوتا تو آپکے والد کی
وہان عزت رکھی اور اونکا جھوٹ ثابت نہ کیا اور تمھارے باوا پر رحم کیا یہ اوس رحم کا
آپ بدلا دیتے ہو کہ کیون دلائل کفر پیش نہ کیے اگر فتوے بورسد اور دونون اشتہارات
کا اور کھنگریہ کا حوالہ دیکر تمھارے باوا کا جھوٹا ہونا تسلیم کیا جاتا تو اونکی حقارت ہوتی اور خصائل
تھا کہ اذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم کی آفت آڑے آئے اور آپکے باپ
پھر کفر کے پائے پر کود بیٹھین تو مسلمانون کی شہر بانسرتی جو اتنا انکار کفر سے کیا ہے یہ بھی
ہاتھ سے جاتے لہذا اونکا یہ ظاہری اسلام قبول کرلینا ہی مناسب جانا دوسری وجہ
اُس اشتہار کے علاوہ یہ ہوئی کہ فیصلہ علمائے دہلی مین آپکے والد نے اس مسئلہ کو قبول کرکے
اسپر مہر کردی (اس سے یہ بھی ثابت ہوا اگر بغیر تاویل کوئی معوذتین کا انکار کرے کہ وہ
معوذتین جزو قرآن نہین تو وہ شخص شرف الدین صاحب کے نزدیک بھی کافر ہے) ابھی
ایرانی صاحب پندرہ برس ہوگئے لیکن آپنے اس مسئلہ کو قبول نہ کیا تھا دہلی مین
جاکر اسکو قبول کرلیا اور اپنے پرانے اقوال کو خاک مین ملادیا پھر احمد آباد مین آکر عقائد فاسدہ
کی اشاعت شروع کی ایک اہل حق نے یہ خیال کیا کہ احباب اہل سنت کے عقائد فاسد نہ ہوجاوین
اوسکے تدارک کے لیے اس رسالہ کی اشاعت اہلسنت نے مناسب جانی۔ اس سے
آگے چلکر ایرانی صاحب اخبار کرزن گزٹ مین فرماتے ہین (قصبہ بورسد مین لکھے ہوئے
فتوے کے متعلق جو الفاظ عبدالرحیم نے استعمال کیے ہین اوسکے خلاف واقعہ ہونے کے
ثبوت مین مولانا کے اصل فتوے کے متعلق جو الفاظ عبدالرحیم کی مہر اور دستخط کے ساتھ آئی
ہوئی ہین یا چند فقرات ضروریہ درج کیے جاتے ہین یا شرح مسلم الثبوت وغیرہ مین معوذتین
کی قرآنیت بابت جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے روایات منقولہ ہین وہ مطلقہ

ہین یا معوذتین کی ذکر علی الخصوص نہین تصریح ہو صحیح بخاری مین اور اوسکی شرح فتح الباری مین مسند امام احمد
بن حنبل وغیرہ سے عدم قرآنیت معوذتین کی جو روایات منقولہ ہین وہ مقیدہ اور معوذتین
کی بابت علی الخصوص ہین تو اونھین روایات عدم قرآنیت کو مقدم و مرجح گننی اور ماننے چاہئے
الحاصل عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی سے دو قسم کی روایتین ہین ایک اثبات قرآنیت
معوذتین ہین اور دوسری نفی مین اولی مطلقہ ہین اور دوسری مقید دلیس حسب قواعد اصول جو
روایات مقیدہ صحیح بخاری اور اوسکی شرح فتح الباری مین مذکور ہین اونھین روایات کو
مقدم و مرجح سمجھنا چاہیے) اس فتوے پورے مین پہلا جھوٹ ایرانی صاحب نے یہ لکھا ہے
کہ شرح مسلم الثبوت وغیرہ مین معوذتین کی قرآنیت بابت جو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی
عنہ سے روایات منقولہ ہین وہ مطلقہ ہین معوذتین کی ذکر علی الخصوص اونمین نہین ہے)
اجی ایرانی صاحب معوذتین کا ذکر علی الخصوص شرح مسلم الثبوت مین ہو فان قلت قد نقل
عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ انکار کون المعوذتین والفاتحۃ من القرآن وھو مقطوع
التدین والعدالۃ باخبار الرسول صلوات اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ فکیف
یسوغ لہ الانکار فلزم کونہ غیر متواتر عندہ (قال وما نقل عن ابن مسعود
رضی اللہ تعالی عنہ من انکار کون المعوذتین والفاتحۃ فلم یصح) اس عبارت
مین صاف معوذتین کا ذکر ہے پس ایرانی صاحب کا یہ کہنا کہ معوذتین کی ذکر علی الخصوص
اونمین نہین ہو بالکل جھوٹا ہو گیا بلکہ اوسمین تو اوسکے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ تعالی عنہ سے معوذتین وفاتحہ کے انکار کی روایت صحیح نہین ہوئی آگے چلکے
ایرانی صاحب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی دو روایتون کے حق مین ایک پر حکم
مطلقہ ہونیکا لگاتے ہین دوسری روایت پر مقیدہ ہونیکا حکم لگاتے ہین ایرانی صاحب یعنیکا مطلقہ
ہونیکا حکم تو شرح مسلم الثبوت کی عبارت سے مردود ہو گیا آپ ایرانی صاحب آگے چلکے دونون مین موازنہ کرکے
روایت عدم قرآنیت کو مقدم و مرجح بتاتے ہین اجی ایرانی صاحب موازنہ و ترجیح

شاید ابوجہل نے اپنی کتاب اینٹوئل بٹول مین یا ولید بن مغیرہ نے اپنی کتاب گنگرہ بازٹل قافیہ مین دی ہوگی اور یہ کتابین آپکی میراث مین آئی ہونگی اس تطبیق ابوجہل و ولید کو تو وہی تسلیم کریگا جسنے کلمہ ابوجہل و ولید پلید ملعون کا پڑھا ہوگا یا اونکا کوئی چیلا چانٹا ہوگا وہ اسکا قبول کرلے ہم اہلسنت پاک مذہب والون کے نزدیک یہ بالکل ملعون و مردود ہو اچکی ایرانی صاحب شرح سلم الثبوت کی عبارت سے توکبھی ثابت نہین عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کا معتقد ہونا اور اوسمین ذکر معوذتین کا علی الخصوص ہونا ثابت ہو گیا اور فتح الباری کی تو آپ بھی معتقد ہین اب ایک روایت معتقدہ کو دوسری روایت معتقدہ پر بدلیل کے ترجیح دینا تم بلامرجح ہوتا مگر جانشاتہ ترجیح مرجوح بلکہ ترجیح باطل علی الحق ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی سے قرآنیت معوذتین توقطعی ثابت ہے اور اسکے خلاف جوزوائد ہوگی تو آپ الرد ہوگا پس اہل حق کے نزدیک روایت عدم قرآنیت کو ترجیح دینا اور اسے بھی بڑھ کر بادہ باطل و صریح کلمہ کفر ہے جسکا کام ابو جہل گرگ نیم جان ایرانی صاحب نے قضیہ بوسہ کے فتوے کے لکھنے کا اقرار کرلیا ہے تو ایرانی صاحب آپ خود

الضاف کرلو اوس فتوے کے آخر مین صاف یہ عبارت ہے (اسی واسطے عدم قرآنیت کو

بھی مقدم و مرجح گننی و ماننی چاہیے) یہ فتوے شرف الدین صاحب ایرانی نے بتاریخ ۲۳ ماہ ستمبر ۱۸۹۶ء کو لکھا ہے اس فتوے مین بارہ برس سے عدم قرآنیت کو مقدم و مرجح گننی و ماننی چاہیے شرف الدین ایرانی صاحب نے لکھا تھا جسکا بدیع الدین صاحب ایرانی اخبار لزین

گزٹ مین اقرار کرتے ہین اس سے رد اور جھوٹ ہوگیا وہ قول ایرانی صاحب کا کہ جو اعلان اہل

الایمان مین فرماتے ہین (مجھپر ان بزرگوارون نے بہتان باندھے ہین (۱) یہ کہ مین معوذتین

کو جزو قرآن نہین سمجھتا اور عدم قرآنیت کو مقدم و مرجح جانتا ہون حاشا ثم حاشا ہرگز یہ میرا اعتقاد نہین کبھی تھا) شرف الدین صاحب ایرانی اس کہنے مین سچے ہین کہ (میرا اعتقاد نہین) بیشک دلی مین ہوگا اور اس کہنے مین کہ (نہ کبھی تھا) ہزار ہزار بار جھوٹے ہین اور اونکو اونکا فتوے بوسہ اور اقرار نامہ مہری مورخہ ۲۶ ماہ ربیع الآخر ۱۳۲۲ھ روز دوشنبہ ہی اوپر حکم کذاب

ہونے کا کرتا ہے ابھی ایرانی صاحب آپ پر اور آپکے ہم عقیدہ لوگون پر علماے دہلی نے عقائد قدیمہ فاسدہ کی وجہ سے حکم کفر لگایا ہے اہل حق نے علماے احناف دہلی سے استفتا طلب کیا اور اونھون نے فتوے پورسد اور آپکے دونون اشتہارون اور بگلرے کو پیش کیا شرف الدین صاحب ایرانی کے دعاوی اور عقائد قدیمہ پہنچتا چالیس علماے احناف دہلی وغیرہ نے یہ حکم لگایا الخ یعنی شرف الدین اور اوسکے ہم عقیدہ بالاجماع خارج از اسلام ہین ایسے لوگون کے لیے توبہ استغفار و تجدید اسلام و نکاح کا شرع شریف حکم دیتی ہے) الخ شرف الدین صاحب ایرانی نے اپنے رسالہ شرفیہ کے ... مین رشید احمد گنگوہی کا نام بڑے ادب و تعظیم سے لکھا ہو اور اپنا بہت معتقد اونکا ظاہر کیا ہو ایرانی صاحب آپ اپنے جناب رشید احمد صاحب گنگوہی کے قول کو سنکر بتائیے حضرات علما ... ہین کو تو آپ تسلیم کرو یا نہ کرو شدہ آپکے مسلم الثبوت عالم کے قول کو پیش کرتا ہے (منکر قرآن ... معو... کافر ہے اور جو عدم قرابت کو راجح کہے وہ بھی کافر ہے واللہ تعالی اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد ۱۳۰۱

لیجیے ایرانی صاحب آپکے مسلم الثبوت علما نے آپکو کافر بنا دیا اب ہمارا کیا قصور ہے اون علما کی جناب آپ خفت کریں یا اونکو صلواتین سنا دین آپکو اختیار ہو مگر آپ تو ہمین صلواتین سنانے کو ... ہین بہت خوب ہمارا اسمین حرج نہین یہ تو ہمین ہمارے رب نے پہلے ہی خبر دیدی ہے فرمایا اللہ تعالی نے ولتسمعن من الذین اوتوا الکتب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا۔ (من السب والطعن والتشبیب بنسائکم ۱۲ جلالین) وان تصبروا وتتقوا فان ذلک من عزم الامور صلواتین سنانا اور ناحق گالیان اپنے مقابل کو دینا کام یہود و نصاری و مشرکین کا ہے نہ حضرات سادات کرام و مشائخ عظام مدظلہم العالی کا ہان ایران کی شریعت کی مجھ خبر نہین شاید وہان کی شریعت مین صلواتین سنانا عبادت ہوگا اور صریح یہ ہیانتک کہ اونکی کتابون مین لکھا ہے کہ معاذ اللہ امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کو برا کہنا اللہ عز و جل کے ذکر سے افضل ہے حالانکہ اللہ تعالی فرماتا ہے ولذکر اللہ اکبر بیشک اللہ کا

ذکر سب سے بڑا ہے وشنام بید ہے کہ گفتہ باشند چو مذہب معلوم اہل مذہب معلوم
بدیع الدین صاحب پرانی کرزن گزٹ مذکور مین فرماتے ہین اگر کوئی شریف سید جتا کر
بہتر بار اتمام حجت کر دے لیکن وہ اپنی ضد کا بہتر بار اعادہ کرتے ہیں باز نہ آئینگے اس تقویۃ الایمان
پر کر آپ بحمد اللہ تعالی مسلمان ہین۔ بیساختہ صلوٰتین بھیجنے کو جی چاہتا ہو اجی پرانی
صاحب آپکو سید ہونے پر بہت بڑا فخر اور غرور ہے اور آپکے معتقدین بھی آپکی سیادت پر
بہت ہی اکڑتے ہین ذرا اپنی سیادت کا حال سنیے سید کرم حسین صاحب وجوی اپنے اشتہار مورخہ
۱۲ شہر محرم الحرام ۱۳۱۹ھ مطابق ۳ جون ۱۹۰۱ء روز جمعہ مین لکھتے ہین (اشتہار جلالیہ نمبر ۶
اعلان واجب البیان مشہد مقدس وغیرہ سے کی تحقیق پر کہ شرف الدین و اون کے آبا واجداد کا
یہ دعوے کہ ہم مشہد کے سادات امام موسی کاظم رضی اللہ تعالی عنہ کی اولاد سے ہین جھوٹا ہے مشہد
وغیرہ قرب وجوار کے سادات کے نسب نامونمین کہین شرف الدین کے نسب نامونکا ثبوت نہین ہو
تو آپنی مہرین وہان کے سادات موسویہ وغیرہم کی آئی ہین اور اسپر بھی کہ مشاد دیوری بھی سید
نہین انصاری ہین شرف الدین پھر بھی خود کو سید کہین سمجھے ہین تو ہمارے ساتھ مشہد چلکر اپنا سید
ہونا وہان کے نسب نامون سادات سے ثابت کرین ورنہ جھوٹے ہین امام حسن عسکری رضی اللہ تعالی عنہ
نے دعوے سیادت کرنیوالیکے حق مین فرمایا کہ درندے جانورون کے سامنے جاوے وہ اسکو نہ
کھاوین تو سید ہے نسب نامہ مشہد سے جھوٹا ہوا تو شرف الدین علامت سیادت اپنے مین درندو نکے
سامنے جاکر ثابت کر دین یہ بھی نہ کرین تو کسی مسلمان کو جائز نہین ہو کہ شرف الدین کو سید کہے کہیگا
تو گنہگار ہوگا) الی آخر مافی الاشتہار اس اشتہار کو عرصہ تخمیناً چھ سال کا ہوتا ہے جناب پرانی صاحب
آپکے آبا واجداد کے دعوے سیادت کو سید کرم حسین صاحب نے چھ سال کا عرصہ ہوا جھوٹا کر دیا اور
تمھارے مشہد وغیرہ کی تریپن مواہیر سادات عظام کی اوبھون نے منگا کر طبع کرا دین اور آپکے
نسب نامہ کو بالکل جعلی بنا دیا آپنے مشہد کی کتنی مہرین منگائی ہین۔ بتائیے آپ اون کے ساتھ جاکر
مشہد سے اون کے دعوے کو جھوٹا کرا آئے یا نہین افسوس کہ آپکے تمام خاندان مین سے کوئی

بھی گرمی کھاکر مشہد نہ گیا جیسی گرمی اپنا کفر اوتار نیکے لیے دہلی تک بھاگے ہو گئے گئے ایسے ہی مشہد بھی جانا تھا جب آپ مشہد نہ گئے تو معلوم ہوا کہ تم دعوے سیادت مین جھوٹے ہو اور دلیل تمہارے جھوٹے سید ہونیکی یہ ہے کہ اون ترمین مواہیر سادات کے مقابل تمہارے پاس ایک مہر بھی نہین کہ تم مشہد کے ہو اور ایک مہر بھی نہین کہ تم سید ہو تیسری دلیل تمہارے جھوٹے سید ہونیکی یہ ہے کہ تم اون کے ساتھ دریدون کے سامنے نہ گئے ان تینون دلیلون سے تمہارا جھوٹا سید ہونا ثابت کر کے تمہیر یہ حکمنامہ اوتھون نے لگایا کہ کسی مسلمان کو جائز نہین کہ شرف الدین کو سید کہے سید کہیگا تو گنہگار ہوگا یہ حکمنامہ سید کرم حسین صاحب کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی حدیث شریف کے موافق ہے لا تقولوا للمنافق سید فانہ ان یکن سیدا فقد اسخطتم ربکم عز وجل منافق کو سید نہ کہو اگر وہ تمہارا سید ہو تو بیشک تم پر تمہارے رب عز وجل کا غضب ہو رواہ ابوداود والنسائے باسناد صحیح عن بریدۃ رضی اللہ تعالی عنہ روایت حاکم کے یہ لفظ ہین حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین اذا قال الرجل للمنافق یا سید فقد اغضب ربہ عز وجل جو کسی منافق کو اے سید کہے اوسے اپنے رب عز وجل کا غضب اپنے اوپر لیا والعیاذ باللہ رب العلمین جناب ایرانی صاحب بہر حال آپکے خاندان کی سیادت کا ہے اسواسطے تمکو سید کہنے سے بھی اہل حق کا دل نفرت کرتا ہے اخوند درویزہ خراسانی رحمۃ اللہ تعالی اپنی کتاب ارشاد الطالبین کے صفحہ ۱۴۴ مین فرماتے ہین بادشاہ حجاج بن یوسف نے ایک بار بارہ سو ۱۲۰۰ حضرات سادات کرام کو جمع کیا اور اون کے قتل کرنے کا حکم دیا جب ہزار حضرات سادات کرام نے جام شہادت پی لیا ایک غبار پیدا ہوا اوس سے ایسا اندھیرا پیدا ہوا کہ ایک دوسرے کو نہین دیکھتا تھا اوس اندھیرے مین دوسو ۲۰۰ حضرات سادات کرام روم کی جانب تشریف فرما ہوتے چار روز تک غبار رہا بعد اوسکے اونکی خبر حجاج خبیث کو پہنچی کہ وہ حضرات روم کی جانب تشریف لیگئے ہین حجاج بدبخت نے روم کی جانب خط

لکھا کہ اگر اون سادات کرام کو میری جانب تمنے روانہ کیا تو خیر ورنہ تمکو خراب کر دونگا پس میان
نے اپنے دل مین اندیشہ کیا کہ اگر اولاد حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو شہید کرنے
کے لیے ظالم بادشاہ کو ہم دیدینگے تو کل دن قیامت کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم کو ہم کیا مونھ دکھائینگے اوس زمانہ مین روم کی ولایت مین دو سو چور تھے اونکے پاس
رومی گئے اور اون سے اونھون نے کہا کہ تم دعوے سیادت کا کرو اور تم حجاج کے پاس جاؤ
اور وہ تمکو قتل کریگا اور ہم تمھاری اولاد کو اسقدر سونا دینگے کہ وہ سات پشت تک کھاتے
رہینگے اور اگر تم وہان نہ جاؤگے تو تمکو چور قرار دیکر ہم قتل کرینگے اور تمھاری اولاد کو پکڑ لینگے لاچار
ہوکر بیچارون نے قبول کرلیا اونکو حجاج کی جانب روانہ کیا اوسوقت اونھون نے اپنے
دل مین فکر کرکے یہ دعا کی کہ اے رب العالمین ہم اپنی جان کو حضرات سادات کرام پر سے قربان
کرنیکو یہان سے جاتے ہین اور اسواسطے ہم جانتے ہین کہ کل دن قیامت کے حضرت رسول اللہ
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم نہ ہون اونکی لاچاری کی دعا رب العلمین کے
دربار مین قبول ہوگئی حجاج کے مقام سے ایکدن کا راستہ رہا اور خبر آئی کہ حجاج کا انتقال ہوگیا
اور وہ چور حضرات سادات کرام کے طفیل سے قتل سے بچگئے اور پھر روم مین آئے اور اونھون
نے اپنے ہاتھ چھوانا اور تعظیم کرانا شروع کیا کہ ہم سید ہین نعوذ باللہ منہا الغرض وہان آکر
بدعت کے کام دنیا کمانیکے لیے جاری کردیے اور فریب و دغابازیان شروع کردین
اور رافضیون کو جو باتین رفض کی باقی رکھئین تھین اونھون نے پوری کر دین اس مضمون کے
بعد اخوند صاحب فرماتے ہین ورده اند که الحال اکثر مردمان خود را سید میگردانند وخود را
برفض میکشند و سب اصحاب میکنند و خمر خوردن و زنا کردن بخود حلال میدانند و سبلت راست
نمی کنند و بهمراه علم و علمائے دین که ثبوت شریعت ست دشمنی میکنند و خود را شاه خوانند
و میر نامند ایشان اولاد ہمان ترد انند و صحیح النسب نیستند بلکہ نسبت خود را تبدیل کرده اند
و پیغمبر علیہ السلام فرموده است که ایشان بوے بہشت نیابند لقولہ علیہ السلام من بدل له

اباه فالجنة علیه حرام یعنی الکرم دکھو کو سید کہتے ہین اور مذہب رفض پر چلتے ہین اور حضرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالے عنہم کو گالیان دیتے ہین اور شراب پینے کو اور زنا کرنے کو وہ لوگ اپنے لیے حلال جانتے ہین اور موچھین شریعت کے موافق نہین رکھتے ہین اور علم اور علماے دین سے کہ جن سے ثبوت شریعت کا ہے دشمنی کرتے ہین اور اپنے آپ کو شاہ اور پیر کہتے ہین وہ لوگ اونھین دوسو چہروں کی اولاد سے ہین اور صحیح النسب نہین ہین بلا اپنی نسب کو اونھون نے بدل لیا ہو اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ بو جنت کی نسونگھینگے اسلیے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے باپ کو بدلکر دوسرے کو اپنا باپ بنالے پس جنت اوسپر حرام ہو حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین کہ بیچ تم مین دو چیزین چھوڑتا ہون اگر تم اون دونون کے ساتھ تمسک پکڑوگے تو تم گمراہ نہ ہوگے۔ ایک قرآن مجید ہو دوسری میری اولاد ہو اور قرآن مجید کا درجہ میری اولاد سے بڑھکر ہے اہل بیت کے ساتھ تمسک پکڑنیکے یہ معنے ہین کہ اونکے ساتھ محبت کرنا فرض ہے اور وہ جو ہین راستہ بتادین وسپر ہمکو چلنا فرض ہے لیکن سید جمال الدین رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ سادات کرام کا راستہ بتایا ہو مخالف ہمارے دین کے نہو اور حضرت نبی کریم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے مطلق بیان کرنیمین اسیطرف اشارہ ہے کہ جو حضرات سچے سید ہونگے اونکی کوئی بات شریعت اور طریقت کے مخالف نہ ہوگی بلکہ شریعت کے مطابق ہی ہوگی یہ مضمون حدیث شریف مشکوۃ المصابیح مین ہو اور اوسکی شرح مرقاۃ ج ۵ صفحہ ۶۰ مین ہے معنی التمسک بالعترۃ محبتہم والاھتداء بہدیہم وسیرتہم زاد السید جمال الدین اذا لم یکن مخالفا للدین قلت فی اطلاقہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اشعار بان من یکون من عترتہ لا یکون ھدیہ وسیرتہ الا مطابقا للشریعۃ والطریقۃ انتہے حضرت سید محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی شرح مواہب اللدنیہ مین فرماتے ہین وھذا عام اریدا

خاص وهم العلما العاملون فخرج الجاهل والفاسق وهم لبشر لم يبرؤ اعن شهوات الآدميين ولا عصموا عصمة النبيين ولما ان كتاب الله منہ ناسخ ومنسوخ فارتفع الحكم بالمنسوخ كذلك ارتفع الاقتدا بغير علماء العلماء۔ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ حضرات سادات کرام کی جو تابعداری کا حکم ہو تو اوسے وہ حضرات سادات کرام مراد ہیں جو سادات کرام علما ہیں اور اپنے علم پر وہ عمل کرنیوالے ہیں اس قید سے جہلا اور فساق سے احتراز ہو گیا اسلیے کہ وہ شہوات آدمیہ سے خالی نہیں اور مانند انبیائے علیہم السلام کے معصوم نہیں ہیں اور جیسے قرآن مجید میں آیتیں ناسخ ومنسوخ دونوں ہیں منسوخ پر عمل کرنیکا حکم نہیں ہے ایسے ہی سادات غیر علما وصلحا کے اتباع کا حکم شرع شریف میں نہیں ہے۔ الغرض ہمارے علمائے ربانیین کے کلاموں سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ رفض پھیلانیوالے سید دونوں جو رفض کی اولاد میں ہیں اور کفر پھیلانے والوں کا حال اسی پر احباب اہلسنت خیال کرلیں حضرات سادات اہل سنت کے ہم تمام احباب اہل سنت خادم ہیں اونکے پاؤں کی خاک کو ہم اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانا عین اپنی نجات کا سبب سمجھتے ہیں ہاں جو سید ہو اور نیچری یا رافضی یا غیر مہدی یا وہابی یا غیر مقلد ہو اوسکی اتباع ہم ہرگز نہ کرینگے اگر اوسکی اتباع ہم کریں تو ہماری بھی عاقبت بگڑ جائے اور سید ہو اور زکوٰۃ باوجود غنی ہونے کے حلال سمجھکر کھائے یا سود کھائے یا قبرستان کھائے یا مسجدوں کا کرایہ کھائے یا عدت میں نکاح پڑھا دے یا سید ہوکر تین طلاق والیکو بے حلالہ کرنے کے درست کردے یا جھوٹی قسمیں کھاکر جھوٹی گواہیاں کورٹ میں روپیوں کے لالچ سے دیتا پھرے اور رافضیوں کے مکانپر وعظ کہنے کو جائے اور رافضیوں کے موافق وعظ کرتا پھرے اور سنیوں میں سنیوں کے موافق وعظ کرے اور دونوں ہاتھوں میں لڈو رکھے اور اسکے ساتھ دعوے سید ہونیکا اور سنت جماعت ہونیکا کرے ایسے ناپاکوں کی اتباع کا بالکل شریعت میں حکم نہیں ہے سچے حضرات سادات کرام

وشر فالاح افعال شنیعہ سے بالکل پاک دامن ہیں یہ افعال تو ویسے ہی جھوٹے دعاوی کرنیوالے کئے ہیں۔ فرعون و نمرود نے خدائی کا دعوی جھوٹا کیا اور مسیلمہ کذاب عنسی نے جھوٹا دعوے نبوت کا کیا وہ دونوں جھوٹے خدا بنے یہ دونوں جھوٹے نبی بنے بڑی تعجب کی بات ہے جھوٹا دعوی خدائی کا جھوٹا دعوے نبوت کا کرین اور جھوٹا سید دنیا مین کوئی بھی نہو جو کفر و نفاق پھیلانیوالے ہین بیشک وہ دعوے سیادت مین جھوٹے ہین حضرات سادات کرام اہل سنت پاک مذہب پاک عقیدہ پاک اعمال ہیں سید ہین اور ہم اونکے غلامان غلام ہین اس حدیث شریف مسلم مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے کیا عمدہ ہمارے زمانہ کے مکارون کے حسب حال پیشگوئی بیان فرمائی ہے۔ عن

ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یکون فی اخر الزمان) ای اخر زمان ھذا الامۃ (دجالون) من الدجل وھو التلبیس جمع الدجال وھو کثیر المکر والتلبیس الخداعون یعنی سیکون جماعۃ یقولون للناس نحن علماء ومشایخ تدعوکم الی الدین وھم (کذابون) فی ذلک (یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباؤکم) اے یحدثون بالاحادیث الکاذبۃ ویبتدعون احکاما باطلۃ واعتقادات فاسدۃ (فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم) (قراۃ) یہ مضمون مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اول صفحہ ۱۹۱ سے التقاط کرکے لکھا ہے اور حضرت

شیخ عبد الحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات صفحہ ۱۲۴ مین فرماتے ہین می باشند در آخر زمان تلبیس کنندگان دروغگویان یعنی جماعۃ باشند کہ خود را بمکر و تلبیس بصورت علما و مشایخ و صلحا از اہل نصیحت و صلاح نمایند تا دروغہائے خود را ترویج دہند و مردم را بمذہب باطلہ و آرای فاسدہ بخوانند مطلب اس حدیث شریف کا یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے میری امت کے آخر زمانہ مین بہت سارے دجال اور بہت بڑے مکار ہونگے اونکو اس زمانہ کے نئی روشنی

والے پولیٹیکل کہتے ہیں) اور جھوٹ بولنے والے ہونگے اور اپنی صورتیں مکر اور البتہ
سے عالموں اور مشایخوں کی اور نیک بختوں کی بنا دینگے اور لوگوں کو دھوکے دینگے کہ ہم
تمھیں دین اسلام کیطرف بلاتے ہیں اور تمھاری خیر خواہی کرتے ہیں اور تمکو سیدھا راستہ
بتاتے ہیں اور وہ اس دعوے میں جھوٹے ہونگے اور اپنے جھوٹ کو لوگوں میں رواج دینگے
اور ایسی جھوٹی جھوٹی حدیثیں تمھارے سامنے پڑھینگے کہ اونکو نہ تمنے سنا ہو نہ
تمھارے باپ دادوں نے سنا ہو اور جھوٹے جھوٹے مسائل حدیثوں سے نکالینگے اور عقائد فاسدہ
لوگوں میں پھیلا دینگے ایسے لوگوں سے بچیو پاس نہ جاؤ انکے پاس نہ بیٹھو کہ وہ تمھیں گمراہ نکر دیں اور تمھیں
کفر و شرک میں ڈالکر جہنم کے کوئلے نہ بنا دیں۔ رب العزة تبارک و تعالی قرآن مجید میں فرماتا ہے
یوم تقلب وجوههم فی النار یقولون یلیتنا اطعنا الله واطعنا الرسولا وقالوا ربنا انا
اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیلا ربنا اتهم ضعفین من العذاب والعنهم
لعنا کبیرا مطلب اس آیت کریمہ کا یہ ہے کہ اے میرے حبیب پاک یاد کیجیے آپ وس دن کو
کہ پلٹے دیے جائینگے مونھ اون کے جہنم میں تو وہ جل جلکر چلا دینگے افسوس ہم تابعداری
خدا تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی کرتے تو ہمیں جہنم میں آج نہ آنا پڑتا ہمنے
اپنے بڑوں اور سادتوں کی گمراہی میں تابعداری کی اور اونھوں نے ہمکو گمراہی کا رستہ بتایا اے
رب العلمین ہمارے بڑوں اور چھوٹے منافق ہماری ساداتوں کو تو دوچند عذاب دے اور ابھی
بڑی لعنت اونپر نازل کر آجکل ایرانی صاحب یہ وہی سادات دجال ہیں جنکے کلام سے
دلیل پکڑ کر شان قرآن مجید کی حقارت عرصہ دراز سے کر رہے ہیں اور وہ منافقین
آنکھیں اوٹھا کر دیکھ رہے ہیں اور اونکے مقابلہ میں ایک حرف نہیں لکھتے اور حضرات اہل سنت کی
تردید میں اور قرآن مجید کی تحقیر میں پیدرپے زہر اوگل رہے ہیں اور اپنے تابعین کو گمراہ کر رہے
ہیں اگر اسی ضلال و اضلال پر مرتے دم تک ثابت قدم رہے اور اپنے نفاق و کفر سے توبہ نہ کی تو
اس صورت میں جزا اپنے پاک عقیدوں کی ابد الآباد جہنم اسفل السافلین ہے اگر وہاں گئے تو یقینا

عذاب کا مزہ معلوم ہو جائیگا اور وہ اپنے معتقدین کی لعنت بھی اپنے کانوں سے سُن لینگے
ہمارا تو اس آیت پر ایمان ہے یہ تو یقیناً ہونیوالا ہی ہے بدیع الدین صاحب ایرانی
کرزن گزٹ مذکور میں فرماتے ہیں علاوہ بر آن جو استفتا ان کے اوستاد رامپوری نے
تخمیناً بارہ پندرہ برس پہلے بجانب حرمین شریفین ایک سال کیا تھا اور جسکی نقل اب بلفظہا
اپنی مہر وصحیح کے ساتھ مع ایک خط محررہ ۳۰ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۲ھ کے عبدالرحیم نے
بخدمت مولانا ارسال کی ہے اوسکی عبارت سے بوضاحت یہ ثابت ہوتا ہے کہ شرف
الدین قرأت معوذتین کے مقر تھے اور آپ بھی ہیں حاجی ایرانی صاحب آپکے والد
شرف الدین صاحب ایرانی نے مسئلہ معوذتین کا تخمیناً پندرہ سال سے نکالا ہے اس
بارے میں سابق میں اونھوں نے مکہ معظمہ اس جھگڑے کی جانیکی قبل دو اشتہار
اور ایک رسالہ لکھکر یہ طبع کراکے شائع کیا اور فتوے بور سند حضرت مولانا مولوی محمد
نذیر احمد خان صاحب مرحوم مغفور کی خدمت بابرکت میں قلمی روانہ کیا مولانا مولوی
نذیر احمد خان صاحب نے آپکے والد کی تردید میں تین اشتہار لکھے تھے اور اونکو تخمیناً چالیس
علمائے بمبئی و ہندوستان کی مواہیر سے مزین کرکے شائع کردیئے ایک اشتہار اونپر ایک
عالم ربانی کی مہر کونہ ماننا مولانا نے جانبین کے پانچوں اشتہارات کو مکہ معظمہ حضرت
جناب مولانا مولوی محمد عبدالحق صاحب الہ آبادی مہاجر عم فیضہ کی خدمت بابرکت
میں رجسٹر کرکے ڈاکخانہ کی معرفت روانہ کیے آنجناب نے اون اشتہارات سے ایک سوال
بنایا اور ایک رسالہ سات جزء کا بنایا اور اوسمیں طرفین کے اقوال لکھے ایرانی صاحب کا قول
اول لکھا اور اونکو عمرو سے تعبیر کیا اور اوسکے رد میں مولوی نذیر احمد خان صاحب کے قول کو
بعد میں لکھا اور آنکو زید سے تعبیر کیا اور شرف الدین صاحب کو ایرانی کا لقب بھی اونھیں نے دیا اور وہ
رسالہ مکہ معظمہ سے بتاریخ ۱۵ ذی العقدہ سنہ ۱۳۱۰ھ روز چہار شنبہ کو رجسٹر ہوکر حضرت
مولانا مولوی محمد نذیر احمد خان صاحب کے نام پر احمد آباد مسجد نواب شجاعت خان کے مرحوم مطبعہ میں

آیا مولانا نے ایرانی صاحب کو فہمایش کی کہ تم اپنے عقائد فاسدہ سے توبہ کر لو اور اپنا توبہ نامہ
شایع کراؤ اور اگر توبہ نامہ شایع نہ کروگے تو تمہارے لیے حکمنامہ علمائے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ
شایع ہوگا مولانا کو ایرانی صاحب نے جواب دیا کہ آپ حکمنامہ حرمین شریفین کی اشاعت بہت
جلدی کیجیے میں تو علمائے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کا بھی رد لکھونگا مولانا نے ایک اشتہار بتاریخ
۲۵ رجب ۱۳۱۴ھ کو رسالہ مکیہ کا خلاصہ مضمون لیکر طبع کراکے شایع کر دیا جسکی پیشانی پر
یہ عبارت ہے اے مسلمانوں کو معلوم ہو کہ مکہ شریفہ کے چاروں مذہب کے علما اور مدینہ منورہ
کے علما کا فتوی آگیا کہ شرف الدین ایرانی احمد آبادی مسلمانوں میں سے نہیں ہے اوس سے اور اوسکے تابعین
پر تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم ہے توبہ نہ کرے تو دار الاسلام ہندوستان میں حاکم وقت کو اوسپر حد سیاست
ہندوستان سے (یعنی تلوار اور بھالے سے) قائم کرنا چاہیے تاکہ دوسرونکا ایمان خراب نہ کرسکے) اس
اشتہار پر چودہ ۱۴ مکہ معظمہ کے اور چھ ۶ مدینہ منورہ کی کل بیس ۲۰ علما و چاروں مذہب کے مفتیوں کی
مہریں چھپی ہوئی ہیں اس اشتہار کے شایع ہونیکے بعد ایرانی صاحب اس فکر میں رہے کہ ایک
فتوے مکہ معظمہ سے منگانا چاہیے جس سے ایرانی صاحب کا اور اونکے ہم عقیدہ لوگوں کا کفر دفع
ہو اوس زمانہ میں مولوی محمد رفیق صاحب پشاوری پرٹری والے احمد آباد استفوریہ دروازہ
باہر حضرت ابرہیم شہید کی مسجد کے متصل ایک حجرے میں رہتے تھے اور اونھوں نے شرف الدین
ایرانی صاحب کے اشتہار و نیز اپنے دستخط بھی کر دیے تھے اونھوں نے اپنے شاگرد چھیتو سے کہا کہ میرا
ارادہ مکہ معظمہ زیارت بیت اللہ شریف کو جانیکا ہے تم خرچ کا بندوبست کر دو اونکے شاگرد دونے
زاد و راحلہ کا بندوبست کر دیا ایرانی صاحب سے پشاوری صاحب نے کہا کہ میں فتوی مکہ شریف سے
لاؤنگا وہ مکہ معظمہ گیے اور وہاں ایک بمبئی سوداگر کے دکان پر اوترے وہ سوداگر صاحب
حضرت عباس صاحب مفتی حنفی مرحوم کے شاگرد تھے اوس وقت مفتی صاحب انتقال فرما چکے تھے جوار رحمت
میں تشریف لیگیے تھے اور اونکے صاحبزادے حضرت مفتی عبداللہ صاحب اونکے جانشین تھے سوداگر
صاحب کو مولوی پشاوری نے ایک فتوے لیکر بھیجا اور یہ کہدیا کہ مفتی صاحب سے عرض

کرناکا اسپر مہر اپنی کردیجیے اور اگر یہ فتوے غلط ہے تو اوسکے اغلاط تحریر فرما دیجیے اس فتوے کا
لکھنے والا یہان موجود ہے اور وہ آپکی بات قبول کرکے توبہ کریگا اوسکو شبہہ ہوگیا ہی مفتی
صاحب نے فرمایا کہ یہ فتوے لکھنے والا منافق ہے سوداگر صاحب نے فرمایا کہ آپ اسکے نیچے بھی لکھدیجیے
وہ اپنے نفاق سے تائب ہوجانیکو تیار ہے مفتی صاحب نے اوسکی تردید مین چند اوراق لکھے
اور سوداگر صاحب کو بلواکر وہ فتوے بجنسہ دیدیا اور فرمایا کہ یہ فتوے اونکو دکھلاؤ اگر قبول
کرلے تو اوسکو میرے پاس لاؤ مین مہر کردونگا اور اگر قبول نہ کرین تو مجھے جلد خبر دو فتوے
لیکر سوداگر صاحب پشاوری صاحب کے پاس گئے پشاوری صاحب فتوے بے مہر کا لیکر احمد آباد
چلے آئے ایک شرفاء دو صاحب ایرانی نے شور مچانا شروع کیا کہ ہمارے یہان بھی مکہ معظمہ سے
فتوے آگیا ہے یہ خبر مولانا نذیر احمد خان صاحب نے بھی سنی مولانا نے ایک خط حضرت مولانا
عبدالحق صاحب الہ آبادی مہاجر مکہ معظمہ عم فیضہ کیخدمت مین مکہ معظمہ روانہ کیا وہان سے آنجناب
نے اوس فتوے کی نقل کرکے مولانا نذیر احمد خانصاحب کیخدمت مین بتاریخ ۹ محرم ۱۳۱۱ھ کو رجسٹر
کرکے احمد آباد محلہ چکلہ کالوپور مدرسہ طیبیہ مین روانہ کی اور ایک خط بھی مکہ معظمہ سے فارسی زبان
مین اوسی تاریخ مذکور الصدر کو روانہ کیا اور اوسمین بھی کیفیت مذکورہ لکھی اوس خط مین یہ مضمون
اور زیادہ ہے حضرت مفتی صاحب موصوف نے حضرت مولانا عبدالحق صاحب سے دریافت کیا کہ
وہ سوداگر صاحب مہر کرانیکو کیون نہ آئے مولانا نے جواب دیا کہ چور گھر مین چوری کرنیکو گئے
اور وہان اوسکو بچھو کاٹ کھاوے تو وہان ٹھہر کر چلاکر نہین روتا پوشیدہ بھاگجاتا ہے مفتی صاحب
نے ہنسکر مولانا سے فرمایا آپ اس سائل کا بھی ایسا ہی حال معلوم کرلیجیے الغرض اس فتوے بعد تحقیق
پشاوری صاحب کا وہ سوال ہے جسکو ایرانی صاحب نے اخبار کرزن گزٹ مین چھپوایا ہے اور
پشاوری صاحب مذکور اوسکو لیکر مکہ معظمہ گئے تھے اوسکو ایرانی صاحب نے مولانا صاحب
رامپوری کا مکہ معظمہ کیطرف ارسال کرنا لکھا ہے یہ سراسر جھوٹ ہے۔ اوسی سوال کے ماقبل
محمد رفیق نے اپنی رسالہ مین جو عبارت لکھی ہے اوسکا مطلب یہ ہے کہ مین ایک مسجد مین بیٹھا تھا

ایک شخص میرے پاس ایک استفتا لیکر آیا اسبارہ مین کہ منکر قرآنیت معوذتین کا فر نہین ہوتا ہے اور اوسکا جواب بھی لکھا ہوا تھا مین نے اوس استفتا اور اوسکے جواب کو میری طاقت کے موجب نظر تام کرکے دیکھا لیکن مین نے سوال و جواب مین مطابقت پائی اسلیے کہ جواب رائے فاسد سے لکھا تھا کتب معتبرہ سے نہین لکھا تھا اور دن بدن فریقین مین جھگڑا زیادہ ہو جاتا جاتا ہے اسواسطے مین نے ارادہ کیا کہ ایک جواب علماے متبحرین کی تصنیفات سے عبارات نقل کرکے لکھون اور اوسکو علماے منصفین کیخدمت مین روانہ کرون تاکہ وہ علما نظر کرین اگر جواب صحیح ہو تو اپنی مہرین ثبت کر دین اور اگر جواب صحیح نہین ہے تو اوسکا جواب صحیح لکھدین تاکہ فتنہ مندفع ہو جاے عبارت عربی کی یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبہ نستعین الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد فیقول العبد الضعیف الحقیر خادم العلماء محمد رفیق غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولاستاذیہ ولاحبابہ ولجمیع المؤمنین والمؤمنات بوسیلۃ سید الکائنات آمین انی کنت جالسا فی المسجد اذ جاء رجل بالاستفتاء فیمن قال ان منکر المعوذتین لیس بکافر وجوابہ فنظرت فی الاستفتاء وجوابہ نظرا تاما بقدر طاقتی لکن ما وجدت بین السوال والجواب مناسبۃ فظالان الجواب کان بالرای الفاسد لا من الکتب المعتبرۃ وایضا الفتنۃ بین الفریقین الذین وقعت منازعتہم فی منکر المعوذتین کانت فی الزیادۃ یوما فیوما فاردت ان اکتب جوابا منقولا عن مصنفات المتبحرین من الحنفیۃ وارسلہ فی خدمۃ العلماء المنصفین لینظروا فیہ ان کان صحیحا فلا بد من المواہیر علیہ ونصیحۃ وان کان غیر صحیح فلا بد من جواب صحیح حتی انہ فع الفتنۃ الخ اسکے بعد عربی مین سوال جواب لکھا ہے اوس فتوے کو دیکھکر حضرت عبداللہ بن عباس مفتی صاحب فرماتے ہین کہ مین واقف ہوا اوس سوال و جواب سے جسکو مولوی محمد رفیق نے لکھا ہے اور واقف ہوا اوس خبر سے کہ بیچ اوسکے ہے اوسکے الملبس ہونے سے اور منافق ہونے سے اور غلطیون سے اور جھوٹے

اور جھوٹی باتوں سے اور وعدہ خلافی سے اور مکر سے اور جھوٹ سے اور خطا میں ڈالنے او سکے
سے اور پنڈتی کے بھی میں واقف ہوا اور اوسکا جو مقصود اوس سوال اور جواب کے چھپا کرنے
سے تھا اوس سے بھی میں واقف ہوا عبارت یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم حامدا و
مصلیا و مسلما اما بعد فقد اطلعت علی السوال والجواب الذی کتبہ المولوی محمد شفیع
وما فیہ من تلبیساتہ وتناقضاتہ واغلوطاتہ ومفتریاتہ وخلف وعدہ و
مکرہ وتزویرہ وتغلیطہ علی المفتی وما ھو مقصودہ بجملتہ ھذا السوال والجواب

بھیجا پرنسپل صاحب اپنے آپکے فتوے کے حال کو اے پرنسپل صاحب آپکے اس قول (شرف
الدین قرآنیت کے منکر تھے اور ایسے ہی ہیں) اس سے تو بظاہر مسلمان ہونا عوام کو ثابت
ہوا اور آپکے اس قول (اسی روایت عدم قرآنیت کو مقدم و مرجح کہنی ماننی چاہیے) اس
کلام پر علمائے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ و علمائے ہندوستان عموما و علمائے دہلی خصوصا حکم
کفر لگاتے ہیں تو آپنے اپنے اسلام کو کفر کے ساتھ ملا یا اس آپکی پولیٹیکل چال پر قرآن مجید
کا یہ حکم نامہ خوب صادق آتا ہے ان المنافقین یخادعون اللہ وھو خادعھم واذا
قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی یراؤن الناس ولا یذکرون اللہ الا قلیلا مذبذبین بین
ذلک لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء الایۃ اجی پرنسپل صاحب ایسی باتوں سے توبہ
کرو اور اللہ تعالی کے بندونکو گمراہ نکرو ایسے لوگونکا مقام اللہ تعالی نے جہنم اسفل السافلین
بنایا ہے اوس سے ڈرو دوست ناصح کا کام تو خیرخواہی کرنا ہے کر دی اب ماننے نہ ماننے کا آپکو اختیار
ہے اسکے سوا جو کچھ آپنے اپنے دل کے پھپولے اخبار کرزن گزٹ میں پھوڑے ہیں اوسکا
جواب لکھنا مناسب نہ سمجھا منتقم حقیقی کو سونپے جائیگا تو خود انتقام لے لیگا و آخر
دعونا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ
اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین — حررہ المفتقر الی ربہ الغنی خلیل الرحمن
بن آفتاب الدین السنی الحنفی الپیشاوری عفی عنہ ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتوے علمائے احناف دہلی

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ ایک شخص نے ایک
فتوے لکھا ہے اوسکی عبارت بلفظہا یہ ہے باسمہ تعالی متیمنا و علی نبیہ مصلیا و مسلما
کیا فرماتے ہین علمائے عظام و فقہائے کرام اس مسئلہ مین کہ منکر قرآنیۃ المعوذتین علی
تاویل قراءۃ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی تکفیر مین عموما اہلسنت وجماعت کے نزدیک
و خصوصا علمائے حنفیہ کے نزدیک اختلاف ہے یا اتفاق اگر اختلاف ہے تو عدم تکفیر کا حکم
صحیح ہے کہ تکفیر کا حکم صحیح ہے بینوا بیانا شافیا توجروا اجرا وافیا

الجواب ہو تعالی الملہم بالصواب

عموما اہلسنت وجماعت کے نزدیک خصوصا علمائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالی کے نزدیک
منکر قرآنیۃ المعوذتین علی التاویل المذکور کی تکفیر مین اختلاف ہے بعض علماء اوسکے اوپر
کفر کا حکم کرتے ہین اور اکثر فقہا کفر کا حکم اوسپر نہین کرتے و علی ہذا القیاس ایکی عدم تکفیر
اور تکفیر کی تصحیح مین بھی اختلاف ہے بعضے تکفیر کے حکم کو صحیح کہتے ہین اور اکثر علماء عدم
تکفیر کے حکم کو صحیح کہتے ہین قال صاحب فتاوی قاضیخان فی باب ما یکون کفرا من المسلم و
ما لا یکون من کتاب السیر و من زعم ان المعوذتین لیستا من القرآن ذکر فی النوازل انہ
لا یکفر انتہی و قال صاحب نصاب الاحتساب لو انکر آیۃ من القرآن سوی
المعوذتین یکفر انتہی موضع الحاجۃ مختصرا قال الملا علی القاری رح فی شرح الفقہ
الاکبر للامام الہمام ابی حنیفۃ رح و فی جواہر الفقہ من قیل لہ الا تقرء القرآن او لا
تکثر قراءتہ فقال شبعت و کرہتہ او انکر آیۃ من کتاب اللہ تعالی او عاب شیئا من
القرآن او انکر المعوذتین من القرآن غیر مؤول کفر قلت و قال بعض المتأخرین یکفر مطلقا
اول او لم یئول لکن الاول ہو الصحیح المعول انتہی و قال صاحب روح البیان ناقلا عن ہدیۃ
المہدیین و فی انکار قرآنیۃ المعوذتین اختلاف المشایخ و الصحیح انہ کفر انتہی و قال

صاحب مولف فتاوی عالمگیریہ فی باب المرتدین من کتاب السیر اذا انکر الرجل کون المعوذتین من
القرآن لا یکفر وقال بعض المتأخرین یکفر لانعقاد الاجماع بعد الصدر الاول علی انہما من
القرآن والصحیح ہو الاول لان الاجماع المتأخر لا یرفع الاختلاف المتقدم انتہی موضع الحاجۃ
اور قراءۃ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی ذکر معوذتین کی بابت صحیح بخاری مین اور اوسکی
شرح فتح الباری مین تفصیل وار لکھی ہے فمن شاء فلیرجع الیہا اور فتح الباری مین عدم قرائۃ
المعوذتین کی روایات عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کو صحیح کہا ہین اور شرح مسلم مین
جو قرآنیۃ المعوذتین کی روایت عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی کی ہین اون کے اوپر کلام
کیا ہے علاوہ برین یہ ہو کہ شرح مسلم الثبوت وغیرہ مین معوذتین کی قرآنیت بابت
جو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی سے روایات منقولہ ہین وہ مطلقہ ہین معوذتین
کی ذکر علی الخصوص وہ نہین ہین ہو اور صحیح بخاری مین اور اوسکی شرح فتح الباری مین
مسند امام احمد بن حنبل وغیرہ سے عدم قرآنیت المعوذتین کی جو روایات منقولہ ہین وہ
مقیدہ و معوذتین کی بابت علی الخصوص ہین تو ایسی روایات عدم قرآنیت کو مقدم و مرجح
گننی و ماننی چاہیے حررہ شرف الدین ابن السید مرتضی المشہدی الاحمد آبادی
عفی عنہ وعن اسلافہ واخلافہ یوم التنادی۔

اور اسی شرف الدین نے ایک اشتہار مورخہ ۹ ماہ ربیع الآخر ۱۳۰۸ھ کو مطبع علوی واقع
بمبئی چنڈی بازار مین طبع کرایا ہے جسکی پیشانی پر یہ عبارت ہے (معوذتین کی قرآنیت
کے منکر کو کافر کہنا سنت وجماعت کے چارون مذہب مین منع ہے) الی آخر ما فی الاشتہار
اور ایک اشتہار ثانی مورخہ ۲۴ ماہ محرم الحرام ۱۳۰۹ھ مین بمبئی مین طبع کرایا ہے اور اوسکی
پیشانی پر یہ عبارت ہے (ہفت قراءۃ کے ما بین چند کلمات کی کمی بیشی ثابت ہے اور سبعۃ
اہل السنۃ کے ائمہ مجتہدین سے ثابت ہے لیکن مولانا نذیر احمد خان رامپوری نے عوام کی تغلیط اور عناد
ہمارے اوپر جھوٹی تہمت لگا کر جہال و ناواقفون کے عقیدے ہم سے برگشتہ کرنیکیواسطے اوسکو

چھپایا اور اوسکے قائل پر کفر کا حکم کیا باوجودیکہ سنت و جماعت کے مذہب میں تکفیر اہل قبلہ
ہی حقیقت شرع و نادرست ہے اہل قبلہ کو کافر کہنا خارجیوں و وہابیوں کا مذہب ہے اوسکو اوسنے پوری طرح
اختیار کیا ہے الی آخر ما فی الاشتہار اور ایک رسالہ کلکتہ اسلامی مطبوع ہے اوسکے صفحہ ۲۰ مین
المجیب نو السیب ... مذہب ... وہ سید شرف ... صاحب ... ہی کی بہت ... مسائل
کے صفحہ ۵۸ مین یہ عبارت لغطھا ہے اوعلی امیر القبا... ان علیا امیر المومنین ایست جبرا
لکھتے ہین وہ بھی بہتان و افترا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ کسی اہل نے اس مضمون سے سوال کیا
تو سید شرف الدین نے کہا کہ درمنثور مین حافظ سیوطی صاحب حضرت ابن مسعود رضی اللہ
تعالی عنہ کا قول النقل فرماتے ہین کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے زمانہ
مین سکو داخل قرآن کرکے ہم پڑھتے تھے یہ کہکر یہ بیان کیا کہ مصحف عثمانی مین اسکے عدم
دخول کی دو وجہین ہین ایک یہ کہ حضرت عثمان وغیرہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کے نزدیک
اسکی تلاوت تواتر سے ثابت نہین ہوتی دوسری وجہ یہ ہے کہ منسوخ تلاوت ہوا سیا بنت
رسالہ موجود ہے کسیکو اسمین شک ہو تو دیکھ لے کہیے اس قول مین کیا قباحت ہے۔

پس علماے اسندعا ہے کہ ایسا شخص اور اوسکے تابعین ہم عقیدہ داخل اسلام ہین یا نہین
اگر خارج اسلام ہین تو اونکے لیے توبہ و استغفار و تجدید اسلام و نکاح کا شرع شریف
مین حکم ہے یا نہین اور ایسے شخصون سے ترک سلام و کلام و مواکلت و مشاربت و مناکحت
چاہیے یا نہین ایسے شخص کا وعظ سننا جائز ہے یا نہین اور ایسے شخص کا مرید ہونا جائز ہے یا نہین
اور ایسے شخص کے ہم عقیدہ لوگون کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہین بینوا بیانا شافیا توجروا اجرا وافیا

الجواب

ھو تعالی الموفق والمعین معوذتین جزو قرآن مجید ہین اور مانند اور سورتون کے
یہ دونون بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہین خاتمۃ الحفاظ المحدثین
امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ تعالی اپنی تفسیر الدر المنثور فی التفسیر بالماثور

جلد ۵ صفحہ ۱۲ میں فرماتے ہیں اخرج الطبرانی فی الاوسط بسند حسن عن ابن مسعود رضی اللہ
تعالی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال لقد انزل علی آیات لم ینزل علی مثلهن المعوذتین
حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی اپنی مسند مطبوعہ مصر جلد ۴ صفحہ ۱۴۴ میں فرماتے ہیں عن
عقبة بن عامر عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال انزل علی آیات لم یر مثلهن قل
اعوذ برب الناس الی آخر السورة وقل اعوذ برب الفلق الی آخر السورة مشکوٰة شریف
کے فضائل القرآن میں مسلم کی حدیث صحیح روایت کی ہے عن عقبة بن عامر رضی اللہ تعالی
عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الم تر آیات انزلت اللیلة لم یر مثلهن
قط قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس یہی حدیث شریف حصن حصین میں
بھی ہے ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی اوسکی شرح حرز الثمین میں فرماتے ہیں قال المؤلف و
فیہ دلیل واضح علی انهما من القرآن ورد علی من نسب الی ابن مسعود رضی اللہ
تعالی عنہ خلاف هذا وفیہ ان لفظة قل من القرآن ثابتة اول السورتین
بعد البسملة وقد اجتمعت الامة علی هذا انتهی وما نسب الی ابن
مسعود رضی اللہ تعالی عنہ اولعلہ لم یتواتر عندہ انهما من القرآن ولا یتم
ختم القرآن الا بهما وصحت الاحادیث بذلک من طرق وانعقد اجماع المسلمین
علی ذلک ثم کلامہ وفی جواهر الفقه یکفر من انکر سورتی المعوذتین من
القرآن غیر مؤول وقال بعض المتأخرین کفر اول او لم یؤول وفی بعض الفتاوی
وفی انکار المعوذتین من القرآن اختلاف المشایخ والصحیح انه کفر کذا ذکره
فی مفتاح السعادة انتهی بلفظہ قال العلامة المحقق ابن الهمام فی تحریره فی الرد علی
من زعم ان ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ ینکر کون المعوذتین من القرآن وما نقل عن ابن
مسعود رضی اللہ تعالی من انکار کونهما المعوذتین من القرآن لم یصح عنہ کما ذکره
الطحاوی وغیره وان ثبت خلو مصحفه منهما لم یلزم ان یکون خلوه لانکاره

قرآنیتهما لجواز ان یکون خلاف منهما لغایة ظهور هما لحصول العلم القطعی بکونهما من القرآن لتواترهما واعجازهما ثم حفظ عموم المسلمین لهما اولان السنة عند ابن مسعود رضی الله تعالی عنه ان لا یکتب من القرآن الا ما امر علیه الصلوٰۃ والسلام بکتبه ولم یسمع امره علیه الصلوٰۃ والسلام بذلک اه تفسیر روح البیان ... وروی ابو معاویة عن عثمان بن واقد قال ارسلنی الی محمد بن المنکدر وسأله عن المعوذتین اهما من کتاب الله تعالی قال من لم یزعم انهما من کتاب الله تعالی فعلیه لعنة الله والملئکة والناس اجمعین قال فی هدیة المهدیین وفی انکار قرآنیة المعوذتین اختلاف المشائخ والصحیح انه کفر الخ حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ وحضرت عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالے عنہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ دونوں سورتیں یعنی قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہین ملا علی قاری صاحب شرح حصن حصین کی تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ معوذتین قرآن مجید سے ہین اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے جو اسکے خلاف منقول ہے وہ مردود ہے اور اوسمین یہ بھی ہے کہ لفظ قل جو بسم اللہ کے اول دونوں سورتوں مین ہے یہ بھی قرآن مجید سے ہے اور اجماع امت سے بھی ان دونوں کا قرآن ہونا ثابت ہے اور ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی جانب جو روایت منسوب ہے وہ صحیح نہین ہے بلکہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی کی نزد آسے بھی بتواتر ثابت ہے کہ یہ دونوں سورتین قرآن مجید سے ہین اور بے ان دونوں سورتوں کے ختم قرآن مجید نہین ہوتا ہے اور بہت ساری احادیث صحیحہ سے ان دونوں سورتوں کا قرآن ہونا ثابت ہے اور تمام مسلمانونکا اجماع اسپر منعقد ہوا ہے حضرت ملا علی قاری صاحب حنفی و ابن امیر حاج صاحب حنفی وحضرت کمال الدین محمد بن الہمام حنفی صاحب فتح القدیر شرح ہدایہ ان تینون حضرات

احناف کی عبارتوں سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے دربارہ معوذتین دو روایتیں ہیں ایک روایت عدم قرآنیت کی اور
دوسری روایت قرآن ہونیکی ان دونوں روایتوں میں ملا علی قاری صاحب وغیرہ
نے تطبیق یہ دی کہ روایت عدم قرآنیت مردودہ غیر صحیحہ اور روایت قرآنیت
متواتر ثابت روایت مردودہ غیر صحیحہ و روایت متواترہ میں تعارض صوری ہو تو قواعد
اصول فقہ سے روایت متواترہ ہی مرجح ہے عبارت شرح تحریر کا مختصر مطلب
یہ ہے کہ معوذتین کی قرآنیت متواتر ثابت ہوا اجماع و تواتر دونوں مفید قطعیت
ہیں اور دونوں کا منکر کافر قطعی ہے معوذتین کی قرآنیت کا ثبوت تواتر و اجماع دونوں
سے اوپر ثابت ہو گیا اور منکر اجماع قطعی تواتر کا قطعی کافر ہے مطلب عبارت روح البیان
یہ ہے کہ ابو معویہ عثمان بن واقد سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے محمد بن المنکدر
کے پاس بھیجا میں نے ان سے سوال کیا کہ آیا معوذتین قرآن مجید سے ہیں جواب دیا کہ جو شخص
یہ کہے کہ یہ دونوں کتاب اللہ سے نہیں ہیں اس پر لعنت اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں
کی اور تمام لوگوں کی ہو ہدیۃ المہدیین میں ہے انکار معوذتین میں اختلاف مشایخ
کا ہے صحیح یہ ہے کہ منکر دونوں سورتوں کا کافر ہے ایک رہا جواب فتاوی عالمگیریہ
وغیرہ کا سو اس کا جواب اصول پر مبنی ہے نور الانوار بحث اجماع میں ہے قیل لیشترط
للاجماع اللاحق عدم الاختلاف السابق عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی
یعنی اذا اختلف اهل عصر فی مسئلة وماتوا علیه ثم یرید من بعدهم ان یجمعوا علی
قول واحد منها قیل لا یعتبر ذلک الاجماع عند ابی حنیفة رحمه الله تعالی ولیس
کذلک فی الصحیح بل الصحیح انه ینعقد عنده اجماع متأخر و یرفع الخلاف السابق
من البین انتهی امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں **قوله** کان زید یکبر علی
جنائزنا اربعا وانه کبر علی جنازة خمسا فسألته فقال کان رسول الله صلی الله تعالی

علیہ وسلم یکبرھا زید ھذا الموزیۃ بن ارقم وجاء مبینا فی روایۃ ابی داود
وھذا الحدیث عند العلماء منسوخ دل الاجماع علی نسخہ وقد سبق ابن عبد البر
وغیرہ نقلوا الاجماع انہ لا یکبر الیوم الا اربعا وھذا دلیل علی انھم اجمعوا بعد الصحابۃ
نووی قد والاصح ان الاجماع بعد الخلاف یصح اس عبارت کے پہلے یہ عبارت ہے
قولہ فی حدیث النجاشی کبر اربع تکبیرات وکذا فی حدیث ابن عباس لم
اربعا وفی حدیث زید بن ارقم بعدہ خمسا قال القاضی اختلف الاثار فی ذلک فجاء
فی روایۃ ابن ابی خیثمۃ ان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کان یکبر اربعا وخمسا وستا و
سبعا وثمانیا حتی مات النجاشی فکبر علیہ اربعا وثبت علی ذلک حتی توفی صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم قال ابن عبد البر وانعقد الاجماع بعد ذلک علی اربع واجمع الفقہاء واھل
الفتوی بالامصار علی اربع علی ما جاء فی الاحادیث الصحاح وما سوی ذلک عندھم
شذوذ لا یلتفت الیہ انتہی نور الانوار کا حاصل مطلب یہ ہو کہ جب کسی مسئلہ میں
اول اختلاف ہو اور بعد کو اجماع ہو جائے صحیح مسئلہ نزدیک حضرت ابی حنیفہ رحمۃ اللہ
تعالی کے یہ ہی کہ اجماع صحیح ہے اور اختلاف سابق اوٹھ جاتا ہے امام نووی کی
عبارت کا مطلب یہ ہی کہ اصح مذہب یہ ہی کہ اجماع بعد خلاف صحیح ہوتا ہو اور ماسوا
اجماع کے شاذ ہے اور اوسکی طرف التفات درست نہیں پس عبارت نور الانوار
و امام نووی سے یہ ثابت ہوا کہ صاحب عالمگیریہ وغیرہ نے جو عدم تکفیر منکر معوذتین
مبنی اس دلیل لان الاجماع المتاخر لا یرفع الاختلاف المتقدم پر کیا ہے اس
دلیل کا جواب اصول سے یہ دیا کہ یہ دلیل صحیح نہیں ہے اور جو مسئلہ دلیل غیر صحیح
پر مبنی ہے وہ مسئلہ بھی غیر صحیح ہے پس یہ جواب عالمگیریہ وغیرہ کا ہو گیا حضرت
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے جو روایت دربارہ معوذتین ہے
اوسکے علمائے ربانیین نے مختلف جواب لکھے ہیں امام نووی اور اونکے بعض

علمائے محققین یہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیطرف
روایت عدم قرآنیت کو نسبت کرنا یہ باطل ہے شرح شفا ملا علی قاری جلد ۲
صفحہ ۱۱۵ میں ہے قال النووی فی شرح المہذب اجمع المسلمون علی ان المعوذتین والفاتحۃ
وسائر السور المکتوبۃ فی المصحف قرآن وان من جحد شیئا منہا کفر وما نقل
عن ابن مسعود فی الفاتحۃ والمعوذتین باطل لیس بصحیح عنہ قال ابن حزم فی
اول کتابہ المحلی ہذا کذب علی ابن مسعود وانما صح عنہ قراءۃ عاصم عن زر بن
حبیش عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفیہا الفاتحۃ والمعوذتان
اور ابن حجر صاحب فتح الباری شرح صحیح بخاری کی رائے یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دونوں سورتوں کی قرآنیت کا انکار نہیں کرتے تھے فقط
کتابت فی المصحف کا انکار کرتے تھے اور ابن صباغ جو فقہائے کبار شوافع سے
ہیں وہ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اول اسکا قطع یقین
حاصل نہیں تھا لیکن وہ بعد میں جمہور مسلمین کے ساتھ متفق ہوگئے یہ مطلب فتح الباری
ج ۸ صفحہ ۵۷۱ میں موجود ہے قد تاول القاضی ابوبکر الباقلانی فی کتابہ الانتصار
وتبعہ عیاض وغیرہ ما حکی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال لم ینکر
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کونہما من القرآن وانما انکر اثباتہما فی المصحف فانہ کان یری ان لا یکتب فی المصحف
شیئا الا ان کان النبی علیہ السلام اذن فی کتابتہ فیہ وکانہ لم یبلغہ
الاذن فی ذلک وہذا تاویل منہ ولیس جحدا لکونہما قرآنا وہو تاویل حسن
الا ان الروایۃ الصحیحۃ الصریحۃ التی ذکرتہا تدفع ذلک حیث جاء فیہا
ویقول انہما لیستا من کتاب اللہ نعم یمکن حمل لفظ کتاب اللہ علی المصحف
فیتمشی التاویل المذکور وقد قال ابن الصباغ فی الکلام علی مانعی الزکوٰۃ وانما
قاتلہم ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی منع الزکوٰۃ ولم یقل انہم کفروا بذلک

و انما لم یکفر و الاٰن الاجماع لم یکن استقر فالاٰن و نحن و الاٰن نکفر من جحدھا قال و اذ المشا نقل عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی المعوذتین یعنی لم یثبت عندہ القطع بذلک ثم حصل الاتفاق بعد ذلک انتھی اب علما کے کلام کو جو دیکھا جاتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عالم معوذتین کی عدم قرآنیت کا قائل نہیں ہے اور ہمارے فقہائے احناف وغیرہم بھی اسکے قائل نہیں پس اس تقریر سے قرآنیت معوذتین ہی مرجح ہے عدم قرآنیت باطل ہے اور اسکا قائل بھی دروغگو ہے اور جمہور کے مخالف کیواسطے وہی حکم جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من شذ شذ فی النار میں بیان کر دیا ہے اب رہی تقریر آیت ان علیا مولی المؤمنین کی اور رسالہ لکھکر یہ کے مصنف نے استدلال عبارت درمنثور جلد ۲ صفحہ ۲۹۸ سے کیا ہے وہ عبارت یہ ہے اخرج ابن مردویۃ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا نقرأہ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المؤمنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس انتہت نحوھا اس عبارت سے قرآنیت ان علیا مولی المؤمنین کی ثابت نہیں ہوتی ہے اسلئے کہ ہمارے یہاں اصول میں قرآن مجید کی تعریف یہ لکھی ہے اما الکتاب فالقراٰن المنزل علی الرسول علیہ السلام المکتوب فی المصاحف المنقول عنہ نقلا متواترا بلا شبہۃ یہ عبارت منار ہے اور اسیطرح اور بھی ہمارے اصولیین نے یہی تعریف قرآن کی لکھی ہے اب آیت مذکورہ نہ منزل علی الرسول ہے نہ مکتوب فی المصحف ہے اور نہ تواتر سے اس آیت کی قرآنیت کا ثبوت ہے پس اس آیت کا قرآن ہونا کیسے ثابت ہو سکتا ہے اور نیز یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطریق تفسیر پڑھا ہو ولابد لرفع ھذا الاحتمال من دلیل قوی جب اس آیت کا جزو قرآن ہونا ثابت نہ ہوا ۔

اس آیت کو جزو قرآن بتانیوالا مصداق اس حدیث شریف مشکوۃ جو مروی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ہے ہوا عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ستۃ لعنتھم ولعنھم اللہ وکل نبی یجاب الزائد فی کتاب اللہ والمکذب بقدر اللہ الحدیث اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہو کہ فرمایا حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے چھ آدمی ہین کہ مین اونپر لعنت کرتا ہون اور اللہ تعالی لعنت بھیجتا ہے اور ہر نبی مستجاب الدعوات بھی لعنت بھیجتے ہین ایک اون چھ مین سے کتاب اللہ مین زیادہ کرنیوالا دوسرا جو اللہ تعالے نے تقدیر مین لکھا ہے اوسکو جھٹلانیوالا اب جو شخص ان علیا مولی المومنین کو آیت قرآنی بتاتا ہے وہ مصداق اس حدیث نبوی کا ہو مفتی صاحب کو فتوے سے یہ بات نکلی کہ مفتی صاحب نے خلاف جمہور فتوے دیا ہے اور غیر قرآن مجید کو قرآن مین داخل کیا ہے اور جو فی القرآن ہے اوسکو خارج ایسا معلوم ہوتا ہے کیا اپنا ٹیلہ الگ ہی قائم کرکے رہنا چاہتے ہین تنہائی پسند ہین کیا مفتی صاحب نے کبھی یہ حدیث نبی کریم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو نہین دیکھا من شذ شذ فی النار وہ دکھائی کسطرح دیتی۔ جب بلکہ عین حقیقت امر کیون دیکھنے لگے لا رجعنٰو تو ہم کہتے ہین کیونکہ ارجاع اور ہدایت ایزدی مفتی صاحب کے حق مین ہم چاہتے ہین کہ خدا تعالے کرے کہ مفتی صاحب راہ ہدایت آکر فتنہ و فساد و بغض و کینہ سے نکلکر اہل اسلام کا طریقہ پسند کرین رہا یہ امر کہ جو مفتی شرف الدین نے اپنے اشتہار مطبوعہ مطبع علوی مورخہ ۹ ماہ ربیع الآخر ۱۳۱۱ھ کو شائع

کیا ہے کہ منکر قرآیت معوذتین کو کافر کہنا سنت وجماعت کے چارون مذہب مین منع ہے کیا خوب کہان سے نکالا ہے کیا من گڑھت بات بنائی اور لگے ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلنے یہودیون نے حضور پر نور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے زمانہ رسالت مین کیا کیا تھا کہ آپکی شان مبارک مین جو آیتین اور صداقتین موجود تھین اونکی تحریف کی اور بدلدیا ایسا ہی مفتی مذکور کا فعل معلوم ہوتا ہے کہ خارج کو داخل اور داخل کو خارج تحریف بھی کرین اور

اور کافر مرتد بھی بناتے جاویں کام تو کریں قبیح اور پھر بُرے نہ بنائے جاویں شاید مفتی صاحب کے مسلک کے مطابق تعریف بھی درست ہو جو معروف کلام مجید کو دائرہ کفر سے جدا کرنا چاہتے ہیں شاید عدم نظر کی وجہ سے شرح شفا کی اس عبارت پر مفتی صاحب کی نظر نہیں پڑی ملاحظہ کیجیے وان افصحت ظواہرها عن اسم الدلالة ویدل علی مقصودها مکانه او زاد فیه حرفا لم یشتمل علیه مصحف الذی وقع الاجماع علیه من جمیع المسلمین علی انه لیس من القرآن عامدا لکل هذا انه کافر هذا من شرح الشفاء ۔ فانظر فیه وتامل فیه لان الخیال الذی قد دونی دماغکم بخلاف هذا وخلاف الجمهور والاجماع والتواتر کفر فالخیال الذی قد ورد فی دماغکم کفر فاجتنبوا عنه زمنه

مفتی صاحب انکار اجماع اور تواتر آیات قرآنی کو غیر قرآن اور بالعکس نہ کریں پھر اہل قبلہ ہونیکا دعوے کرتے ہیں کوئی مقلد ائمہ اربعہ او کوئی اہل قبلہ ایسا کہ جن کے خیالات ایسے لچر اور پوچ اور بودے پر مبنی ہوں نعوذ باللہ من تلک الخیالات الواہیۃ ایسے مفتی شرف الدین صاحب ایرانی اور اوسکے ہم عقیدہ بالاجماع خارج اسلام ہیں ایسے لوگوں کے لیے توبہ و استغفار و تجدید اسلام و نکاح کا شرع شریف حکم دیتی ہے اور انسے سلام و کلام و مخالطت و مجالست و مشاربت و مواکلت و مناکحت شرعاً ممنوع ہے اور مرتد کا مرید بھی مرتد ہی ہوگا پس ایسے شخص کی ارادت در اصل بھی ممنوع و ناجائز ہے اور نماز بھی ایسے امام کے پیچھے فاسد اور نادرست ہو اور محض بیفائدہ ہے ایسے لوگوں کے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھے ایسے مقام میں اگر گذر ہووے تو تنہا الگ نماز پڑھکر اپنی نماز کو فساد سے بچاوے واللہ الہادی ۔ کتبہ الراجی الی العظیم محمد فضل کریم السنی الحنفی عفی عنہ ۔

لقد اصاب واطاب من اجاب اور فی الواقع ایسے شخص کو کہ سبب انکار قرآنیت معوذتین کے کافر ہو اوسکو دائرہ اسلام اور زمرہ اہل اسلام میں سمجھنا

خصوصا اوس کو سید کہنا سخت معصیت ہے فقط
الراقم الآثم الفقیر محمد یعقوب الحنفی عفا اللہ عنہ الذنوب

حررہ خادم الاسلام محمد عبد الوہاب الحنفی الدہلوی عفا اللہ
عنہ الآثام

معوذتین کو قرآن سے خارج اور آیات علیا مولی
المؤمنین کو قرآن میں داخل سمجھنے والا خود اسلام سے
خارج ہے محمد عبد الرحمن اعظمی دہلوی السنی الحنفی۔

للہ در المجیب المحقق القمقام لقد جاء الحق وزہق الباطل وما بعد الحق الا الضلال

حررہ محمد کرامت اللہ السنی الحنفی عفا اللہ عنہ۔

الجواب صواب محمد شفیع عفی عنہ دیوبندی سنی حنفی مدرس مدرسہ مولوی عبد الرب صاحب دہلوی
الجواب صحیح والمجیب مصیب محمد سلیمان السنی الحنفی مدرس مدرسہ مولوی عبد الرب صاحب مرحوم دہلوی
اصاب المجیب محمد وصیت علی مولوی فاضل حنفی مدرس مدرسہ اسلامیہ مولوی عبد الرب
صاحب مرحوم دہلوی۔

للہ در المجیب حیث اتی بتحقیق عجیب محمد کفایت اللہ غفر لہ
مولاہ الحنفی مدرس مدرسہ اسلامیہ امینیہ دہلی۔

الجواب صحیح بندہ محمد امین حنفی سنی

الجواب صحیح بندہ ضیاء الحق حنفی عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب صواب بندہ محمد قاسم عفی عنہ حنفی مدرس
مدرسہ امینیہ دہلی

طلع الحق حق الطلوع وسطع الصدق حق السطوع فالحق احق بالاتباع واولی لان الحق
یعلو ولا یعلی علیہ اغوا مخالفین کا درباب معوذتین روایت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی

عت... کی ہے سو اونکا رجوع اس سے علی التحقیق ثابت
ہوچکا ہے پس قرآن مجید مع معوذتین بالاتفاق ہے
محمد حسین السنی الحنفی

فقیر محمد حسین

منکر قرآنیت معوذتین کافر ہے اور جو بعد قرآنیت کو واہم کہے وہ بھی کافر
ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

رشید احمد ١٣٠١

الجواب صحیح والمجیب نجیح

اقبال ابراہیم

الجواب حق وصواب والحق احق بالاتباع راجی غفران
رحمۃ ربہ المنان حبیب الرحمن دہلوی حنفی سنی۔

الجواب صحیح محمد عبد اللہ حنفی مدرس مدرسہ حسینیہ حنفیہ

مجکو سخت تعجب ایسے شخص کی جرأت پر ہے کہ بعد اسقدر زمانہ کے جو سلف اور خلف سے
معوذتین کا داخل قرآن ہونا ثابت ہے اور کروڑہا مسلمین نے انہی نمازوں میں اکتفا کی وہ بمجرد
نقل قول ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطع نظر اس سے کہ وہ مرجوع ہے صاف نتیجہ
نکال بیٹھا کہ معوذتین کا داخل قرآن ہونا ہی مرجح ہے نعوذ باللہ منہا ایسی جرأت شنیعہ
سے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو نجات دیوے ورنہ اسلام خراب ہوجاویگا۔ فقط
محمد منفعت علی صدر مدرس مدرسہ عربیہ فتح پوری حنفی چشتی

محمد منفعت علی ١٣٠١

اصاب من اجاب مشتاق احمد مدرس حنفی عفا اللہ عنہ

للہ در قائل درہ حمزۃ النقوی الدہلوی الحنفی السنی غفر اللہ القوی۔

لا شک فیہ والجواب صحیح محمد عبد الغفار حنفی عفی عنہ تلمیذ مولانا محمد قطب الدین خان صاحب
مرحوم کلان مسجد۔

الجواب صحیح والمجیب نجیح محمد سپہدار خان دہلوی عفی عنہ سنی حنفی

حافظ شرع محمد ہست ١٣٠١ سپہدار خان

عفی عنہ ۱۳۱۱
محمد عبد السبحان

لقد اصاب من اجاب
الجواب صحیح - اقول بلاشک جو شخص معوذتین کو جزو قرآن نہ سمجھے وہ مسلمان نہیں حررہ الفقیر ابو محمد عبد الحق عفی عنہ (۱)

(۲) الجواب صحیح صحیح مسئلہ یہی ہے کہ معوذتین قرآن کا جزو ہیں اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کیطرف جو انکار قرآنیت منسوب ہے وہ منزل من اللہ ہونیکی بابت نہیں صرف قرآن کے جزو ہونیکی بابت ہے وہ بھی محققین کے نزدیک پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا بلکہ اس روایت میں کلام کیا گیا ہے اور اسکی تاویل و توجیہ کیگئی ہے اور اسی پر سلف سے خلف تک اہل اسلام کا اجماع منعقد ہو چکا ہے اگر کوئی اس روایت پر اعتبار کرکے معوذتین کے جزو قرآن ہونے میں کلام کرے تو ایسا شخص غلطی اور بڑی غلطی پر ہے جسکے گمراہ اور ضال مضل ہونے پر علمائے کرام نے فتوے دیا ہے کتبہ ابو محمد عبد الحق الحنفی - (۳)

محمد عبد الحق ۱۲۹۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لاھلہ والصلاۃ علی اھلہا اصاب المجیب جزاہ اللہ خیرا و یثیب جس شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ معوذتین سور قرآنیہ نہیں یا کہے انکی عدم قرآنیت ہی مرجح ماننی چاہیئے یا زعم کرے کہ ان علیا سولی المومنین آیت قرآن شریف ہے کہ امیر المومنین عثمان غنی وغیرہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے خارج کر دی ہے ان سب صورتوں میں وہ قطعا یقینا کافر ہے اولا اسلیے کہ یہ ہودی تکذیب قولہ تعالی وانا لہ لحفظون کو ہے اور تکذیب باری کفر صریح ثانیا قرآن کا محفوظا عن التعرف البشری ہونا ضروریات دین سے ہے اور انکار شیء من الضروریات کفر واللہ تعالی اعلم کتبہ عبد المصطفی ظفر الدین السنی الحنفی القادری الرضوی البہاری العظیم آبادی ۱۱ شوال ۱۳۳۲ھ

السنی ۱۳۰۲ الحنفی
محمد عبد الرشید

غلام مصطفی ابراہیم
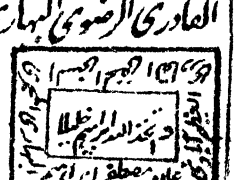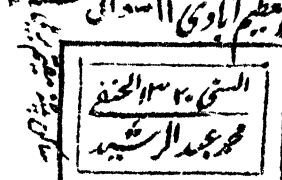
ایسے اعتقاد والا شخص جو معوذتین کو کلام اللہ سے نہیں مانتا ضال مضل بددین کہا جائیگا

واللہ اعلم بالصواب عبد اللطیف مدرس مدرسہ حسین بخش سنی حنفی۔

الجواب صحیح و المجیب نجیح لاریب ان انکار قرآنیۃ المعوذتین کفر و منکرھا خارج من اھل السنۃ والجماعۃ ھو الحق [illegible] واللہ اعلم بالصواب حررہ الفقیر محمد مسعود نقشبندی مفتی دہلی ۱۲ ذی الحجہ [illegible]

(۲) لاریب ان المعوذتین منزلتان من اللہ لانہ من القرآن وما انزل اللہ قرآن فھو قرآن وانکار قرآنیتہما کفر و منکرھا کافر و خارج من اھل السنۃ والجماعۃ مفسد المذھب لا دین واللہ لا یحب المفسدین واللہ اعلم بالصواب حررہ الفقیر محمد مسعود نقشبندی مفتی دہلی ۱۳ ذی الحجہ سنہ [illegible] العبد محمد مسعود نقشبندی دہلوی۔

۲۷ باصابت المجیب الاصح ۔ سید محمد اصغر حنفی مدرس اول مدرسہ نعمانیہ اسلامیہ دہلی۔

۲۸ الجواب صحیح محمد سلیمن حنفی مدرس مدرسہ نعمانیہ اسلامیہ دہلی۔

۲۹ صح الجواب محمد مولی بخش حنفی مدرس مدرسہ نعمانیہ اسلامیہ دہلی۔

الجواب صحیح محمد عبد الرشید حنفی مہتمم مدرسہ نعمانیہ اسلامیہ دہلی۔

فتوائے علمائے کرام بدایون شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ حامدا و مصلیا علی حبیبہ الوجیہ الکریم و آلہ و صحبہ و اولیاء امتہ اجمعین **اما بعد** جسطرح حقیقت قرآن مجید پر ایمان و یقین رکھنا ضروریات دین سے ہے کہ منکر بلکہ شاک بھی قطعاً کافر ہو یونہی قرآن مجید کے محفوظ عن التحریف و مصون عن التصرف ہونے پر بھی اجماع قطعی اور آیات صریحہ سے ثابت ۔ وعدۂ قطعیۂ الٰہیہ اوسکے حفظ پر وارد لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ اوسمین دخل و خلط البشری محال خود زمانہ رسالت میں جو کچھ نسخ ہونا تھا وہ ہوکر اوسی زمانہ مین باقی محفوظ ہوکر متواتر ہوگیا قرآن مجید جو آج ہمارے دلو مین محفوظ اور ہمارے مصاحف مین مکتوب خود اس زمانہ مین استقرار تام واقع ہوچکا نہ ایک آیت اس سے کم نہ زائد اجماع قطعی عامہ اصحاب کرام اسی پر قائم ہوگیا کچھ قبل و قال

بعض الفاظ قراءت مین بخے سب مرتفع ہو گئے وعدہ قطعیہ حفظ الٰہی ظاہر ہو گیا اسمین
سے کسی ایک آیت بلکہ کسی لفظ کا بھی انکار کفر علمائے سلف و خلف کی بیشمار تصریحین
آفتاب سے بھی زیادہ آشکار اس مقام پر صرف ایک عبارت شاہ ولی اللہ صاحب کی
جو سر دفتر و مایۂ ناز علمائے دہلی ہین ازالۃ الخفا مین سے لکھی جاتی ہے تحقیق علما بان رفتہ اند کہ
در صلوٰۃ و غیر آن خواندہ نشود مگر قراءت متواترہ و قراءت متواترہ آنست کہ در وے دو شرط
بہم آید یکے آنکہ بسلسلۂ تواتر آن لفظ بعینہ تا صحابہ کرام رسد دوم آنکہ خط مصاحف عثمانیہ
محتمل آن باشد زیرا کہ چون صورت حفظ آن تدوین بین اللوحین و جمع امت بران منعقد
شد ہرچہ غیر آن ست غیر محفوظ است و ہرچہ غیر محفوظ است غیر قرآن ست ان اللہ تعالیٰ قال انا نحن نزلنا الذکر
وانا لہ لحافظون - وقال ان علینا جمعہ و قرآنہ ثم ان علینا بیانہ و ہمچنین جمعے از صحابہ
تناقض کردند در جمع قرآن ہر یکے مصحفے مرتب نمود و سورۂ قرآن بلغت خود نوشت پس
حضرت ذی النورین بالہام ربانی تحویل کردہ ہر ایک قرآن مجتمع کردہ آن وقت باب
قیل و قال مفتوح شد و برو و مانت از ہر دو جانب بمیان آمد چون تمام عالم بر مصاحف
عثمانیہ جمع شد بیقین کردیم کہ محفوظ ہمان ست و غیر او مراد الحفظ نبود اگر مراد الحفظ میبود
محو نمیشد و این را ہیچ عاقلے حفظ نشمارد کہ نزد امام موہوم الوجود و محقق المحال ادسالہا گذشت
کہ نہادہ شدہ است سبحانک ہذا بہتان عظیم یا در روایتے عجیبے در کتابے نادرے نظرے
تعجب آوردہ باشند کہ فلان چنین گفت و فلان چنین نوشت و در وقت اشکال کجا بہ
اصابت بود و یک جانب خطا المغذ و چون پردہ از روئے کار بر داشتند و حق منجلی
قول الصحیح پدیدار گشت مجال خلاف نماند ہر کہ الحال بمیان آرد [illegible] او آید
بتقبل رسانید انتہے معوذتین یقیناً و قطعاً قرآن اور جزو قرآن ہین انکی قرآنیت کا صریح
انکار غیر قابل تاویل کفر قبیح ہے چہ جائے کہ انکی عدم قرآنیت کو صحیح بتایا جائے و
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اللہم احفظنا و جمیع المسلمین عن وساوس الشیاطین

وثبتنا علی الحق والیقین امین بجاہ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ و صحبہ واولیاء امتہ اجمعین حررہ العبد الفقیر مطیع الرسول عبد المقتدر القادری البدایونی کان اللہ لہ

الرسول قادری حنفی
محمد عبد المقتدر مطیع

الجواب صحیح

حنفی
بخش
محمد حافظ

قد صح الجواب محمد ابراہیم القادری الحنفی السنی

قادری
محمد ابراہیم

اصاب المجیب الادیب الاریب
نمقہ فضل احمد الحنفی السنی البدایونی
عفی عنہ

قد صح الجواب والمجیب مصیب ومثاب حررہ عبد الرسول محب احمد السنی الحنفی کان اللہ لہ

احمد قادری
محب الرسول
عبد

ہذا حق صراح
فضل مجید الحنفی القادری

مواہیر علمائے کرام اجمیر شریف (الجواب صحیح)

جو شخص عدم تواتر ثبت معوذتین کو مقدم و مرجح گنتی ومانتی بتاتا ہے وہ کافر مرتد ہے۔ اور تمام احکام مرتدین شرعاً اوسپر جاری ہونگے۔ العبد احمد حسین خان رامپوری عفا اللہ تعالیٰ عنہ السنی الحنفی واعظ جامع درگاہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الجواب صحیح والمخالف قبیح۔ کتبہ العبد المسکین محمد اکرام الدین البخاری اعظم الاسلام السنی الحنفی النقشبندی

الجواب صحیح۔ جمیع ما فی الدفتین کلام الٰہی ہے اور اسکے ایک کلمہ کا بھی منکر کافر ہے نمقہ الفقیر محمد حسین الٰہ آبادی السنی الحنفی کان اللہ لہ۔

الجواب صحیح۔ الراقم محمد عارف البخاری الحنفی تلمیذ جناب شیخ الحرم الشیخ شعیب دام فضلہ

تقریر عالم اجل فاضل بے بدل عالم اہلسنت جناب مولانا مولوی حضرت محمد احمد رضا خان صاحب بریلوی عم فیضہ الجلی والخفی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا والصلاۃ والسلام علی من ارسلہ
اللہ تعالی بالہدی ودین الحق بشیرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وجعلہ
سراجا منیرا صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا
اما بعد مسلمان کا ایمان ہے کہ معوذتین کی ہر آیت قرآن ہے اونکی قرآنیت کا منکر قطعا کافر مرتد
مستحق نیران ہے حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ خواہ کسی صحابی خواہ
کسی مسلم سے ہرگز اونکے قرآن ہونیکا انکار ثابت نہیں کما حققہ المولی بحر العلوم ملک
العلماء عبد العلی قدس سرہ فی فواتح الرحموت وغیرہ من الاکابر وسبحن اللہ
ای دین وایۃ عقیدۃ تبقی من ضروریات الدین اذا احتاج مثل ہذا الی اثبات
الثبوت سہ ولیس یصح فی الاذہان شیء ؛ اذا احتاج النہار الی دلیل ؛ امام عاصم
کوفی کی قرات کہ باجماع مسلمین قراات سبعہ متواترہ میں ہے جل اونکی سند میں اونکو
منتہی ہیں عبد اللہ بن مسعود وامیر المومنین عثمان غنی وامیر المومنین مولی علی رضی اللہ تعالی
عنہم ہیں ان سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے تواتر یقینی قطعی کے ساتھ معوذتین
جزء قرآن ہوکر منقول ہیں تو کیونکر متصور ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ
اونکی قرآنیت کے منکر ہوں حالانکہ خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے
اونھیں قرآن روایت کریں اور اپنے تلامذہ کرام کو قرآن بتاکر اونکا القا کریں سبحن اللہ
اونکی قرآنیت پر ایمان لانا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے بالتواتر ثابت
تو نقل خلاف کی گنجائش جاننے والا اگر مجنون نہیں بددین ہے اگر بددین نہیں مجنون ہے
یالیت شعری جب متواترات قطعیہ ایسے شبہات مردودہ مطعونہ مخذولہ کے باعث
متروک یا اقل درجہ مشتبہ مشکوک سمجھی جائینگی تو اوسکا حاصل نہ ہوگا مگر انکار متواتر اور
جب اسکی راہ کھلیگی تو دین وایمان اور سارا قرآن ہاتھ سے جائیگا صحابہ کرام کے بعد سے
آج تک اور آج سے نزول عیسی علیہ الصلاۃ والسلام تک تمام مسلمانوں کے ہاتھ میں آیہ

ایمان کا ذریعہ سوا تواتر کے کیا ہے آج ایک فرقرآنیت معوذتین کا منکر ہے کل دوسرا کافر اگر کہے کہ سورہ بقر جو بین الدفتین مصحف کریم مین مکتوب ہے قرآن نہین تو معلوم نہین کہ یہ فر منکر قرآنیت معوذتین فرقرآنیت سورۂ بقرہ کا بھی انکار کریگا یا اقل درجہ اوسکے منکر کو کافر نہ جانیگا یا وہان تکفیر کریگا اگر تکفیر کریگا تو کس دلیل سے کیا اللہ عزوجل نے بلا واسطہ اسکے کان مین کہدیا ہے کہ یہ وہی سورہ بقرہ ہے جو مین نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر نازل کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم خود اس سے ارشاد فرما گئے ہین یہ دونون شقین تو بداہۃً باطل ہین اب یہ کہ احادیث متواترہ مین سورہ بقرہ کا ذکر ہے یہ اگر ہر سورت مین چل بھی جائے تو مطلع نور اس سے کہ یہ اوسی تواتر کیطرف رجوع ہے وہ دوسرا کافر اس تواتر کا صاف جواب دے سکتا ہے کہ مین بھی مانتا ہون کہ سورہ بقرہ قرآن تھی مگر خاص اس سورہ موجودہ کے وہی سورۂ البقرہ منزل علی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہونیکا کیا ثبوت ہو احادیث مین سورہ کا نام ہے نہ کہ اول تا آخر اوسکی عبارت پڑھکر اوسپر قرآنیت کا حکم اب اس کافر معوذتین کے منکر کے پاس نہ رہیگا مگر احد الامرین یا تو اوسی تواتر مسلمین کا دامن پکڑنا تو اوسپر فرض ہوگا کہ قرآنیت معوذتین پر بھی ایمان لائے اور جس طرح منکر قرآنیت بقرہ کو کافر جانتا ہے اسکے منکر یعنے خود اپنے آپکو بھی کافر کہے یا انکار کر جائے کہ منکر سورہ بقرہ بھی کافر نہین تو حاصل وہی نکلیگا کہ یہ منکر نہ صرف معوذتین بلکہ تمام قرآن کے انکار کو کفر نہین جانتا سبحٰن اللہ عجب اسلام ہے کہ قرآن عظیم سارا کا سارا مشکوک و مشتبہ و جائز الانکار ہو جائے اور پھر اسلام باقی تھا یا اسلام کسی بوتھی پر ایمان لانیکا نام ہوگا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم مسلمانو مسلمانو اسے رسول و قرآن کو حق جانو کسی شک ڈالنے والے خبیث بد دین کی بات پر اصلا التفات نکرو دیکھو خبردار ہوشیار زینہار زینہار یہ ذیاب فی ثیاب انسانی شکل مین بھیڑیے ہین دیکھو تمھارا ایمان تمھارا دین تمھارا قرآن سب کچھ پائمال کیا چاہتے ہین ایسے خبیثون کے

پاس نہ جاؤ اور انھیں اپنے پاس نہ آنے دو فایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم
تمھارے مہربان نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سبسے زیادہ تمھارے نفع و ضرر سے آگاہ
اور تمھاری جانون سے لاکھون درجہ بڑھکر تمپر مہربان تمھارے خیرخواہ ہین وہ
ارشاد فرماتے ہین کہ دیکھو اپنے سے دور بھاگو انھین اپنے سے دور رکھو کہین تمکو گمراہ
نکردین کہین تمکو فتنے مین نہ ڈالدین والعیاذ باللہ رب العلمین ولا حول و
قوۃ الا باللہ العلی العظیم مسلمانو جب سنو کہ تمھارے یقینی قطعی متواتر ایمانیات کے
خلاف کوئی روایت پیش کرتا ہے سننے سے پہلے جان لو کہ یا تو اوس روایت کا
ہرگز یہ مطلب نہین جو یہ کذاب مفتری گڑھتا ہے اور اگر بالفرض یہی مطلب ہے تو یقینا
قطعا وہ روایت جھوٹی باطل کذب و افترا ہے اگرچہ بالفرض کیسی ہی سند سے آئی ہو کہ صحت
سند صحت متن کو مستلزم نہین نہ ہرگز تواتر کے مقابل آجائے پر التفات ممکن ورنہ دین و
ایمان سب سے ہاتھ دھو بیٹھنا ہو ایسے اباطیل کو ذریعہ شبہہ جاننا اور اوسکے سبب انکا ضروریات
متواترہ کو کفر نہ جاننا اگر صحیح ٹھہرے تو امام ابوبکر ابن ابی الدنیا وغیرہ اکابر ائمہ محدثین
بروایت سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ حدیث اسمائے اربعین مین ایک اسم الہی
یہ نقل کرتے ہین یا اللہ الالہۃ الرفیع جلالہ ایک ایسا ہی کوئی شقی بدعتی اس
روایت کو سند بنا کر کہے کہ ہزارون خدا ماننے والونکو کافر نہ کہنا چاہیے اسلیے کہ یہ روایت
ابراث شبہہ کے لیے کافی ہے تو سوا اسکے کیا جواب ہوگا کہ الا لعنۃ اللہ علی الظلمین
مسلمانو حدیث سے ثابت ہے کہ ابلیس لعین متشکل بشکل انسان ہوکر تحدیث کریگا اور وہ روایات
مشتہر بین الناس ہو جائینگی جس روایت کو سنو کہ ایمانیات قطعیہ کے مخالف ہے اگر محتمل
تاویل ہو جیسے روایت مذکورہ فبہا ورنہ یقینا جانو کہ القائے شیطان ہے جب اذا
تمنی القی الشیطان فی امنیتہ ارشاد ہوا تو اذا حدث القی الشیطان فی
حدیثہ کیا دور ہے اور اوسکی پہچان یہی ہے کہ متواتر کے صریح خلاف ناقابل تاویل ہو

خیر کلام طویل ہوتا ہے اور الفناء اللہ العزیز الجلیل ہمین دوبارہ اسکی طرف عود کرنا ہے واللعو الحمد یہان اجمالاً چند جملے یاد رکھنے کے ہین کہ ایمان رکھنا ضرور ہے کہ معوذتین قرآن ہین اونکی قرآنیت کا منکر کافر ہے اگرچہ منزل من اللہ ہونا نہ کہ صرف منزل من اللہ ہونا قرآنیت کے لیے کافی نہین احادیث قدسیہ سب منزل من اللہ ہین اور قرآن نہین اسیطرح جو مردود یہ کہے کہ آنکی عدم قرآنیت مرجح ماننی چاہیے وہ بھی کافر مرتد مستحق نار ابد غادر خاسر فاجر ہے ایسا شخص اور جو اس عقیدے مین اوسکے موافق ہو سب خارج اسلام کافران لیام ہین اونکی عورتین قطعاً یقیناً اون کے نکاح سے خارج ہین نکے تجدید اسلام و نکاح اونھین ون سے مقاربت حرام قطعی و زنائے خالص ہے مسلمانونپر اونسے سلام و کلام مخالطت مجالست مناکحت حرام ہے ایسے کافر غادر خاسر کا وعظ سننا حرام ہے ایسے کا مرید ہونا اگر باوصف اطلاع عقیدہ ہو صرف حرام نہین کفر ہے جو پہلے ارادت کر چکے ہین بعد اطلاع اونپر فسخ بیعت فرض قطعی ہے اگر اب بھی اوسے پیر بنائے رہین تو خود کافر ہوجائینگے اور یہی سب احکام الہیہ اونپر بھی نفاذ پائینگے ایسے کے پیچھے نماز محض باطل ہے جیسے کسی ہندو یا مجوسی کے پیچھے واللہ الہادی وولی الایادی ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہٗ اتم واحکم تنبیہ فقیر بدایون عرس سراپا قدس اعلحضرت عظیم البرکۃ تاج الفحول محب الرسول حضرت مولانا مولوی حافظ حاج زائر شاہ محمد عبد القادر قدس سرہ الزاہر مین حاضر تھا کہ یہ سوال پیش ہوا اوسوقت سردست یہ کفر یہ اجمالی گذارش کی اب بریلی مین تفصیلی کاغذات مرشرف الدین بہاری کے اشتہارات و ربیع الآخر شریف سنہ ۱۳۱۳ھ و ۲۴ محرم الحرام سنہ ۱۳۱۳ھ و رسالہ گھگر بہ جسمین اس بہاری نے سخت زبان و زور و بہتان سے قرآن عظیم کے ابطال کا بیڑا اٹھایا اور اسکے منکر کو نہ صرف مسلمان بلکہ سنی صحیح العقیدہ قرار دیا اور قرارت خاص معوذتین سے نماز کو باطل و حرام لکھا

و سنت سے خود ہی کہہ رہے ہیں ع کہ تو ہم در میان تا لجی شد مگر مجھے سخت تعجب کے ساتھ
مکرمی مولوی عبدالرحیم صاحب احمد آبادی سلمہ ذوالایادی سے شکایت تھی کہ اس
بندہ خدا نے میرے مکرم دوست حامی سنت ماحی بدعت مولنا مولوی نذیر احمد
خانصاحب مرحوم و مغفور کا تلمیذ رشید ہو کر کیونکر مسئلہ پاک علانیہ اور بیباکی سے
پہر رضا ہی ہاں مکرر عجب لکھا یا اور دعوی کا پایا اور حدیث کریم کا ارشاد صادق آیا
کہ المؤمن غر کریم والمنافق خب لئیم سوئے اتفاق سے یہ خیال گذرا ہو کہ وہ مرتد
ہے اور مرتد جب اپنے ارتداد سے انکار کرے تو اسے اوس سے تعرض نہوگا اور مسئلہ وہ
توبہ سمجھا جائیگا کما صرح بہ فی الدر والبحر وغیرہما اور یاد نہ آیا کہ بحال ارتداد یہ صرف
دربارہ امتناع قتل ہے نہ کہ مکر جانے سے ارتداد اوٹھ جاتے وہ بدستور مرتد رہتا ہے
اور اوسکی جورو اوسپر حرام لما نص علیہ فیہما واوضحہ فی ردالمحتار وغیرہ بہر حال
جو کچھ ہوا مجھے توقع کامل تھی کہ وہ انوار جو مولنا المرحوم نے انکے سینے میں القا کیے
ہیں ضرور انھیں متنبہ کرینگے اور بحمد اللہ وہی ہوا اور کیوں نہ ہوتا کہ ایرانی نے وہاں سے
جا کر پھر وہی اگلا سبق رٹنا شروع کیا میں نے اثنائے تقریر میں گذارش کی تھی
کہ انشاء اللہ العزیز الجلیل ہمیں دوبارہ اسکی طرف عود کرنا ہے والعود احمد
الحمد للہ کہ وہ پیشین گوئی راست آئی فقیر نے اپنے بعض احباب سے کہہ دیا ہے کہ اسکے
متعلق قدرے مفصل بیان لکھیں عجب نہیں کہ عنقریب انشاء اللہ تعالی القریب المجیب
ایک رسالہ کے ساتھ شائع ہو وباللہ التوفیق واللہ الہادی الی سواء الطریق وصلی اللہ
تعالی علی سیدنا محمد والہ وصحبہ اجمعین امین

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
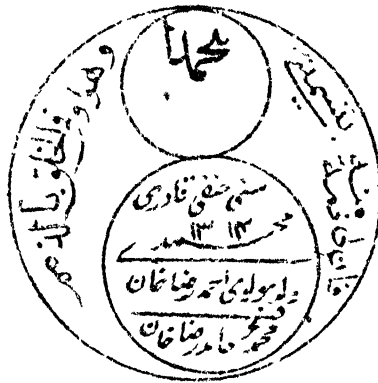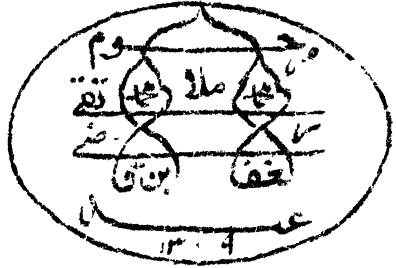
تنبیہ ضروری

ساتھ یہ ادا انکی ایسی جگہ بات نقشا کو یون دھوکے دیتا ہے کہ دیکھو صاحب یہ مین نے
کہان کہا ہے میں نے کہ معوذتین نماز میں پڑھنے سے منع کیا ہے تم نے خود مجھ سے نماز مین
انھیں پڑھتے سنا یہی سنا ہے مگر وہ نہین سمجھتا ہے اور نہ یہ انجان بنتا ہے کہ یہ اوسکا عقیدہ معمولی
عقل یاد رہا ہے مسلمانو اوس سے پوچھیے کہ اولاً معوذتین کی قرآنیت پر صدر اول میں اجماع
ہو چکا ہے صاف منکر ہے یا نہیں ثم یہ ثانیاً صدر اول میں خلاف کر بعد جو اجماع متاخرین
ہوا اوسے ظنی کہا یا نہیں ضرور کہا تو معوذتین کی قرآنیت محض ظنی مانی ثالثاً قرآن میں محض
ظن و گمان کافی ہے ہرگز نہیں تو نے خود یہان آیہ ان الظن لا یغنی من الحق شیئا پڑھی اور اپنے نزدیک
معوذتین کی قرآنیت باطل محض ہونیکی صاف تصریح کر دی پھر کس منھ سے اونھیں قرآن و جزو
قرآن کہکر مسلمانو کو دھوکے دیتا ہے او جب قرآن نہیں تو تیرے طور پر یقیناً ثابت کہ خالص
اونکی قراءت سے نماز باطل و ساقط رابعاً سب کے نزدیک فاقرؤا ما تیسر صریح منطوق کلام ہے
کہ اونکی قرآنیت ظنی ہے پھر قراءت کا فرض قطعی محض ظنی سے کیونکر ادا ہوا و لہذا جب بسم اللہ
شریف کے پوری آیت ہونے میں شبہہ تھا دیکھو کہ اوسکے بارے میں علمانے کیا حکم دیا بہر حال وہی کھل
کھلا کہ تیرے نزدیک خالص معوذتین کے پڑھنے سے نماز باطل و حرام اگر فاتحہ کے ساتھ تو نے
خود بھی پڑھ لین یا اوروں کو پڑھتے سنا اور منع نہ کیا تو اس سے کیا ہوتا ہے بلکہ اگر تو صرف
معوذتین سے نماز پڑھ دی تو تجھے کیا باک کہ جو قرآن ہی کا منکر ہے وہ اگر نماز کے ساتھ استہزا
کرے اپنے نزدیک باطل جانکر باطل ہی پڑھے تو اوسے کیا خوف ع اوس آنکھ سے ڈریے جو
خدا سے نہ ڈرے آنکھ ۱۲

محمد ظفر الدین قادری برکاتی رضوی

سلمہ المولی القوی

الله غالب علی امره
تیغ تیز
در مطبع اکمل المطابع طبع شد
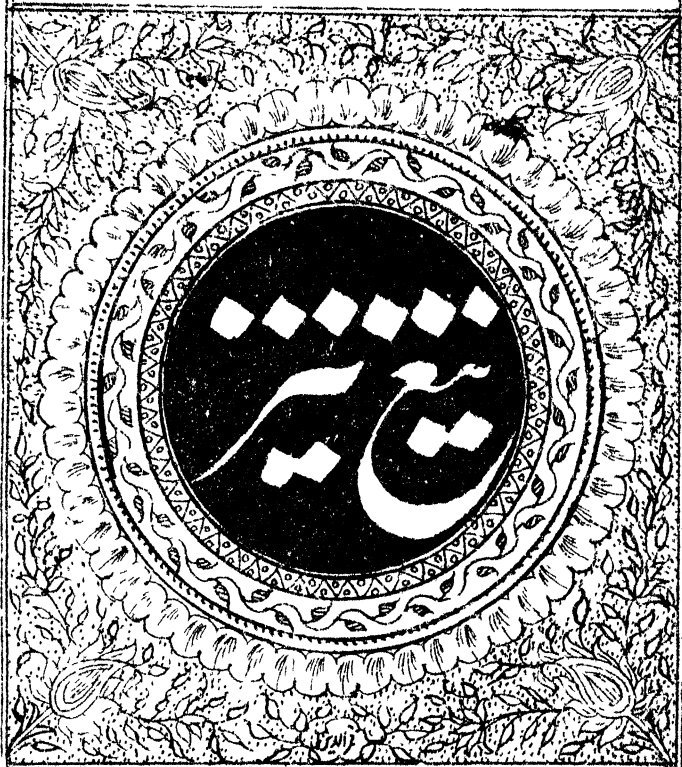
بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ جل شانہ اپنی بندونکو ورزش امور خیر کی توفیق دیتا ہی وہ بندہ جسکو ظلم کی
خو ہو اور ظلم کی انواع ہیں از انجملہ ایک سخن پروری ہی کہ اوسکو بی ایمانی کہا جاتا ہی
یعنی کتمان حق اور اعلان باطل بہ اسرار **اسد اللہ خان غالب** کہتا ہی کہ مین نے
خاص نظر بہ اعلان حق برہان قاطع کی عبارت کے سستی اور بیان کی غلطی اور اطناب
ممل کی نکوہش مین ایک رسالہ لکھا اور اوسکا نام **قاطع برہان و درفش کاویانی**
رکھا جب بعد انطباع وہ رسالہ مشتہر ہوا تو پہلی پہل اس مثل ہندی کی مطابق پہل نکو دا کو دیا
کون ایک مرد بیمغز معوج الذہن نہ فارسی دان نہ عربی خوان نے میری نگارش کے
تردید مین ایک کتاب بنائی اور چھپوائی محرق قاطع اوسکا نام رکھا اور اوسکو مشتہر کیا
میرے ایک یار نے اوس کتاب کے جواب مین کچھ لطائف جمع کئے اور **لطائف غیبی**
اوسکا نام رکھا وہ نسخہ بہی مشہور ہوا پہر ایک مرزا رحیم بیگ میرٹھ کی رہنی والی

بڑی کار آئی اور ایک تحریر مسمّی بہ ساطع برہان کہ الٰہی مطالب مندرجہ اغلب نشتر
محرق قاطع کی مضامین منقول فقرون صرف ایک خط مرزا جی کو لکھ بھیجا زیادہ اوس صرف
التفات کو تضیع اوقات جانا ثالثاً میان امین الدین کہ اب پٹیالہ
مین منصب مدرسی مین اونھون نے ایک قاطع القاطع چھپوایا استعداد علمی مین
بعد صرف مقاصد نحو و صرف فارسیت کی اسی قدر رعایت منظور رکھی کہ تعبیر کے
بعض فقرون کی ترکیبین اپنی عبارت کی قالب مین ڈالین باقی سوای عربی و شرح
اور فارسی بیہودہ کی وہ مغلظ گالیان دی ہین جو کنجڑی بھٹیاری استعمال
کرتے رہتی ہین کمال یہ ہے کہ اونکا منطق ہندی اور حضرت کی عبارت فارسی ہے تم دیکھتی
ہین کہ کوئی جلاہی مدرسون مین علم تحصیل کرکی مہذب ہوگئی ہین عمامہ باندھی ہوئی
ٹھری پھرتی ہین فحش نہین بولتی خلاف اپنی قوم کی صاحب قبلہ اونکا روزمرہ ہی
بارے میان امین الدین کس برے قوم کی اور کس پاجی گروہ کی ہین کہ مولوی کہلائے
مدرس بنی مگر الفاظ مستعملہ قوم نہ چھوڑی اگر میری طرف سی ازالہ حیثیت کی نالش
دائر ہوجاتی تو میان پر کیسی بنتی مگر میری کسر نفس نے ازالہ حیثیت کے لفظ کو
گوارا نکیا اونکی تحریر اونکی پاجی پن پر حجت ہی پھر ذرہ تا آفتاب رابہم مدرس
احمد علی صاحب عربیت مین امین الدین سی بڑہ کر فارسیت مین برابر الغرض
دشنام گوئی مین کمتر جتنی الفاظ توہین و تذلیل کی ہین وہ چن چن کر میری واسطے
صرف کئی اور یہ نہ سمجھا کہ غالب اگر عالم نہین شاعر نہین آخر شرافت و امارت

مین ایک پایہ رکہتا ہی صاحب عز و شان ہی عالیخاندان ہی امرائی ہند
روسای ہند راجگان ہند سب اسکو جانتی ہین رئیس زادگان سرکار انگریز
مین گنا جاتا ہی بادشاہ کی سرکار سی نجم الدولہ خطاب ہے گورمنٹ کی فرد مین
خانصاحب بسیار مہربان دوستان القاب ہے جسکو گورمنٹ خانصاحب
لکہتی ہین اوسکو سڑی سےرا اور رکنا اور رکہا کیونکر لکہون فی الحقیقت یہ تذلیل
بفحوای ضرب الغلام اہانت المولی گورمنٹ بہادر کی توہین اور وضیع
شریف ہند کی مخالفت ہی میرا کیا گیا مگر امولوی نے اپنا پاجی پن ظاہر کیلئے
معلم امین بی دین کو شیطان کی حوالہ کیا اور احمد علی کی الفاظ مذموم سے
قطع نظر کی اونکی مطالب علمی کا جواب اسی ذمی لیا اس نگارش کا نام
تیغ تیز رکہونگا اور بعد اتمام اسکو چہپواونگا اور اپنی احباب دور و نزدیک
کیخدمت مین بہیجواونگا اور اگر مرگ نے امان ندی تو خیر مصرع ای بسا آرزو
کہ خاک شدہ ‡ آب حیان سی آغاز فصول ہی داد کا طالب غالب **فصل**

پہلے
نظم برانم بہ نیروی این تیغ تیز ‡ کہ مغز عدو را کنم ریز ریز
عدو آن کہ برہان قاطع نوشت ‡ بگفتار سست و بہنجار زشت ‡ اگر گفتہ
آید کہ او مرد و رفت ‡ ز مغزش چہ خواہی ہمی ای شگفت ‡ ز مغزش
خرد جستم اما چہ سود ‡ کہ در زندگی نیز مغزش نبود ‡ امید آنکہ گفتار آن
بی ہنر ‡ کنم ہم بگفتار زیر و زبر ‡ امید آنکہ چون کارسازی کنم ‡

۱۸۶۷

بدین نامه دشمن گدازی کنم • زہی نامه کز فر اقبال او • کی تیغ تیز آمده سال او

نادرستی عبارت امر وجدانی ہی فہم من فہم فی الحال وہ عیوب جامع

برہان کی لکہتا ہون کہ جو بدیہی ہین اور جس لیے اونکا مدرک ہوسکتا ہے

سینکڑون لغت پہلی ہے سی لکہی ہین اور پہر طوسی پہلی جا علمی سے لکہی ہین او رو ہر

ہائی ہوز سے جو الفاظ واو معدولہ سے ہین اور جو بی واو ہین دونون کو

ایک کر دیا ہی مثلاً خورده بواو جو صیغہ مفعول ہی خوردن کا اور خرده

بجائی مضموم بی واو جو ترجمہ ہی دقیقہ کا اور نقدی کو ہی کہتی ہین ان

دونون کا تفرقہ اوٹہا دیا ہی ہفت بالفتح ایک لفظ ہی ثنالی او سمین سے

ایک سو کئی لغت پیدا کئی ہین مزا یہہ کہ برہان قاطع مین بہی لکہی اور پہر

سواد ملحقات مین بہی رقم فرمائی مولوی صفحہ ۲۰۴ مین اس لفظ کی باب مین

ایک صفحہ پورا سیاہ کرتی ہین میرا اعتراض یہہ ہی کہ ہفت بمعنی کارگاہ جولاہ

یا بمعنی شانہ جولاہ و ہفوش اسم طعام ہفہف بمعنی آواز سگ این سہ لغت

اگر غریبست در صحیح در اول و آخر نگاشت باقی یکصد و چند لغت از ہفت

کہ عدد لیست معروف مرکب ساخت سراسر کنایہ از ہفت سپہر و ہفت ستارہ

و ہفت کشور و ہفت پرده چشم مولوی جی پہلی تو مجہہ پر اعتراض کرتی ہین کہ صحیح کی

مقابل غلط ہی غریب پہر لطائف کا حوالہ دیکر ہفت کشور وغیره کی صحت مین غلو

کرتی ہین کوئی پوچہی کہ غالب نی ان الفاظ کو کب غلط لکہا ہی جو تم اوسکی صحت کی

گواہ گذرا ہی ہوا ایک لفظ اسی سولغت بنانیکا عذر کہان بس خاتمہ عبارت مین
لکھدیا کہ عبارت دانای تبریزیہ ہمہ معقولست و قول معترض نامقبول ہین کہتا ہون
کہ اوس عذر نکو نیکو مین نے معاف کیا دوبارہ ملحقات مین اونہین سولغت کی لکہنی کا تو
مولوی جی جواب دین اغلب لغات کے معنی دوس بیس نہین بلکہ سواہی لکہی ہین بعض
مترادف بعض ضد بہد گرلبسمل کی معنی لکہتا ہی ہر چیز کہ آنرا ذبح کردہ باشند مین انہمقام
پر لکہا ہی کہ ذبح جانداران است از برای اشیا آب یہان صاحبان فہم و علم و داد انصاف
چاہتا ہون کہ اس بیان مین حق بر ہون یا مولف برہان جامع برہان آتش کے نیکو
بتاتا ہی اور سیان انجو کی قول کو سند لاتا ہی مگر جب حالمین کہ لفظا یہہ نقش بہاتا ہی
می کو ست حلوای ہر عکسٹی ؛ ندیدہ بجز آفتاب آتسی ؛ خاقانی یون فرماتا ہی
بادیہ کمالت اے ملک وشش ؛ طوبی خسک ست وکوثر آتش ؛ ہر چند سعدی کی نظم
مین اور بہت سی اساتذہ کی کلام مین نسخہ تحتانی آتش کا النقش علی الحجر ثابت ہے
لیکن مین و بالغ کلامونکی کلام کی سند دیکر بلغا اور کبرا سی پوچہتا ہون کہ کیون حضرت
خاقانی اور نظامی سیحی یا انجو فرہنگ جہانگیری الا اور دکنی برہان قاطع و الا سیحا
وہ دوا برابلند پایہ اور یہہ دو ہند فرمایہ برہان والا اندہا اور فرہنگ جہانگیر
اوسکی عصا ہی جامع فرہنگ سے تعجب ہے کہ فارسی زبان کی مالکونکی خلاف اپنی
وہم کی رو سی آتش بکسرہ لکہتا ہی اہل انصاف سے جوابکا طالب غالب فصل ۲
اب مولوی احمد علیصاحب کیخدمتمین حاضر ہوتا ہون مویدبرہان کی دوسرے صفحے مین

تاکید

تاکید کرتی ہین کہ زنہار محمد حسین کو دکنی نکہو وہ تبریزی ہی آخر ظہوری
و نظیری بہی ایران سی آکر دکن و ہند مین رہی ہین یہہ دکنی وہ ہندی کیون
نہ کہلائی واہ ری قیاس مع الفارق ان دونون مین سی ایککا مولد ترشیز
ایک کا مولد نشاپور بطریق سیر و سفر ہند مین آئی انکو دکنی اور ہندی کون کہہ سکتا ہی
محمد حسین بیچارہ کا دادا پردادا تبریز سی آیا ہوگا یہہ دکن مین یا ہند کی کسی اور شہر مین
پیدا ہوا ہوگا اچہا مولوی صاحب اگر اسکو تبریزی مولد کہتی ہین اور صاحب تخلص تہا
تو اسکا دیوان دکہائیں شاہجہان کا عہد تہا محمود غزنوی کی وقت کی شعرائی
کلام جابجا موجود ہون اور شاہجہان کی زمانیکی شاعر کی اشعار نہ پائی جائین
دیوان نہ سہی کسی تذکرہ مین اسکی کلام کا پتا دین ہان یون ہوسکتا ہی کہ یہہ شخص شعر کہتا
ہو مگر پوچ اور واہی اون اشعار کی تدوین کیا ہو اور اونکو تذکرہ مین کون لکہی
پہر ارشاد ہوتا ہی کہ ما قال کو دیکہو من قال سی قطع نظر کرو فقیر پوچہتا ہی
کہ ہم کیا جسکو دیکہین نظم مفقود نثر مردود نثار ان عمدہ کا ذکر نہین کرتا
منشیات مادہورام انشاء خلیفہ اور جو چہوٹی چہوٹی نثرین فی الحال تالیفین
ہوئی ہین ہر ایک کی عبارت برہان قاطع کی طرز تحریر سی بہتر ہی آپ بہی
پہر توقف کرکی خاص اس باب مین الانظرون سی انصاف چاہتا ہون
انصاف کا طالب غالب

فصل ۳ تیسری

لوطیان ایران مین رسم ہی
کہ چند بدمعاش جمع ہوکر ایک امرد کو کچہہ دیکر یا غصب یا کسی مکان مین لیجاتی ہین

اور نوبت بنوبت اوس سے اعلام کرتی ہین اوسی جماعت مین سے ایک شخص اوس امرد کا سر بکڑے رہتا ہے سو مؤید کی پانچوین صفحے مین مولوی جے لوگون کی منتین کرتی ہین اور بلاتی ہین کہ آؤ اور دکنی کا سر بکڑو پھر مولانا مؤید کی صفحہ ۶ مین اسدی طوسی اور حکیم قطران کو دو فرہنگون کا مؤلف بتاتی ہین بھلا صاحب اگر اسدی طوسی نی فرہنگ لکھی ہوتی تو محمود غزنوی کے عصر سے آج تک سب فرہنگ نگارون کا ماخذ وہی ہوتا اور اختلاف لفظ و معنی کسی لغت مین راہ نپاتا الیس فلیس صفحہ ۱۲ مین حضرت مولوی صاحب موافق مذہب مولوی ارشد جامع فانوس خیال کی شکم و اشکم و سپید و اسپید وبگو و بشنو ان لفظون کی حقیقت ایک بتاتی ہین اشکم و اسپید اور بگو اور بشنو کو دربھی بتاتی ہین شکم اور سپید اور بگو اور بشنو کی حق مین جدا جانی کیا فرماتی ہین اصل اسکی یہہ ہی کہ سپید و شکم دو لغت جامد ہین انہر الف وصل لاتی ہین جا ہو عکس یعنی اشکم و اسپید کو لغت اصلی اور شکم و سپید کو مخفف کہو بگو اور بشنو دو صیغہ امر ہین گفتن و شنیدن کی اور او نپر موحدہ زائد ہی مضارع گوید و شنود اور امر گو اور شنو کہان اسم جامد مع الف وصل کہان صیغہ امر مع موحدہ تحتانی کیون حضرات کثیر البرکات اس بیان مین حق بجانب ہون یا مولوی احمد علی صاحب داد کا طالب غالب

فصل چوتھی

جناب مولانا ۱۸ صفحہ مین حکم دیتی ہین کہ پیدائی و زیبائی صحیح پیدائش و

زیبائش

وزیبایش غلط اقول آخر حاصل بالمصدر بنائی کی لئی دو ہی حرف موضوع
ہین یا آخر مین شین یا تحتانی موافق مولوی جی کی اجتہاد کی سینکڑون لفظ
متروک و مطرود ہو جائینگے ہم کہتی ہین کہ زیبائش اور پیدائش گنجایش کو
زیبائی و پیدائی و گنجائی بھی کہہ سکتی ہین مگر آرایش و آسایش و کاہش و بخشش
آگی پی ترکیب شایت کی جگہہ یائی حطی نہین لا سکتی اور یہہ مقدمہ نہ دلائل کا محتاج ہی
نہ نظائر کا حاجتمند بہر صفحہ ۱۹ مین کندن کو صحیح اور کنیدن کو غلط بتاتی ہین یا
کندن مصدر اصلی اور کنیدن مصدر فرعی بنا ہو مضارع سی جیسی آوردن اور
آوریدن یا رستن برای مضموم مصدر اصلی اور روئیدن مصدر فرعی نکلا ہوا
ویسی ہی جو رستن کا مضارع ہی خواہد و باید و تواند ماقبل صیغہ ماضی آتی ہین
کلیہ یہ دستور ہی فرستادن مصدر فرستاد ماضی فرستد مضارع فرستادم
کون اندہا ہو گا جو صیغہ ماضی کو چھوڑ کر یعنی خواہد فرستاد کی جگہہ خواہد فرست
لکہیگا فرستن مصدر ٹہری تب فرست صیغہ ماضی بنی اور اس سی پہلی تواند وغیرہ
گنجایش پا ئی جو لوگ خواہد فرست و باید فرست لکہینگے وہ زمرہ بنی آدم سی خارج
ہین اور قابل خطاب نہین مگر مولوی جی نے قتیل کے پیروی کی ہی کہ وہ غلط غلط محاورے
لکہکر اوسکی تصحیح کرتا ہی مثلا نان از مربای سیب جو زدم کو غلط کہتا ہی اور
ہدایت کرتا ہی کہ نان با مربای سیب خوردم کہو انصاف کا طالب غالب **فصل ۵**
اسی صفحہ مین مولوی صاحب لکہے دیتی ہین کہ فرستادن کا مضارع فرستد نہ فرستد

سلمن لیکن اگر رعایت قافیہ نثر یا نظم مین منشی یا شاعر نوید وغریسید لکھی جاۓ تو ایسی قباحت لازم نہین آتی ہاں شمیدن بمعنی بوئیدن ٹکسال باہر شنیدن کی دو معنی ہین سننا اور سونگہنا جیسا کہ حافظ فرماتا ہی بیت

بوی خوش تو ہر کہ ز باد صبا شنید ٭ از یار آشنا سخن آشنا شنید ٭

اسی ۱۱ اور ۱۹ صفحہ مین جہاں کندیدن کو غلط بتاتی ہین ماند و خواند کو بروزن جاند غلط بتاتی ہین اور ند و خند کو بروزن تند و کند صحیح فرماتی ہین اس سے لازم آتا ہی کہ ماندن و خواندن بھی بے الف بروزن کندن ہو جو ہند مین اسم بعض ہی لاحول ولا قوۃ الا باللہ خواندن مع الواو معدولہ والف اور ماندن مع الالف اور خواندن مع الواو اور الف اور ماند مع الالف مولوی جی کی مثال کی مطابق بروزن جاند صحیح ہی لیکن اہل ایران الف کو سلا دیتی ہین اور یہہ کچہہ نہ قاعدہ شاعر اور منشی کو تتبع قواعد کا چاہئی لہجہ کی تقلید بہروپیوں و بہانڈو نکا کام ہی یہہ سب ایکطرف اور صفحہ ۲۰ مین چشم عیب ساز ایکطرف صاحبو واسطی خدا کی چشم کی صفت عیب بین ہی یا عیب ساز آنکھہ کا کام عیب کا دیکھنا ہی یا عیب کا بنانا جواب کا طالب غالب فصل چھٹی موید کی ۲۱ صفحہ مین مولوی جی لکھتی ہین کہ صاحب فرہنگ سامانی اور خان آرزو بھی بلا تخصیص آبچین ہیں اور عموما رومال کو لکھتی ہین پہر نتیجہ اس شکل کا یہہ نکالتی ہین کہ یہہ اعتراض ان دو شخصوں کا ہی غالب سارق ہی اس اعتراض کا سبحان اللہ مضمون کا سرقہ سنا تھا سرقہ

اعتراض نہ سننا تہا اتفاق رائی کا نام سرقہ رکہنا کتنی بڑی ناانصافی ہے
جامع برہان کی رائی کا اور فرہنگ نویسونکی رائی سی متفق ہونا استاد اور پیر
رائی کا ساسانی اور آرزو کی رائی سی اتفاق مجہہ پر باعث الزام سرقہ مؤید کی
پانچوین صفحہ مین جہان مولوی جی لوگونسی دکنی کا سر پکڑواتی ہین وہان ایک
فقرہ لکہتی ہین تخم گفتار پارسی زبان جوزد اور یہ فقرہ درفش کاویانی کا ہی ترجمہ
صفحہ ۲۴ مگر اسطرح ہی غم بتاہی آمین گفتار پارسی جوزد موکونی بمعنی کے لکہا
پہلا تخم گفتار پارسی زبان جوزد لی کیا معنی تخم مترتب ہوتا ہی ہلاک پر فوت گفتار کا
تخم کیا اور پہر گفتار بہی اور زبان بہی یہان مولوی کی فارسی دانی اور سخن دانی کی قلعی
کہل گئی اہل عقل و انصاف سے سوال ہی کہ اتفاق رائی اگر سرقہ ہی تو چاہئی سرقہ فقرہ
بی تغیر لفظ لکہنا اوچکا پن کا عمر اوٹہا لی گئی ہین ہو جنس فعل کی فاعل یعنی اوسکی
اور اوٹہا لی گئی سر کو اہل ایران بردارد بد وکہتی ہین سرقہ فقرہ بی تبدل لفظ سین لیا
اب سرقہ مضمون بہ تغیر الفاظ سنئی فقرئی درفش کاویانی کی ۱۷ صفحہ مین عبارت
لکہی ہی آری پیران پارس را قاعدہ چنان بود کہ بر سر دال ابجد نقطہ نہادندی چون
درین اندیشہ وجود دال بی نقطہ از میان برخاست ہمہ دال بنقطہ نہادند کار بجز
قاعدہ قرار دادند و تفرقہ دال و ذال را بر آن قاعدہ اساس نہادند منصفین ملاحظہ
کرین کہ مولوی عربی خوان فارسی دان مؤید کی ۲۴ صفحہ مین یہ عبارت یون لکہتا ہی بخاطر
فاتر چنین میرسد کہ چون در زمان قدیم و عہد باستان بر زبر دال نقطہ می نہادہ اند

متاخرین کہ ازین قاعدہ آگاہ نیستند آن را خیال ذال منقوطہ کردہ اند حضرت کو مین اس امر خاص مین بہت تکلیف دونگا اور داد طلبی مین اصرار و ابرام کرونگا ذہن کہاہی پیشین مین کوئی مجکو یہ مطلب دکہادی تو مین گنہگار ورنہ مولوی صاحب گیہ پیر راز عیسی شت ہم مزومم مولانا و اولنا حضرت مولوی عبد الصمد علیہ الرحمۃ نے کہا ہی دوسرا کوئی اسکو نہین جانتا تہا ایسی ستی بات کو چرانا اور اپنا قول بنانا چوری اور سرزوری خیرہ رائی اور بیحیائی ہی یا نہین مصرع

ای اہل عقل کوئی تو بولو خدا لگی ۰ جوابکا با برام طالب غالب وصل سا تو ین درفش کاویانی کی ۱۶ صفحہ مین بفقیر لکہتا ہی کہ آرا بمعنی آرایش کجاست و آراینده را کی گویند سخن آرا و بزم آرا النظیر می تواند بود این خود کلام معترض خواہد بود کہ صیغہ امر بی افزایش اسم در ادا افادہ معنی فاعلیت نمیکند مولوی جی موید کی ۹ ہم صفحہ مین فرماتی ہین کہ آرا بمعنی آرایش نزاری نی لکہا ہی اور یہہ شعر سند لاتی ہین نمی باید برافزودن اگر مشاطۂ فطرت جمالی را بزیبائی نگاری کرد و آرائی ۰ فقیر عرض کرتا ہی کہ مین تو گستاخی نہین کرسکتا مگر خدا سی میرا زور نہین چلتا کہ وہ فرماتا ہی لعنت اللہ علی الکاذبین یہہ جہوٹ ہی نزاری نی آرا کو بمعنی آرایش نہین لکہا آرای کو بمعنی آرایش لکہا ہی آرائی مین مصدری تحتانی آگئی ہی آرایش کے معنی کیون نہ لئی جائین یہہ شعر اسبات کی سند ہی کہ بی تقدیم اسم ہی آخر مین یای مصدری لاتی ہین مجرد آرا مصدر کی یا حاصل بالمصدر کے معنی کہان

دیتا ہی

دیتا ہی وہ سوز و گداز و آہنگ وغیرہ کی واسطی خاص ہی پھر ایک استاد کا شعر لکھتے
ہین **شعر** سحر و نیاد و بزم را آرا ٭ چون توئی آفتاب بزم آرا ٭ **غالب** خستہ جگر
سمجھی کہ یہ بیت تو میرے مفید مطلب ہے پہلی مصرع مین بمعنی امر دوسرے مین بعد مقدم
اسم بمعنی فاعل پھر سوار ہی جگہ نی کہوت لکھی ہے اس پہ وہی برکہ مین مولوی او بدر
ہوئی آنکھ بند کر لی ہی اور لکھنا شروع کیا ہی بر محل دیکھنا نہ بیمحل دیکھنا سند کے
اشعار لکھدینی اور سنی ہین کہ درفش کاویانی کی ۱۵ صفحہ مین لکھا ہی کہ بمعنی خیرو
خیرات ارزانیست بروزن ہردانش مقصود اس سی یہہ کہ دکھنی برہان قاطع مین
خیرات کی معنی پر ارزش لکھا ہی مولوی سید کی ۱۵ صفحہ مین ذکر تا ہی میر قول کو
اور سند لاتا ہی آرزو کی کلام کو اقرار ان اوراق کا آرزو کا ایسا معتقد کب ہے کہ اوسکے
قول کو معتبر جانی شاہنامہ مین **مولانا فردوسی علیہ الرحمۃ** نی ہزار جگہہ
ارزانش بمعنی بیہودہ خیرات اور ارزانی بمعنی محتاج و خیرات خوار لکھا ہی کئی ورا آرزو
دہلوی کون ہوتی ہین کہ انکا وہ قول جو شہنشاہ قلم و زبان فردوسی پہلوی کی خلاف ہو
اوسکو قبول زبان پر لاوے استغفر اللہ **فصل آٹھوین** حضرت مولوی کی صفحہ ۵۶ مین
ارزانی اور صمد کی معنی مین شبہ ہی اوسکی یہہ ہین سوار ارزانی کی معنی مین میرا اور مولوی کا
بیان ایک سی الفاظ مین تعبیر بالمرادف ہے تو ہو رہی صمد کی معنی جب مولانا عبد الصمد
قدس سرہ الی کہ وہ علم عربی کا فاضل متبحر تھا ارزانی کی وہ معنی شرح کی کہ جسکا ترجمہ
ہندی زبان مین ٹھوس کا لفظ ہوتا ہی اور جتا یا تجکو کہ عربی مین ان معنی مین لفظ صمد

کہ ایک اسم اسمای الٰہی مین سی یہی ہی ہان سچ ہی بہت اسمای اقدس مقدس ایسی ہین
کہ عباد اللہ پر بہی اونکا اطلاق ہو سکتا ہی جیسی غنی بمعنی بی پروا کریم بمعنی سخی
یہان اور نظائر کی لکہنی کی حاجت نہین قصہ مختصر بعد ایکمدت کی جب مین دلی آرہا
اور مولوی فضل حق مغفور سی بعد ملاقات رابطہ بڑہا ایکروز بحسب اتفاق ہرمزد کا ذکر
درمیان آگیا اور اوسکی ذکر کی آنی کی تقریب معنی صمد اور آرمند کی اتحاد کی شرح
چونکہ حضرت کو مذہب اسلام مین تعصب بہت تہا ایسا کہ اوسی فرط تعصب مین جانی کی
آرمند کی لفظ کو برا بہلا کہکر فرمانی لگی صمد اسم صفت ہی معنی اسکی نہ چیزی ازو بیرون
رود ونہ چیزی بدرون آید نہ زیادہ شود ونہ کم گردد یہ چارون فقری اوس مرحوم کی
زبانی ہین البتہ مجکو اب اس مین کوئی تردد نہ رہا بہ اعتبار فارسیت ہرمزد مالک زمان
بہ اعتبار عربیت دونون فاضل اسی فصل مین یہہ مصرع استاد کا جو حضرت نی لکہا ہی
اسکا وزن آپسی پوچہتا ہون جسطرح حکم ہو اوسطرح پڑہون جانتا ہون کہ کاپی نگار کی
شامت آئی گی اور غلطی اوس سی منسوب ہو جائیگی لیکن مجہی مدرس صاحب سی استفتا
منظور ہی مصرع یہہ ہی جو مدرس صاحب اسکو استاد فرخی علیہ الرحمۃ کا بتاتی
ہین ع چشم مخالفان بیازن بہ تیر ٭ پہر صفحہ ۸۰ مین مولوی مجکو ابوجہل سی بدتر
اور دکہنی کو دانائی تبریزی لکہتا ہی ہر چند اوسکو مین ابولہب جہانگیر نگری لکہ
سکتا ہون لیکن چونکہ نگارش مین یہ شرط کی ہی کہ مطالب کا جواب دونگا فحش
وناسزا کا پاسخ نگار نہونگا اسواسطی طرز نگارش مین کلام کیا جاتا ہے

ابوجہل ہند او ر دانای تبریزلی جو ربات ہے جاہل ہندو دانای تبریز سے لکہتے
یا ابوجہل ہند و ہمسیر تبریز لکہتی ہان صاحبان فہم و فراست لللہ فرماو
کہ یہہ حصل تیر طرفسی بیجاہی یا بیجا جواب کا طالب داد خواہ غالب **فصل نوین**
مولوی احمد علی صاحب نے پانچ سات صفحی آوازہ اور آئینہ دار اور آوند اور
آہنگ کے بیان مین سیاہ کیی ہین بار ی ظرف شراب کو آوندی نہین مانا اور
بکنی کی قول کو اس باب مین جہوٹ جانا الحمد للہ اور یہی بعض ایسا ہی کچہہ معلوم
ہوتا ہی یہہ تو مین بہی نہین کہتا کہ جامع برہان مجموعہ لغات کی معنی غلط لکہتا ہی
البتہ چونکہ اور کتب سی نقل کرتا ہی پہر معنی غلط کیونکر ہونگی مگر بیان ایک امر
خاص اور ایک امر ہی عام امر خاص عبارت ہے عامیانہ ترکیب یکسان باہر اسمین مخصوص ہی
مولف برہان امر عام غلطی قیاس کی کہ اسمین سب فرہنگ نویس مبتلا ہین خصوصا
جامع برہان کا قیاس تو ایسا بیہودہ اور دور از صواب ہی کہ اوسکی حامی ہر چند توجیہات
بارد ڈہونڈہ لاتی ہین مگر اوسکے قباحت کو مٹا نہین سکتی سینہ زوری کرتی ہین
اوسکا حاصل یہہ ہوتا ہی کہ اکثر غلط اونکی تقریر بطور سوال دیگر جواب دیگر ہوتی ہے
عیاذا باللہ اگر مین صاحب موید برہان کی ہر بیان کا تیغ تیز مین ذکر کرتا تو ساری تلوار نگ
مین چہپ جاتی اور سیاتاب بنجاتی از انجملہ مین نے **درفش کاویانی** کی صفحہ ۱۱
مین تحت تنبیہ درباره لغت آہنگ جو کچہہ لکہا ہی خلاصہ اوسکا یہان لکہتا ہون
آہنگ را ماضی شیدن قرار داد و برعایت توضیح لفظ یعنی کشید بران افزود و درین فصل

دیگر آہنگیدن آورد و گفت مصدر آہنگ است کہ بمعنی کشیدن باشد بعد نقل عبارت برہان
یعنی لکہا ہی کہ قاعدہ دانان حسبۃ للہ چون قاعدہ استخراج صیغہ ماضی بر افگندن نون
مصدر است ہر آینہ ماضی آہنگید خواہد بود نہ آہنگ مولوی جہانگیر نگری مویدبرہان کے
۸۳ اور ۸۴ صفحی کو سیاہی سی لیپ دیا ہی بارہ معنی آہنگ کے لکھی اور ہر معنی کی سند ایک
شعر مثال اسکی یہہ کہ ایک گندہی عطر فروش محفل مین آیا اور تنکون پر روئی لپیٹ کر
ہر ایک تنکی کی روئی کو ایک ایک شیشی مین بہگویا اور اہل محفل کو سنگہایا یہ گلاب کا ہی
اور یہہ سہاگ کا ہی اور یہہ موتیا کا ہی اسیطرح مولوی کہتا ہی کہ یہہ شعر فلان کا اور یہہ شعر فلان
کا ہی اس سے یہہ معلوم ہوا کہ مولوی نی سب فرہنگون کو دیکھہ کر دس بارہ شعر نقل کئی ہین یہہ
تو سب کچہہ ہوا لیکن میرے اس فقرے کا جواب کہان ہی کہ ہر آینہ ماضی آہنگید خواہد بود نہ آہنگ
سوال کا جواب نہین اور خرافات ہزار در ہزار جواب کا طالب غالب **فصل ۱** مولوی برہان بست
فارسی ہدان صفحہ ۱۰۱ مین مویدبرہان کی فازہ و خمیازہ کی بحث مین لکہتا ہی طعن غالب آنکہ غالب
عربی مدان را غیاث گمراہ کردہ باشد عیاذا باللہ اگر غالب صاحب مع غیاث اللغات کو آدمی جانتا
ہو تو وہ خود آدمی نہین ایکبار علم شی بازجہل کی رعایت کر کے اوس کتاب کو سراسر دیکھہ لیا
جب دیکہا کہ جابجا قتیل کے کلام کا حوالہ دیتا ہی اور ماخذ اوسکا فن لغت مین چار شربت
اور نہر الفصاحت ہے کتاب پر اور مولف پر لعنت بہیجی مرزن اتنا نہ سمجھے کہ جو بیان
انکو نا نیکا وہ بیچاری غیاث الدین کو کیا جانیکا باری جب رامپور جانیکا اتفاق ہوا
اور وہانکی صاحبزادگان عالی تبار اور روسائی نامدار سی ملاقاتین اور صحبتین ہوئین تو اس شخص کا

حال یہہ معلوم کہ ایک ملائی مکتب دار رہتا نہ رئیس کا روشناس نہ اکابر شہر کا آشنا ایک گمنام
ملا مکتب دار چند صاحبزادوں لڑکی وسکی مکتب مین پڑہتی تہی وہنون نے صرف زبان دستکو
مدد دیکی مثل ہندو کی کہ جیسی بخار کی تقلید کی تہی ایک فرہنگ لکھکر چہپوائی خدا کا شکر کرو
کہ غالب مانند مدرس صاحب کی ہر دل عزیز نہین کل محمد خان بلوچ کو ابدالی اور سراج الدین
علیخان آرزو کو نواب اور لالہ ٹیکچند کو راجہ کبہی نہ لکہیگا مولوی احمد علی جہانگیرنگری عالم
ہین مگر ان معنو نمین کہ صرف و نحو کی دو چار رسالی پڑہ لئی ہین اور فاعل و مفعول سی لگا لگا
رکہا ہی باقی فہم تمیز انصاف جیسا ان چارون صفتون کا پتا نہین مدرسی کا عہدہ بات آنا
بحسب اتفاق ہی از روی استحقاق شعر زدلبری نتوان لاف زد بہ آسانی * ہزار نکتہ درین کار
ہست تا دانی * **فصل ۱** راقم موید برہان صفحہ ۷ مین لفظ پاچایہ کو اوسی معنی پر کہ دکنی
نے ٹہرائی ہین بار از روئی فرط رغبت عزالی لیکر استعمال کرتا ہی اور سوچتا نہین کہ کیا بک رہا
ہون کہ پاخانہ بمعنی نیست و پاخانہ و پاچایہ ہردو بیک معنی نیست ہم کہتی ہین کہ دونون
متحد المعنی ہین وہ پانو کا گہر یہ پانو کی جگہہ قدم جای قدم خانہ دونون اون دونون کی
مسمی ایک اور اسم جار بہلا پاچایہ مین موحدی جی ہای نسبت لاکر اسم مستراح قرار دیتی ہین
خانہ مین تو ہای مختفی اصلی ہی جیز خانہ کا لفظ معنی پوری کر دیگا مگر یہہ خیال رہی کہ پاچایہ
مین ہای ہوز نسبتی نہین ہای زائدہ ہی جیسی بوس و بوسہ آتشگیر و آتشگیرہ بلکہ عربی لغات مین
بہی جیسی موج و موجہ یا جیسی سبز کی آگی ہای ہوز بڑہا کر سبزہ ایک اسم قرار دیا ہی ویسی طرح
پاجا کے آگی ہای ہوز لا کر اسم بنا دیا در اصل نہ پاخانہ پانو کا گہر نہ پاجا پانو کی جگہہ

باہی اور بازبان فارسی مین دو لغت رازراج چیز کو کہتی ہین جیسی کتاس کو پاکار چونکہ یہہ
اور جگہہ ذلیل ہی اسکو پاخانہ اور پاجایہ کہا براز کو پاجایہ اگر مجاز الطریق تسمیۃ الحال بالمحل
یا تسمیۃ الظرف بالمظروف کہو تو مضایقہ نہین دیکہو اردو مین بہی تو یہی روزمرہ ہے کہ آج
ہمکو پاخانہ کہلکر نہین آیا آج ہمکو خلاف معمول پاخانہ دو تین بار آیا براز کی دفع ہونیکو
پاخانیکا نہ آنا کہتی ہین اسیطرح فارسی مین براز کو اگر پاجایہ کہو تو کہو **فصل ۱۲**
مدرس صاحب کا یہہ قاعدہ کہ سوال کا جواب بدیہین اور خارج از بحث دفتر دفتر لکہی جاہین
ایسا استوار ہی کہ کبہی چوکتی نہین چنانچہ صفحہ ۱۶۸ اور صفحہ ۱۶۹ مین پاژاج کی بحث مین
حضرت نے کیسی کیسی گلگونی چہاکی ہین پاژاج کو جیم سی بہی جایز کہتی ہین مین کہتا ہون کہ نہین
ہوسکتا زیرا کہ بجیم سہ نقطہ ژاج بجیم سہ نقطہ ہی جو اسکو جیم ابجد سی کہی وہ غلط گو اور اوسکا
قول مردود پہر اسی صفحہ مین زحل کی پاسبان طارم نہم کی ہونیکی بابت مین وہ ایک سفر گونکی
کلام لکہہ کر آپ ہی آپ اپنی خاطر جمع کرتی ہین اور فرماتی ہین کہ بہر حال دو سہ لفظ یعنی پاجایہ
پاژاج پاسبان طارم نہم برہان کا ماخذ ہی پیدا است پہر دوسرے صفحہ مین یعنی ۱۸۱ مین
پادیر کو دال سی اور ذال سی اور زی سی تینون حرفون کی ساتہہ روا رکہتی ہین بڑی بات ہی
کہ ارتنک کی طرح آدہی حروف تہجی اس لغت مین درج نہین کئی اہل زبان اسدی و فردوسی
لیکر حزین و قاآنی تک سب کا سب کا کلام سند کا ہی اور مکمل ہی اور تبدیل حرف بحرف و تبدیل
اسکان و حرکت و تخفیف و زیادتی کی ہی جو قاعدے مقرر ہو گئی مین وہ بہی ہر ایک قاعدہ مضبوط
بیان نحو وغیرہ تصنیفات مین پامال گرفتار ہیں اور ہر ایک کا اپنی اپنی قیاس پر مدار ہی

کوئی احمق ہی ہوگا کہ مجموع قیاس ہای بیشمار کو حق جانیگا البطال ضرور تین عفو کو بروزن
رفو لکھا ہی اور یہہ مصرع شیخ سعدی سند لایا ہی مصرع عفو کردم از و عملہای زشت
مین جانتا ہون اس تصرف کو اور مانتا ہون مگر سر پیٹتا ہون کہ یہہ مصرع یون ہی مصرع ز وی عفو
کردم عملہای زشت ٭ باقی اور قصاید مین اور مثنویون مین قدما کی عفو بروزن فو آیا ہی
سکون و حرکت و تخفیف و زیادتی کا باہمدگر بدل جانا محض برائی ضرورت وزن ہی شعرا نثر مین اوسطرح
لکہنا اور اسکو بجائی خود ایک لغت مستقل جاننا حماقت ہی اور یہہ سب سے زیادہ جامع برہان قاطع
کا ڈہنگ ہی پہر سولہ ۹۴ صفحہ مین لکہتا ہی کہ گرفتن بکسر تین ہی مین پوچھتا ہون کہ کیا رفتن بہی
بکسرہ اول ہی جو فردوسی شاہنامہ مین لکہتا ہی شعر سر و دل پر از کینہ کرد و برفت ٭ تو گوئی کہ عہد
فریدون گرفت ٭ خاقانی تحفۃ العراقین مین بمقام نعت لکہتا ہی بیت پیش تو رہ بیادہ رفتہ
خور غاشیہ تو بر گرفتہ ٭ اور جواز اختلاف حرکت ما قبل روی سے قدما کی دیوان بہرے ہوئی ہین خصوصا
قصہ ویس و رامین مین فخر گرگانی نی قید حرکات ثلثہ اوٹہا دی ہی گشتہ و کشتہ قافیہ و مثنوی
منطبع ہوگئی ہی جسکا جی چاہی دیکہہ لے ہمین صفحہ مین مولوی مجہی لکہتا ہی کہ غالب سگ کیست مین کہتا ہون کہ
غالب آستان شیر خدا کا کتا ہی علیہ التحیۃ والثنا اسی مقام پر یہہ شعر لکہا ہی بیت سگ کیست روباہ
نازورمند ٭ کہ شیر ژیان را رساند گزند ٭ شیر اسد کا ترجمہ ہی اور میرا نام اسد ہی اس سے استقبال و ماضی
اور چونکہ میرا استقبال ہو چکا ہی تو وہ بخوبی لومڑی ٹہرا البتہ مجکو کیا گزند پہنچایگا صاحبو انصاف
چاہتا ہون مولوی احمق ہی یا نہیں اگر عقل رکہتا ہوتا تو اسد کی مقابلی مین یہہ شعر نہ لکہتا
صفحہ ۱۸۱ مین پالوانہ اور پالوایہ کی باب مین بہت کچھہ بکی ہی گروہ جو دکنی نی لکہا ہی کہ پالوایہ بروزن

چار خانہ پرستوک باشد اور فقیر غالب نے اوسکی جواب مین لکہا ہی کہ اگر چار پایہ بموزن نشست آ
شد کہ چار خانہ آورد اسکا کیا جواب اگر مولوی جی منصف ہوتے تو یہان اتنا لکہدیتے کہ یہہ صاحب
برہان کا حمق **فصل ۲** مولوی جہانگیرنگری نی صفحہ ٢٠ اور صفحہ ١١٣ مین برباد یاب کے
لغت کی بیان مین کیا کل کتری ہین کہ دیکہنی سی تعلق رکہتی ہین پہلی تو مجہسی جہگرتا ہی کہ تونے
موافق ترتیب جامع برہان الفاظ کیون نہ لکہی اور رعایت کیا واہی ہو اخذہ بہی مجہا اوسکی طرز تتبع سی کیا کام
افسوس کہ مولوی بالغ نظر اور دقیقہ رس نہین ہین اپنی بدمستی اور ہرزہ سرائی مین یہہ نہ دیکہا کہ تہہ
ہی سی مین نے ہر لغت کے پہلی حرف الحرف کی رعایت منظور رکہی ہی کہین کہین برہان قاطع کو دیکہتا
گیا ہون اوس صورتین مطابق برہان قاطع کی تقدیم و تاخیر چلی آئی ہی کتاب اوٹہائی اپنی نشان
رکہی کہدی پہر جب دیکہنی کو کہولی پہلی حرف کو دیکہہ لیا اور لکہنا شروع کیا قصہ مختصر مولوی جی
اڑگئی ہر چند ایڑ مارو نہین چلتی اور ستی اسبات پر ہین کہ باد بدال غلط ہی یہہ واے جو قافیہ یاد کا
نہ مجرد اسی لفظ مین بلکہ بادزہر کو بہی بواو بتاتی ہین **غالب** کہتا ہی باد بڑا پرانا لغت بمعنی زرگ
کی ہی اور اسی سی مرکب ہی بادشاہ یعنی سلطان عظیم بادشاہ بموحدہ غلط ہی جونکہ ہندوستان
مین بادگوز کو کہتی ہین اسلئی بار فارسی کی جگہہ موحدہ لگادی ہی یاد یاب لفظی بہت جداگانہ معنی
شستن برسم اور گستی ہونیکو یاد یاب کہتی ہین یہان یہہ بہی معلوم کیا جاہی کہ برسم کو مسواک
ازروی مجاز کہتی ہین ورنہ وہ دانتون نہین جو دانت مانجہنی کا آلہ ہو ایک ریشہ کی خاص
نرم نرم شاخین ہین کہ زند پڑہتی وقت ہات مین رکہتی ہین اور گستی بہی مثل زنار کندہی
نہین ڈالتی کمر مین باندہتی ہین جہان اس ملک کے ہنود تاگڑی باندہتی ہین قصہ مختصر یاد یاب

بوادی

ازالہ ہی استعارہ زہرہ شونیدہ یعنی زہر یاد شستن بمعنی یاب و یاد مخفف یاد زہر یاد زہر نخ ہی بالا
کہتی ہی جانبری بادی خالق استناد بہ رجل بمعنی کاوکو بروزن باد جی بجولوی یہہ اور کا حیت
اس قدر نہین سمجھتی کہ کچھہ کم سات سو برس ہوا امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو اوس عہد مین یونہین کہتے
ہونگی اور یہہ خالق باری کو منسوب با امیر خسرو اپنی طرفسی نہین لکہا قول بعض لکہا ہی پہر حال
شاہجہان کی عہد مین کیہ قطب شاہ ہی اوسکا معاصر دلی مین اور دکن مین کبہی بانو کو بی نون رہتی کہتی
ہونگی یہ ایک حماقت تی کنی کی جیسا گلہری کا ہموزن الہری کو بوزن اتبری لکہا ہی اور بہرجای
کاف فارسی کاف عربی بی جانوں اور جلوں کی نظیر غلط ہندی لفظ ہی ثعالب و رشر فا مع النون
بولتی ہین بنی بقال ای بون بولتی ہین خدا کا شکر بجا لاتا ہون کہ انہین صفحون مین کوئی سید پیر
یہ بانی فارسی کو لغو و پوچ جانا اور دکنی کا عیب انکو سوجہا آلہی اس فقرہ کی معنی کس سی
پوچھون بانو بوزن گا را و باد بوزن گا و گفتن از انیست کہ در زبان فارسی ہیچ لفظی
بوزن گانو بنیاد مد و تصحیف جانتی ہین اسمین کلام انہین مین یہہ کہتا ہون گانو کی ہموزن پیدا ہوئی
سے بانو کا باد ہو جانا کیونکر لازم آتا ہی فارسی مین رجل کو پای کہتی ہین اور در صورت تخفیف
تحتانی کو حذف کر کی باکتی ہین جب اہل ایران کی جوتی کو کیا غرض پڑی ہی کہ بانو کو باد کہین
اہل ایران پر تہمت لگانی جہوٹ بولنا لغو بولنا اور دکنی کی خطا ثانی اگرچہ خود مصدر خطا
ہوجاین یہہ تحریر تو ریشخند اور تمسخر و استہزای کالج کی طالبعلمون کی ہوا کہ وہ حضرت کی
مطیع اور محکوم ہین ہندو ولایتی سب سابق سمجھینگے **فصل ۱۰** بعد اس تمسخر کی صفحہ ۱۷۳
لیکر صفحہ ۱۸۴ ایک جو کچہ میانجی نی لکہا ہی خود ہی نہ سمجہی ہونگی کہ مین کیا لکہتا ہون اون لن

فقروں کا اعادہ اپنی کو بہ تکلف بالکل بنانا ہی دال ثخذ کی ہونی بھی دال ابجد و تای قرشت
دفای سعفص و ثای ثخذ ان الفاظ سی ایک نقطہ کا گر جانا مولوی کیون چاہتا ہی یعنی ابجاد و
مخرج موافق تلفظ کہا ہی نہ موافق قرآت کہ وہ خاص کلام مجید کی تلاوت کی واسطی موضوع
پہر اس جہوٹ کو دیکہی کہتا ہی کہ غالب آدرم کو اور گنبد اور کاغذ کو بہی ثای ہوز سی تا بکا
آدرم کو تو مینی ہزار جگہہ آدرم بدال بی نقطہ آدرم بدال ابجد لکہا ہی اور سو کوئی ہی
جابجا دیکہا ہی بس یہہ تو تہمت مجہپر ہی اور گنبد کو گنبذ بذال نقطہ دار ہمنی اکثر کوئی
اور فرمایہ لوگونکی سوا کسی سی سنا ہی نہین جو اوسکی بلا مین حل دیں ہاں کاغذ اصل دال
ابجد سی ہی مگر خاص و عام کی تلفظ مین اور ہر کتاب مین عموما دال ثخذ سی ہی اور اس کتابت
اور تلفظ کی وہ تعمیم ہی کہ اگر کوئی خلاف اسکی لکہی یا بولی تو دیکہنی اور سننی والی اوسکو مسخرہ
بنائین اس تلفظ اور اس املا کی احاطہ سی نکلا نہین جاتا مولوی جی کو چاہئی تہا پہلی زبان
فارسی مین دال بی نقطہ کا ہونا ثابت کرتی تب فرماتی کہ غالب کاغذ کو زای ہوز سی
لکہیگا نہ صاحب مین دال سی لکہونگا اور اوسپر نقطہ دونگا اور تلفظ مین دال نقطہ دار لاؤنگا
خلاصہ میری تحقیق کا یہہ ہی کہ پذیرفتن گذاشتن گزشتن گزاردن اور انکی مجموع مشتقات
اور اسمای مشہور وایام مثل آذر و اسفندارمذ وغیرہ سب بذال ہوز سی ہین اور تدرو اور کاغذ
اور گنبد یہہ تین لغت بہی بدال ابجد ہین اور یہہ فارسی قدیم کی موافق ہی گنبد کی دال پر
اسلاف نقطہ دیتی تہی نہ اخلاف دیتی ہین تدرو کی دال پر نقطہ دینی والی لغو اور پوچ اور عجم
مین کاغذ کا نقطہ دینا اور پڑہنا ناچار قبول کرنا پڑا اور مرگ انبوہ کو جشن سمجہنا پڑا

فصل

فصل ۵ مولویصاحب صفحہ ۱۸۶ مین لفظ بندہ کو از روی ترجمہ دساتیر و بیان ملا فیروز
بیای فارسی لکہتی ہین شاید یای فارسی ہو مگر قید کسرہ کہان ہی ترجمہ دساتیر مین کسرہ نہ بیان
ملا فیروز مین کسرہ اگر دکہنی اور آرزو نی بقید کسرہ لکہا تو ان دونونکا قول اس امر خاص مین حجت
تہا تو انکا پورہ برتی تو یہ برہان مین صلاح دیا اوسیطرح نقل کیا مولوی جی بخلاف دکہنی بولا بالالف لکہتی
ہین اور بمعنی نرم و میان تہی بتاتی ہین کا بنی مین نرم کا لفظ ایسا اوٹہا ہی کہ تی اور قاف مین
اشتباہ پڑتا ہی ترم ہی یا قرم ہی اور لغات ہندی مین بتلاتی ہین برہان قاطع والی کا
طور یہی ہی کہ لغات ہندے درج کرتا جاتا ہی مگر یہہ حضرت کا فقرہ کہ بمعنی نرم و میان تہی نظر
آمدہ نہ نرم بخصوصیت میوہ یہہ فقرہ یہانتک تو مکذب قول دکہنی ہی کہ بمعنی خربزہ مضمحل
بس یہہ تو سراسر سیر خوشی ہی خدا مولویصاحب کی اس توہمت کو زیادہ کری بس اب مین عاجز آگیا
کہانتک لغت بعد لغت دیکہی جاؤن خرافات و اہیات جہوٹ لغو مہمل ورق ورق
اور صفحہ صفحہ کہانتک دیکہونگا دیکہونگا تو سہی چہوڑتا جاونگا جستہ جستہ جواب لکہونگا آخر مجکو آغا
محمد حسین کے خدمتمین بہی حاضر ہونا ہی اور وہ لغات لکہنی ہین جو پنج آہنگ کی بعد
درفش کاویانی مین مندرج ہوئی ہین فصل کا اشارہ بنا رہیگا اور ہر لغت کا جواب بجواب
نہ لکہونگا **فصل ۶** اس فصل مین جی یہہ چاہتا ہی کہ مولویصاحب سے کچہہ باتین کرلون ہم
فصول ہندہ مین برہان قاطع کی دہجیان اڑاؤن کا مولوی جی تمنی اپنی کتاب کا نام مؤید
برہان کیون کہا تم پر تقدم زمانی ہی جامع محرق برہان کو تم اوسکے مؤید و حامی ہوئی بس تمہاری
کتاب کا نام مؤید محرق برہان مناسب تہا اس راہ سی کہ تم بہی برہان قاطع کی خطائین مٹاؤگی

تو کیا چھپائی جاتی ہو مین تمکو صاحب محرق کا مقلد کہہ سکتا ہون لیکن شخص کو جو سی
جامع برہان کی محبت کے سبب سے عداوت شدید ہو گئی تھی کیا عجب ہے کہ اوسنی یہ اغلاط واہیہ
تمکو ڈھونڈہ نکالا ہو اور بعد ازان عجز آمیز خشم انگیز متواتر لکھہ کر اپنی آپ پر بر سر مصاف ادنا بہ
بر سر قہر لایا ہو وہ تہا کوڑیا لا یعنی یا الدار بہلا اگر دست مزد تحریر نہین تو یہی صرف مطبع
وکاغذ اپنی بیت المال خاص سی بہجوادیا ہو گا خیر اب منشی جی کی دو سطری عبارت تحقیق علاء
اور تمہارے دو سطری عبارت سلا ذات اور توفیق انصاف مانگتا رہونگا تم محمد حسین تبریزی کے
مولد ہونے پر اصرار کیون کرتی ہو ظہوری کو نظیر گزرانتی ہو اور یہہ نہین جانتی ہو کہ ظہوری کا
مولد ترشیز تہا اسکو تمنی تبریزی مولد کیونکر جانا دلیل اسکی تبریزی ہونی پر جو بود
گزرانی کہ یہہ نسبت اوسکی مکر یکی جا لیکو مضبوط کہنا روا ہی فرماتی ہو کہ لغات ہند اچھی طرح
نہ بولنا اوسکی ولایت زا ہونی کی دلیل ہی غور تو کرو بولتی اوسکو کسنی سنا ہی لیکن ہاں بہی
تحریر دیکہی فقیر نی ہی جو علما و شعرا ایران سی آئی لہجہ اونکا ہندی نہین ہوا املا اہل ہند کی
املا کی موافق رہی مثلا تہوڑا گہوڑا جان جاننگی کثرت سماعت سی کہ یہہ دونون تو یقین
ہندی ہین مگر تلفظ مین تے و را اور کور الہینگے جو کہندی شعر مین اسیصورت سی لکہینگے
مگر دو لینگی جو کہندی حضرت ظہور کی ممدوح کا ایک طنبورہ تہا بہت بڑا اتی پر چلتا تہا او
نام اوسکا مولی خان تہا بواو مجہول و تائی ثقیلہ ہندی مولانا ظہوری یہ سطح جانتی ہونگے
مگر تلفظ مین بہ تا درست استعمال کرتی ہونگی **فصل** اور یہہ فصل اخیر ہی ہم ایک ایک
فصل مین وہ لغات لکہینگے اور وہ قباحتین برہان قاطع کی تالیف کے ذکر کرینگے جو بعد تمام

پنج آہنگ سے ہم پہونچی ہین اور صرف درفش کاویانی مین لکھی گئی ہین ہر لغت کی
ابتدا مین فصل نہر لکھینگے تاکہ عبارت یکدست لکھی جائی اور یہہ نگارش جلد ختم یا
برہان قاطع والا بیاپہا خامی تحفہ مین لکھتا ہی خانہ سیل ریز کنایہ از شراب انگوری باشد
مین کہتا ہون کہ سیل ریز گھر کی صفت کیونکر ہوسکی سیل پہاڑ سی گرا جا ہی گھر سی
ہمنی درفش کاویانی سے ۲۶ صفحہ مین اسکا جواب لکہا ہی رآمی قرشت کی ذیل مین دیکھی
لکستا ہی کہ رم بمعنی رسیدن و نفرت باشد و بمعنی رمہ و گلہ گوسپند و اسپ و غیرہ باشد
و برا اجتماع و جمعیت مردم ہم اطلاق کردہ اند و گوشت اندرون و بیرون ہان را نیز گویند
و نام دشتی و صحرای ہم ہست و در عربی بہ تشدید ثانی بمعنی گریختن و گریزیدن و چیزی
خوردن و بصلاح آوردن چیزی باشد و بضم اول موی زہار را باشد فقیر نی درفش کاویانی
کے ۵۷ صفحہ مین اسکی حقیقت لکھی ہی اب ہوکو صاحب سے عرض کرتا ہون کہ نبدہ ور
رم امر رسیدن کا اور بمعنی مصدر کے بہی مثل سوز و گداز مستعمل مخفف رمہ کے، مانا جمعیت مردم
اطلاق کیا جائیگا اور گوشت اندرون و بیرون دہان کو نکہینگی گوشت بیرون ہان خسار
اور گوشت اندرون دہان لثہ و کام و زبان ہی نام دشت و صحرا ہمی نہین سنا ناقل کو لازم تھا
کہ دشت کا پتا بتاتا پہر عربی مین بمعنی قرار بتاتا ہی گویا توافق بین اللسانین کا مدعی ہی
اور یہہ غلط ہی چیز خوردن کو عربی مین رم کہان کہتی ہین ہان ترمیم و مرمت کی معنی پر لکھہ
سکتی ہین چیز اوسکو بصلاح آوردن چیزی کہو اور عربی بالضم موی زہار رواہ خواجہ محمد حسین
دکنی جامع برہان قاطع کہان عربی کہان بضم کہان موی زہار بان روم بہ را مضموم او مجہول

فارسی مین معنی زنار کو اور ہندی مین سام کو کہتی ہین شین کی بیان مین لکہتا ہی کہ شش
ضرب نتیجہ خوب باشد و کنایہ از گوہر و زر باشد و کنایہ از مشک عسل و اقسام میوہ ہا ہم
جو فقیر نی اسکا جواب لکہا ہی وہ درفش کاویانی کی ۴۸ صفحہ مین مرقوم ہی ہو کو صاحب اگر چاہین
تو ملاحظہ فرمالین یہان اسی قدر لکہتا ہون کہ اقسام میوہ کا کہانا کی ترکیب سے اقسام میوہ کانی
دوانی ہی اور شش ضرب نتیجہ خوب کا مسمی ہم کسکو سمجہین اور اس لغت کو کس عبارت مین صرف
کرین اسی شین کی بیان مین رقم کرتا ہی کہ شرک بفتح اول بروزن فلک مین سے کوجی ہی پوچہتا ہون
کہ فلک بفتح اول کیونکر ہوا اسکی تو دو حرف مفتوح ہین پہر معنی اسکی کہتا ہی شرا اور عربی
اوسکی حصبہ پہر لکہتا ہی کہ عربی مین ریسمان گرہ درگرہ کو کہتی ہین جسکی فارسی بلغشنہ ہی
اور بلغشنہ کی اعراب نہین لکہتا پہر راہ بزرگ وسیع کا بہی یہی نام بتاتا ہی پہر وسط حقیقی راہ کا
بہی لکہتا ہی پہر بفتح اول و سکون ثانی سی بارچہ و جامہ جسمین جوا باندہین اوسکا نام بتاتا ہی
پہر بکسرہ اول و سکون ثانی سی بمعنی جدری لکہتا ہی گویا حقیقت مین یہ بیان ریسمان گرہ درگرہ
ہی جسکو ہندی مین گورکہہ دہندا کہتی ہین بعد لکہنی درفش کاویانی کی شاہدہ کتب لغت عرب
سی ثابت ہوا کہ شرک راہ وسیع کو کہتی ہین مگر ریسمان گرہ درگرہ جسکی فارسی بلغشنہ با اعراب
مجہول لکہتا ہی عربی لغات مین کہین پتا نہ لگا اور یہہ پوچہتا رہا کہ حصبہ و جدری کا تفرقہ کیا
اور شرا کا شین حرکات ثلثہ مین سی کونسی حرکت کی ساتہہ ہی اگر کہا جاوی کہ شرا بضمہ ہی
تو یہ پتی جو موحدہ اور رای مشدد مکسور سی ہی عربی مین اسکو کہتی ہین فارسی نہین ہی شاید اور
باتفاق لسانین ہو پہر دوا کی کہ طبی باندہنی کی تمہید سی کس زبان کا لغت ہے دوای خشک ومال

ہیں جو ہرچمی میں باندہتی ہیں یا اس کی ہی کا اسم خاص لکہیں بنا ندیکہا کاف عربی میں کانہار و
کنہار لکہتا ہی پہر کاف فارسی میں بہی اونہیں معنوں میں لکہتا ہی میں کہتا ہون کہ کاف
عربی سی اگر لکہو گی تو کہا اس کی ڈہیر کی معنی پیدا ہونگی کانہار بکاف تازی غلط اور بکاف
فارسی صحیح اسیطرح گراجحام کو کاف عربی سی بتاتا ہی میں کہتا ہون کہ گرا بکاف پارسی
ورای مشدد ہی پہر گرازان کو جو بکاف فارسی مضموم ہی بکاف عربی بکسور بروزن صفاہان
لکہتا ہی ہنسی آتی ہی کہ یہہ لکہہ کر لکہتا ہی کہ در جہانگیری بکاف پارسی مضموم آمدہ است اصحیح ہی
اپنی مطالع کی خلاف ان خرافات کا جواب فقیر نی درفش کاویانی کی ۱۰۰ صفحہ میں جدا جدا لکہا ہی
پہر یہیں لکہتا ہی کہ گروہ بضم اول و ثانی بواو مجہول رسیدہ و بہ یازدہ ثلث و سہ یک فرسنگ را
گویند و آن نہ ہزار گز است و آن را بالعربی کراع خوانند اب اس مقام میں مولوی احمد علی ہی فقیر کا
سوال ہی کہ لغت میں اور کتب طبی میں پاچہ گاو و گوسفند کو کراع بروزن صراح کہتی ہین اسکی جمع
اکارع آپ کیا فرماتی ہین یقین ہی کہ یہان بہی مولوی جی دکنی کی قول کی تصدیق کرین کتب لغت
و کتب طب میں نہ پایا جائیگا یہی لغات والی بحر الطبا احمق شاید جس تبریز میں جامع برہان
پیدا ہوا ہی اس تبریز میں یون ہی کہتی ہونگی پہر انہیں دونو کافونکی بیان میں دکنی صاحب
لکہتی ہین کہ بکاف عربی مع الراء گرگدن ایک جانور کا اسم ہی کہ ناک پر ایک سینگ رکہتا ہی
پہر ایک پرندا جانور کا نام بتاتی ہین کہ دو برس کی ہاتی کی بچی کو جنگل میں اوڑا لیجاتا ہی پہر ایک اور
بزرگ کو فرماتی ہین کہ جوان ہاتی کو شکار کری اور پیٹ اوٹہای اور اپنی بچونکی طرف لیجای
پہر دونون کاف عربی پہلا مضموم دوسرا مفتوح ظاہرا بروزن گلبدن بہی قرار دیتی ہین

اس مقام مین دکنی کی تین حمق ہین ایک تو گرگدن کی پہلی کاف کو عربی جاننا دوسرا ایک پہ
بہی ہی اسم اور انہین صفات کا بگڑلانا تیسرا احمق گرگدنکو کہ کاف نخستین مضموم ہی جانتا ہی بات
یہہ ہی کہ اگر دکنی آدمی کا بچہ ہوتا تو صفات گرگدن تمام لکہکر یہہ کہتا کہ یون مشہور ہی کہ ایک طائر
بہی ایسا ہوتا ہی کہ ہاتی کو پنجون مین دبا لیجاتا ہی اور اوسکو سیمرغ کہتی ہین سو کوا حمد علیصاحب
تم صورت پرست ہو اور فرہنگ نگارونکی قرار دی ہوی صور الفاظ کو مانتی ہو اب یہان ایکصورت
کی بابین کہ ہر صورت کی معنی مین کچہہ کچہہ تفاوت بہی ہے کیا ارشاد کرتی ہو مولوی او کیا ارشاد
کرینگا چونکہ مخالفت قول کسی کو کفر جانتا ہی میری تکفیر کریگا او کافر کہیگا پہر کیہ بہائی جہان
اور سب ہی میری خطا بخشی ہین کافر بہی کہہ لی ہین تو اوس حالتمین بہی مولوی کو مسلمان کہی
جاونگا بقول استاد مصرع تا ہر دو دروغ گفتہ باشیم * سبحان اللہ لفظ آفرین کن لغات
متفرقہ مین لکہتا ہی کہ دو چار بالضم دال ابجد و سیم و جیم فارسی بالف کشیدہ و برای قرشت زدہ
رسیدن و ملاقات کردن دو کس باشد بیک ناگاہ فقیر یہ فقرہ بلی کمی و بیشی و تبدیل حرف برہان
قاطع سی نقل کرکی مولویصاحب سی پوچہتا ہی کہ دو چار ہونا بمعنی مقابل ہونیکی جب درست
ہوتا ہی کہ دال کی آگی واو بہی ہووی تا کہ تثنیہ پیدا ہوا اور دو آنکہونکا چار ہونا ثابت ہو جاوی
یعنی اظہار علامت تثنیہ بہی جایز ہی جواب اسکا درفش کاویانی کی ۱۲۰ صفحہ مین مین لکہی
لکہا ہی یہان صرف پرسش پر قناعت کی اگرچہ ابہی پرسشین بہت باقی ہین لیکن بیمار ہا
اور امراض اور ضعف مفرط نہین لکہنی دیتا صبح سی شام تک پلنگ پر پڑا رہتا ہون [illegible]
مسودہ کیا اور احباب کو دیدیا اونہون نی صاف کرلیا اب میری تحریر تو تمام ہوی

احباب صاف کر لین تو مطبع مین حوالہ کرون اور بعد انطباع جیسا کہ دیباچہ مین وعدہ
کر آیا ہون عمل مین لاؤن یہہ جو کچھہ بسبیل سوالات لکہا ہی مولوی صاحب سی اسکا
جواب جدا جدا مانگتا ہون اور یہہ کہتا ہون کہ سنو صاحب نفسانیت کا برا ہو
اکابر اسلام مین باہم کیا کیا ناخوش و ناشایستہ کلام درمیان آئی ہین حکیم
شفائی صفاہانی نے مولانا عرفی شیرازی کی کیا کیا مذمتین کی ہین ایک
قصیدہ مین اوس مرحوم کو مخاطب کرکی فرماتی ہین شعر ہزار قطعہ بہم کردہ
در بغل رفتی + ز ناکسان جہان تا بمیرزا خانی + اور یقین ہی کہ عرفی و شفائی کی
زمانی مین اسیقدر تقدیم و تاخیر ہو جتنی برہان و غالب کے عہد مین تہی علمای ماوراء النہر
اور علمای مشہد مین ایسی مکاتبات کی آمد و رفت درمیان رہی ہی کہ فریقین کے
توہین و نفرین سی مملو ہی بلکہ خود شاہ ایران اور سلاطین روم کی درمیان وہ نامی
جاری ہوی ہین جسمین سراسر مغلظ گالیان مرقوم ہین غرض اس اظہار سی یہہ ہے
کہ جہان عمائد اہل اسلام و سلاطین اہل اسلام کی وہ باہم ناسزا تحریرین صفحہ روزگار
پر یادگار رہینگی وہان تمہاری ہماری بہی بدکہا صفحہ دہر پر نمودار رہینگی نہین نہین
صرف اللہ کا نام رہ جائیگا اور کچہہ نہین وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

تمت بالخیر

الله اکبر

صاحبان قوت ناطقہ و قوت عاقلہ سے کہ وہ مقربان بارگاہ مبدء فیاض ہین جناب کے یہہ استدعا ہی کہ جب یہہ تحریر کہ گویا استفتا ہی نظر سے گزرے تو واحد اللغتین مابین جو لغت صحیح ہو اوسکی صحت اور لغت غلط کی غلطی لکھہ کر خاتمہ عبارت پر اپنا نام لکھدین مثلا جہان مین نے لکھا ہی کہ چشم عیب بین صحیح ہی یا چشم غلط ساز اسکی جواب مین قم فرمائے کہ چشم عیب بین صحیح اور چشم عیب ساز غلط ہی یہہ عبارت چہاپی جائیگی اسواسطے ضرور ہی کہ متون مین توضیح ہو فقط

سوال پہلا

لغت فارسی کی حقیقت اور حروف کی حرکت مین فردوسی و خاقانی سچے ہین یا ہندی فرہنگ لکھنے والے ۳ جواب فردوسی و خاقانی سچے ہین ہندوستانی انکی مطابق لکہین تو سچے انکی برخلاف لکہین تو جہوٹے ✤ محمد المدعو بہ مصطفیٰ

سوال ۲ پیدائی و زیبائی صحیح اور پیدایش و زیبایش غلط یا یہہ چارون لفظ صحیح

جواب چارون صحیح ۱۲ محمد المدعو بہ مصطفے

سوال ۳ راند و ماند در اصل بوزن چاند صحیح رُند و مُند لہجہ ہی اصل مین بوزن کُند یا گُند نہین

جواب راند و ماند بروزن چاند صحیح بروزن رُند و گُند لہجہ ہی ۱۲ محمد المدعو بہ مصطفے

سوال ۴ چشم کی صفت عیب بین صحیح یا عیب ساز ۳ جواب عیب ساز غلط محض اور جو آنکھہ کو عیب ساز کہی وہ احمق بلکہ اندہا ہی محمد المدعو بہ مصطفے

سوال فرہنگ نویس حال کی رای اگر فرہنگ نویس ماضی کی رای سے مطابق ہو خواہی

بہ استعانت خدا یہی زردی مشابہ سیہہ سرقہی یا بطابق رائی ہے جواب بہہ تطابق رائی ہی سب توزیں کیا علاقہ ۱۲ محمد المدعو بہ مصطفی

سوال ۶ ششن ضرب نتیجہ خوشتر دمش اگر کوئی زرد و منک و اقسام سوہ کر کے سکتی ہیں یا نہیں جواب معاذ اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کون کہہ سکتا ہی مگر کوئی دیوانہ کہی یعنی اچھی چیز ونکو ششن ضرب نتیجہ خوب لکھنگی مگر کوئی اور چیہا تو نکو لکھیں تو لکھیں ۱۲ محمد المدعو بہ مصطفی

سوال ۷ یہہ مصرع وزن شعر میں درست ہے یا ناموزوں مصرع چشم مخالفان باز ین تبیرش جواب مصرع ہو تو کچھ لکھوں فقرہ ہی سکو وزن سی کیا علاقہ ۱۲ محمد المدعو بہ مصطفی

سوال ۸ آہنگیدن کا صیغہ ماضی آہنگید ہوگا یا فقط آہنگ مصرع جواب آہنگید ہو سکتا ہی نہ آہنگ ۱۲ محمد المدعو بہ مصطفی

سوال ۹ بالوا یہ ایک لغت ہی فرہنگ نویس کو اوسکا ہموزن چارپایہ لکھنا چاہی یا چارخایہ مصرع جواب وزن دونو صحیح ہیں لیکن چارپایہ لکھنی والا آدمی ہی اور چارخایہ لکھنے والا چارپایہ ۱۲ محمد المدعو بہ مصطفی

سوال ۱۰ اگراران بمعنی خرامان بکاف فارسی مضموم ہی اگراران بجا عربی مکسور بروزن صفاہان مصرع جواب گرازان بمعنی خرامان بکاف فارسی مضموم صحیح اور بجا عربی مکسور غلط محض ۱۲ محمد المدعو بہ مصطفی

سوال ۱۱ اکروہ وفرسخ وفرسنگ فارسی میں مقدار مسافت زمین کو کہتی ہیں عربی میں اراع بروزن صراح مقدار مسافت زمین کو کہتی ہیں یا پاچہ گاؤ وگوسپند کو مصرع جواب صراح میں بمعنی پاچہ گاؤ وگوسپند لکھا ہی بمعنی مسافت غلط محض ۱۲ محمد المدعو بہ مصطفی

سوال ۱۲ اگلہری بکاف فارسی مکسور بروزن اکہری صحیح یا کلہری بکاف عربی مفتوح بروزان ابتری صحیح ہے **جواب** گلہری بکاف فارسی مکسور صحیح ہے ۱۲ محمد المدعو بہ مصطفی

سوال ۱۳ ہندستان میں دختر نارسیدہ کو چہوکری کہتی ہیں اہل ولایت چوکری کہیں گی بحذف ہای مضمرہ چکری بحذف واو غلط ہی یا صحیح ہے **جواب** چگری جو اہل ولایت سے ہی زیادہ بدلہجہ ہوگا وہ شاید کہے ۱۲ محمد المدعو بہ مصطفی

سوال ۱۴ بایا اور بابی بہ اضافہ تحتانی جسکو عربی میں جل کہتی ہیں ہندی میں اسکا نام بانو مع النون ہی یا باؤ بی نون ہے **جواب** بانو کو باؤ نہ کہیگا اگر چہ نون ۱۲ محمد المدعو بہ مصطفی

سوال ۱۵ پرشیدن مصدر جعلی ہی بنایا ہوا لفظ پریشان سی پہر بائی ابجد اسکی ماقبل لاکر بپرشیدن کہو یہ پرشیدن پہر دو بای فارسی ہی یا نہیں معنوں میں کہیں آیا ہی یا نہیں ہے **جواب** کہیں نہیں آیا اسمیں فہمن کو پریشان کرنا کیا ضرور ۱۲ محمد المدعو بہ مصطفی

سوال ۱۶ خانہ سیل ریز شراب انگوری کو کہہ سکتی ہیں یا نہیں ہے **جواب** سیل خانہ ریز شراب کے صفت ہوسکتی ہی انگور کی قید بیجا او خانہ سیل ریز مہمل و غلط اور خبط ۱۲

راقم محمد المدعو بہ مصطفی ختم اللہ بالحسنی

سب جواب مجیب کے صحیح ہین
الطاف حسین پانی پتی عفی اللہ تعالی عنہ

سب جواب دونون مجیبون کی باصواب
ہین محمد سعادت علی ہرگوہر نثار سکون بلی

ہر شانزدہ ۱۶ گانہ سوال کی جواب مین مین بھی نواب محمد مصطفی خان صاحب
کا ہمزبان و ہمداستان ہون الراقم الاثم محمد الملقب بہ ضیاء الدین عفی عنہ

الحمد للہ کہ این رسالہ نافع مسمی بہ تیغ تیز در مطبع اکمل المطابع باہتمام فخر الدین مطبوع گردید

غلط نامہ تیغ تیز

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۲	فقر	فقیر
"	۱۷	عالب	غالب
۴	۵	کنا	کتنا
"	۱۳	برانم	برآنم
۶	۱	گراتی ہو	گزراتی ہو
"	۹	می کوست	مٹی کوست
۸	۱۴	بہی	ہی
۹	۵	مای حطی	یای حطی
۱۱	۱۰	جنس	جس
۱۳	۱۷	معنونین	معینونین
۱۴	۵	آروند	اڑوند
۱۸	۱۵	سبکا بسکا کلام	سب کا کلام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰	۵	مواخندہ بہی	مواخندہ ہی
۲۱	۱	پاو	پاد
"	۸	نبی بقال	نبیؔ بقال
"	۹	بہ وہ باہی	بہ باہی
"	۱۲	پادکہین	پادہئین
۲۲	۴	کنبد	گنبد
۲۶	۱۱	گردگرہ	گرہ درگرہ
"	۱۴	پوچہتارہا	پوچھہارہا
۲۷	۱۴	گرگدن	کرگدن
"	۱۶	پیٹ اوٹھاے	پیٹ پراوٹھاے
۳۱	۱	مطابق	تطابق
×	×	×	×

الرحمٰن علّم القرآن خلق الانسان علّمه البیان

حصہ اوّل

مِراۃ الحقائق

جلد سوم مجموعہ فتاویٰ احمدیہ
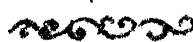
از افاضات قدسیہ حضرت میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام
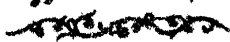
حسب فرمائش مولوی محمد فضل خان احمدی متوطن چنگا تحصیل گوجرخان و شیخ غلام نبی صاحب سیٹھی بزاز۔ راولپنڈی

۱۳۲۵ھ

در خادم التعلیم پریس لاہور مطبوع گردید

قیمت فی جلد ۱۲؍

حقیقت ایمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ رب العالمین ونصلی ونسلم علی رسولنا محمد المصطفٰی واحمد المجتبٰی خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ وخلفائہ المہدیین الی یوم الدین۔ وبعد اگر سوال کیجیے کہ ایمان کیا شے ہے اور اس پر ثواب مترتب ہونے کی کیوں امید کی جاتی ہے

اما الجواب

جاننا چاہیے کہ ایمان اس اقرار لسانی و تصدیق قلبی سے مراد ہے جو تبلیغ و پیغام کسی نبی کی نسبت محض تقوی اور دور اندیشی کے لحاظ سے صرف ایک ظنی کی بنیاد پر یعنے بعض وجوہ کو معتبر سمجھ کر اور اس طرف غلبہ اور رجحان پاکر بغیر انتظار قطعی و انکشاف ثبوت کے دلی انشراح سے قبولیت و تسلیم ظاہر کی جائے۔ لیکن جب ایک خبر کی صحت پر وجوہ کاملہ قیاسیہ اور دلائل کافیہ

۱؎ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان ان تؤمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ
نبی علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں ایمان یہ ہے کہ تم خدائے واحد لاشریک پر ایمان لاؤ اور اسکے فرشتوں
والیوم الاٰخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ۔ بخاری ومسلم عن ابی ہریرۃ قال قال
اور اس کی کتابوں و رسولوں اور پچھلے آنیوالے دن کو مانو اور خدا تعالیٰ کی نیکی و بدی اندازہ کرنے پر ایمان لاؤ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بضع وستون او سبعون بابا ادناہا اماطۃ
ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں ایمان کے چند اوپر ساٹھ یا ستر دروازے ہیں سب سے چھوٹا
الاذی عن الطریق وارفعہا قول لا الٰہ الا اللہ والحیاء شعبۃ من الایمان
دروازہ رستے سے ایذا دینے والی چیز کا ہٹانا اور سب سے اونچا دروازہ لا الٰہ الا اللہ کا کہنا ہے اور شرم کرنا ایمان کی
عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان معرفۃ
ایک شاخ ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں ایمان ہے پہچاننا
بالقلب وقول باللسان وعمل بالارکان رواہ ابن ماجہ
ساتھ دل کے اور اقرار کرنا ساتھ زبان کے اور اسکے موافق عمل کرنا ساتھ ارکان کے۔

عقلیہ ملجا ئین تو اس بات کا نام **ایقان** ہے جسکو دوسرے لفظون مین علم الیقین بھی کہتے ہین۔ اور جب خدا تعالیٰ خود اپنے خاص جذبہ اور موہبت سے خاص عادت کے طور پر انوار ہدایت کہولے اور اپنے آلاء و نعماء سے آشنا کرے اور لدنی طور پر عقل اور علم عطا کرے اور ساتھ اس کے ابواب کشف اور الہام بھی منکشف کر کے عجائبات الوہیت کا سیر کراوے اور اپنی محبوبانہ حسن و جمال پر اطلاع بخشے تو اس مرتبہ کا نام **عرفان** ہے جس کو دوسرے لفظون مین عین الیقین اور ہدایت اور بصیرت کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔

اور جب ان تمام مراتب کے شدت اثر سے عارف کے دل میں ایک ایسی کیفیت حالی عشق اور محبت کی باذنہ تعالیٰ پیدا ہو جائے کہ تمام وجود عارف کا اسکی لذت سے بھر جائے اور آسمانی انوار اُس کے دل پر بکلی احاطہ کر کے ہر ایک ظلمت و قبض و تنگی کو درمیان سے اٹھا دین یہان تک کہ بوجہ کمال رابطہ عشق و محبت و باعث انتہائے جوش صدق و صفا کے بلا اور مصیبت بھی محسوس اللذت اور مدرک الحلاوت ہو تو اس درجہ کا نام **اطمینان** ہے جسکو دوسرے لفظون مین حق الیقین اور فلاح اور نجات سے بھی تعبیر کرتے ہین مگر یہ سب مراتب ایمانی مرتبہ کے بعد ملتے ہین اور اس پر مترتب ہوتے ہین جو شخص اپنے ایمان مین قوی ہوتا ہے وہ رفتہ رفتہ ان سب مراتب کو پا لیتا ہے لیکن جو شخص ایمانی طریق کو اختیار نہین کرتا اور ہر ایک صداقت کے قبول کرنے سے اول قطعی اور یقینی اور نہایت و انکشاف ثبوت مانگتا ہے اسکی طبیعت کو اس راہ سے کچھہ مناسبت نہین اور وہ اس لائق ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اُس قادر غنی بے نیاز کے فیوض حاصل کرے عادۃ اللہ قدیم سے اس طرح پر جاری ہے اور یہ اس فن علم الٰہی کا نہایت باریک نکتہ ہے جس پر سعادتمندون کو غور کرنی چاہیئے کہ ہمیشہ ثواب اور فیضان سماوی ایمان پر ہی مترتب ہوتا ہے۔ اس راز کا سچا فلسفہ یہی ہے کہ انسان دین قبول کرنے کی ابتدائی حالت مین اُس بے نیاز مطلق اور اُسکی قدرت اور اُسکے وعدہ و وعید اور اُسکے اخبار و اسرار کے ماننے مین لمبے لمبے انکارون سے مجتنب رہے کیونکہ ایمانی صورت کے قایم رکھنے کیلئے ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ امور ایمانیہ کو ایسا منکشف نہ کرتا کہ وہ دوسرے بدیہات کی طرح ہر ایک عام اور خاص کی نظر مین مسلم الوجود ہو جاتے

ایقان

عرفان - عین الیقین - ہدایت - بصیرت

اطمینان - حق الیقین - فلاح - نجات

انسان ـــ مکلف بوسعت عقل ہے

یہ تو سچ ہے کہ انسان مکلف بوسعت عقل ہے نامعقول باتون کو مان نہین سکتا ورنہ درحالت انکار قابل الزام ٹہرتا ہے لیکن خدا تمہین ہدایت کرے تم خوب سمجہ لو کہ خدا تعالی بہی کسی نامعقول بات پر (جو عند العقل اسکی قدرت اور طاقت سے بعید ہے) ایمان لانیکے لئے تمہین مجبور نہین کرتا اور ہمارے کسی لفظ سے یہ نہین نکلتا کہ تم کسی ایسی بات پر ایمان لاؤ جو فی الحقیقت دوربین نظرون مین نامعقول ہے بلکہ ہماری تقریر کا مدعا اور لب لباب یہ ہے کہ ایمانی امور ایسے ہونے چاہئین کہ جو من وجہ ظاہر اور من وجہ مخفی ہون اور امکانی طور پر عقل انکا وجود باور کرسکے مگر وہ مثل مشہودات و مرئیات بدیہیہ کیطرح ہاتہہ پکڑ کر دکہلانے کے یعنی انسان اور گدہے وغیرہ محسوس چیزوں کی طرح ان کا وجود نہ ہو جن کو ٹٹول کر معلوم کرسکین یا بچشم خود دیکہہ سکین یا دکہا سکین یا شکال ہندسہ اور اعمال حسابی کیطرح اپنے کشف نہ ہون جن مین دس برس کے بچے بہی اختلاف نہ کرسکین غرض وہ کیفیت ان مین محفوظ ہو جو ایمان کا مفہوم قایم رکہنے کیلئے ضروری ہے اور پہر باوجود ان سب کے نفس الامر اور حقیقت شناسون کی نگاہون مین نامعقول اور بعیداز عقل بہی نہ ہون سے نہ چندان بخور کہ دہانت بسوزد نہ چندان کہ خامی بسوزد کباب

اب خلاصہ و ماحصل اس تقریر کا یہ ہے کہ کسی مذہب کے قبول کرنے سے غرض یہ ہے کہ وہ طریق اختیار کیا جائے جس سے خدائے غنی مطلق جو مخلوق اور مخلوق کی عبادت سے بکلی بے نیاز ہے راضی ہوجائے اور اسکے فیوض رحمت اترنے شروع ہوجائین جن سے اندرونی آلائشین دور ہوکر صحن سینہ یقین اور معرفت سے پر ہوجائے سو یہ تدبیر اپنے فکر سے پیدا کرنا انسان کا کام نہین تہا اس لئے اللہ جل شانہ نے اپنے وجود اور اپنے عجائبات قدرت خالقیت یعنی ارواح و اجسام و ملایک و دوزخ و بہشت و بعث و حشر و رسالت و دیگر تمام اسرار مبدء و معاد کو یکسان طور پر پردہ غیب مین رکہکر اور کچہہ کچہہ قیاسی یا امکانی طور پر عقل کو اس کوچہ مین گذر دیکر غرض کچہہ دکہلا کر اور کچہہ چہپا کر بندون کو ان سب باتون پر ایمان لانیکے لئے مامور کیا اور یہ سب کچہہ اس لئے کیا کہ جب باوجود کشمکش مخالفانہ خیالات کے خدا تعالی کی ہستی پر ایمان لائیگا اور سب عجائبات اخروی و وجود دوزخ و بہشت و ملایک وغیرہ کو اسکی قدرت مین داخل سمجہہ کر دیکہنے سے پہلے ہی قبول کریگا تو یہ قبول کرنا اسکے حق مین صدق شمار کیا جائیگا کیونکہ ہنوز یہ چیزین در پردہ غیب مین

اور مرئی اور مشہود طور پر نمایاں اور ظاہر نہیں ہیں سو یہ صدق خدا تعالیٰ کی توجہ رحمت کیلئے
ایک موجب ہو جائیگا کیونکہ خدا تعالیٰ بوجہ اپنے استغنا ذاتی کے انہیں لوگوں پر توجہ رحمت کرتا ہے
جن کا صدق ظاہر ہوتا ہے یوں تو انسان کی فطرتی عادت ہے کہ جو چیز کہلے کہلے طور پر مضر یا مفید ہو
اس سے بہ نفرت بہاگنا یا اسکے لینے کو بصد رغبت دوڑتا ہے یعنی جبکہ یہ صورت ہو لیکن وہ اپنی اس عادت
کی ثواب کا مستحق نہیں ٹہر سکتا۔ اگر کوئی شخص بجلی سے ڈر کر اپنے کوٹھے میں چہپ جائے یا شیر سے
خوف کہا کر اپنے شہر کیطرف بہاگے تو وہ ہرگز یہ نہیں کہہ سکتا کہ اے بجلی یا شیر میں نے تم سے خوف
کیا تم مجہ سے راضی ہو جاؤ۔ سو ظاہر ہے کہ جو ڈرنا یا امید کرنا ضروری طور پر لازم آتا ہے وہ کسی
تحسین یا آفرین کا موجب نہیں ٹہر سکتا اس وجہ سے لازم ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ اور اسکے
عجائبات آخر کو مان کر رضامندی الٰہی کا خواہشمند ہے وہ ان سب چیزوں کے ماننے میں بیجا
اڑون سے پرہیز کرے اور جہاں تک ممکن ہو مطالبہ دلائل میں نرمی اختیار کرکے اکتفا کرے کہ
ایک راہ کو دوسری راہوں پر ترجیح دیکہ لے اور ایسے یقینی ثبوت کیلئے کہ جیسے چار کا نصف دو ہے
اپنی نابالغ عقل کو آوارہ اور سرگردان نہ ہونے دے بلکہ تمام سعادت تو اسی میں ہے کہ غیب کی
باتوں کو غیب ہی کی صورت میں قبول کرے اور ظاہری حواس کی خواہ نخواہ شہادت طلب کرنے سے
اور فلسفہ کے طول طویل اور لاطائل جہگڑوں سے اپنے تئیں حتی الوسع بچاوین کیونکہ اگر خدا کو دیکہ کر
یا انتہائی تحقیقات سے ہی قبول کرتا ہے اور جزا سزا کو تجربہ کرکے ہی مانتا ہے تو پہر ایسے ماننے میں کسی
خاص فضیلت یا صدق پایا جاتا ہے اس طرح پر کون ہے جو قبول نہیں کرتا۔ دنیا میں ایسی طبیعت کا
کوئی بہی آدمی نہیں کہ اگر اسکو پورا پورا ثبوت خدا کی ہستی یا عالم مجازات یا عجائبات قدرت کا مل
ملجائے تو پہر وہ منکر ہی رہے مثلاً اگر خدا تعالیٰ ہر ایک انسان کو نظر آجاوے اور سب کو اپنے
خدا کی قدرتیں دکہلاوے یا اگر مثلاً ایسا ہو کہ دس بیس ہزار آدمی ہر ایک قوم اور ہر ایک ملک کے
قبروں سے اٹہکر اپنی قوم اور قبیلہ میں آجائیں اور اپنے بیٹوں اور پوتوں کو خدا اور
اسکی سزا و جزا کے ساری حقیقت سنادیں تو پہر ممکن نہیں کہ پہر بہی کوئی شخص کافر اور بیدین رہ جائے
اب اس جگہ بالطبع سوال ہوتا ہے کہ جس حالت میں خدا تعالیٰ ان باتوں کے کرنے پر قادر تہا

اور اس پختہ ثبوت سے کفر اور بے یقینی کی جڑ کاٹی جاتی ہے تو پھر اس نے ایسا کیوں نہیں کیا بلاشبہ
اگر وہ ایسا کرتا تو پھر حق اور باطل کا بکمال صفائی فیصلہ ہو جاتا اور فلسفہ کے تنگ اور بودے اور ظنی اور
وہمی دلایل کی کچھ حاجت نہ رہتی تو اسکا جواب یہی ہے جو اوپر آ چکا یعنی بلاشبہ خدا ایسا کر سکتا تھا بلکہ
اس سے بھی بڑھکر ایسا جلوہ دیدار دکھا سکتا تھا کہ ایک ہی تجلی سے سب گردنیں جھک جاتیں
اور ایک ہی دفعہ دنیا کی تمام دینی نزاعوں کا تصفیہ ہو جاتا لیکن ایسا کرنے میں وہ بات جس سے ثواب ملتا ہے
اور صادقوں کو مراتب عالیہ اور قرب و وجاہت عطا کی جاتی ہے وہ باقی نہ رہتی یعنی ایمان بالغیب
جسکی وجہ سے درجات اخروی ملتے ہیں وہ اپنی صورت میں محفوظ نہ رہتا سو یہ بڑے بھاری درجہ
کی صداقت ہے جو سوال مذکورہ بالا پر غور کرنے سے ہر ایک اعلیٰ و ادنیٰ کو سمجھ آ سکتی ہے غرض ایمان
پر ثواب اور اجر ملنے کا یہی بھید ہے کہ جن چیزوں پر ایمان لایا جاتا ہے وہ اگرچہ غور اور فکر کرنے
سے صحیح اور درست ہیں لیکن انکا ثبوت ایسا کھلا کھلا ثبوت نہیں ہے جیسے اور مشہودات و محسوسات
کا ہوا کرتا ہے بلکہ ایمان بالغیب کی حد میں ہیں سو صادق آدمی جب خدا اور اسکی سزا و جزا و غیرہ امور
غیبیہ پر ایمان لاتا ہے تو اس ایمان میں بوجہ انواع اقسام کے اوہام اور نفس امارہ کے چار طرف سے
کشاکش کی سخت آزمایش میں پڑتا ہے آخر چونکہ صادق ہوتا ہے اس لیے سب ہی جھوٹے اور بیہودہ
خیالات پر غالب آ کر اس رب رحیم کی راہ اختیار کر لیتا ہے اور اس صدق کی برکت سے وہ اپنے
علم سے زیادہ رجوع اور اپنی واقفیت سے زیادہ وفا اور اپنے تجربہ سے زیادہ استحکام اختیار کرتا ہے
جناب الٰہی میں قبول کیا جاتا ہے اور پھر اس صدق و صفا کی برکت سے عرفانی آنکھیں اسکو عنایت
ہوتی ہیں اور ربانی لذت و محبت اسکو عطا کی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اس مرتبہ کشف تک پہنچتا
ہے جہاں تک انسانی کمالات ختم ہو جاتے ہیں مگر یہ سب کچھ کامل طور پر پہلے سے ظاہر نہیں
بلکہ معرفت صحیح تک پہنچنے کیلئے سنت اللہ یوں ہی ہے کہ تا انہیں قدرت ہی سے یقین اشارات کے کشف کے
فلسفیوں نے اس صداقت پر ایک ذرہ اطلاع نہیں پائی اور وہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ ایک قسم

۱؎ جاننا چاہیے کہ خدا تعالیٰ اور عالم مجازات اور دیگر امور جسید و معاد کے سمجھنے میں فلسفہ پیدا کیا
دو فرقہ انبیا علیہم السلام کے طریقہ سے بہت مختلف ہو رہی ہیں ان کا اصل اعظم یہ ہے کہ ایمان کا ثبوت

ایمان کے محکم اور استوار زینہ سے عرفان کے بلند مینار تک پہنچا ہے اور اس بے خبری کی وجہ سے
نہیں اپنے قدم اول مین ہی تعجیل اور جلدی بہری ہوئی ہے اور نہایت شتاب کاری سے علم دین کو
ایک ادنےٰ سا کام اور ایک ناکارہ سا ہنر سمجھ کر یہ ارادہ کر رہے ہین کہ مذہب کے تمام اصول و فروع کو بھی
ابتدائی حالت مین ہی بغیر انتظار دوسرے حالات مترقبہ کمالات فطرت کے اس طرح دریافت کر لین
جیسے کوئی ہندسہ یا حساب کا مسئلہ دریافت کیا جاتا ہے اور اگر کوئی دقیقہ دینی اس حد کے انکشاف

[illegible]

تب منتشر یا اور باآور ہوگا کہ جب کہ غیب کی باتون کو غیب ہی کی صورت مین قبول کیا جاوے اور ظاہری
حواس کی کھلی کھلی شہادتین یا دلائل ہندسہ کے یقینی اور قطعی ثبوت مطلب نہ کئے جائین کیونکہ تمام کمالات
ثواب اور استحقاق قرب و توصل الٰہی کا تقوٰے پر ہے اور تقوٰی کی حقیقت وہی شخص اپنے اندر رکھتا ہے
جو افراط آمیز تفتیشون اور لمبے چوڑے انکارون اور بہر حیثیت کی موشگافی سے اپنے تئین بچاتا ہے اور
صرف دور اندیشی کے طور سے ایک راہ کی سچائی کا دوسری راہون پر غلبہ اور رجحان دیکھ کر بحسن ظن
قبول کر لیتا ہے اس بات کا نام ایمان ہے اور اس ایمان پر فیوض الٰہی کا دروازہ کھلتا ہے اور دنیا و آخرت
مین سعادتین حاصل ہوتی ہین جب کوئی نیک بندہ ایمان پر محکم قدم مارتا ہے اور پھر دعا اور نماز
اور فکر اور نظر سے اپنی حالت علمی مین ترقی چاہتا ہے تو خدا تعالیٰ خود اسکا متولی ہو کر اور آپ اسکا
ہاتھ پکڑ کر درجہ ایمان سے درجہ عین الیقین تک اُسکو پہنچا دیتا ہے مگر یہ سب کچھ بہ استقامت مجاہدہ
و ریاضات و تزکیہ و تصفیہ نفس ملتا ہے پہلے نہین اور جو شخص پہلے ہی تمام جزئیات کی لکلی صفائی کرنا
چاہتا ہے اور قبل از صفائی اپنے بد عقاید اور بد اعمال کو کسی حالت مین چھوڑنا نہین چاہتا وہ اس ثواب
اور اس راہ کے پانے سے محروم ہے کیونکہ ایمان اُس حد تک ایمان ہے جب تک وہ امور جن کو مانا گیا ہے کسی قدر
پردہ غیب مین ہین یعنی ایسی حالت پر واقع مین جو ابھی تک عقلی ثبوت نے اُن پر احاطہ تام نہین کیا اور
نہ کسی کشفی طور پر وہ نظر آئے بلکہ انکا ثبوت صرف غلبہ ظن تک پہنچا ہے وبس یہ تو انبیاء کا سچا فلسفہ ہے
جس پر قدم مارنے سے کروڑہا بندگان خدا آسمانی برکتین پا چکے ہین اور جس پر بہت سب ٹھیک چلنے سے
بیشمار خلق اللہ معرفت تامہ کے درجہ تک پہنچ چکے ہین اور ہمیشہ پہنچتے ہین اور جن اعلیٰ درجہ کے یقینیون
کو شوخی اور جلدی سے فلسفی لوگون نے ڈھونڈا اور نہ پایا وہ سب مراتب ان ایماندار بندون کو بڑی آسانی

تک پہنچ سکے تو اسکی نسبت صاف حکم صادر کرین کہ یہ سراسر باطل اور پیرایہ صداقت سے
خالی ہے مگر جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہین یہ ایمانی حکمت کا داغ نہین ہے بلکہ انسانی ظلمت
یا شیطانی رعونت کی ایک تاریکی ہے کیونکہ اگر ایسا ہی ہوتا اور مذہب کے تمام اجزا اور جو کچھ
اسمین بھرا ہوا ہے پہلے ہی سے اظہر من الشمس اور بدیہی اور بین الانکشاف ہوتے یا انکشاف
ہندسی اور حساب کے اعمال کی طرح قطعی الثبوت دکھائی دیتے تو پھر اس حالت مین ایمان ایمان نہ ر

ہنے لگتے اور اس سے بھی بڑھکر اسمین معرفت تامہ کے درجہ تک پہنچ گئے کہ جو کسی فلسفی کے
اسکو نہین سنا اور نہ اسکی آنکھ نے دیکھا اور نہ کبھی اسکے دل مین گذرا ایک یہ اسکے مقابلہ مین فلاسفر
کا جھوٹا اور مغشوش فلسفہ جس پر آجکل کے نو تعلیم یافتہ لوگ فریفتہ ہو رہے ہین اور جس کے بد نتائج کی ...
بہت سادہ لوحون کو برباد کر دیا ہے یہ ہے کہ جبتک کسی اصل یا فرع کا قطعی طور پر فیصلہ نہ ہو جائے
اور بکلی اسکا انکشاف نہ ہو جائے تب تک اسکو ہرگز ماننا نہین چاہیئے گو خدا ہو یا روح اور چنانچہ ان مین سے
اعلے درجہ کے اور کامل فلاسفر جنہون نے ان اصولون کی سخت پابندی اختیار کی تھی اور جنہون نے اپنا
نام محققین رکھا جن کا دوسرا نام دہریہ بھی ہے ان کامل فلاسفرون کا پابندی اپنے اصول قدیمہ کے
یہ مذہب ٹھہرا کہ چونکہ خدا تعالی کا وجود قطعی طور پر بذریعہ عقل ثابت نہین ہو سکتا اور نہ کبھی چشم خود اسکو
دیکھا اسلئے ایسے خدا کا ماننا ایک امر ظنون اور مشتبہ کا مان لینا ہے جو اصول مقررہ فلسفہ سے
بکلی بعید ہے سو انہون نے پہلے ہی خدا تعالی کو درمیان سے اڑا دیا پھر فرشتون کا یون فیصلہ
کیا کہ یہ بھی خدا تعالی کی طرح نظر نہین آتے چلو یہ بھی درمیان سے اٹھاؤ - پھر روحون کیطرف متوجہ ہوئے
اور یہ رائے ظاہر کی کہ ہم کوئی ثبوت قابل اطمینان اس بات پر نہین دیکھتے کہ بعد موت کے روح باقی رہ
جاتی ہے نہ کوئی روح نظر آتی ہے اور نہ واپس آکر کچھ قصہ سناتی ہے بلکہ سب روحین مفارقت بدن کے
بعد خدا اور فرشتون کیطرح بے اثر و بے نشان ہین سو انکا بھی وجود ماننا خلاف دلیل و برہان ہے -
ان سب فیصلون کے بعد ان کی نظر عمیق نے تکالیف شرعیہ کی مشقت اور حلال و حرام کا فرق
اصول فلسفہ کا سخت مخالف سمجھا اسلئے انہون نے صاف صاف اپنی رائے ظاہر کر دی کہ ان
بہن اور جورو مین فرق کرنا اور حیوانون مین سے بلا ضرورت حرمتی بعض چیزون کو حرام سمجھ لینا یہ

اور جو ایمان لانے سے ثواب اور سعادتیں اور برکتیں مترتب ہوتی ہیں انکو انسان ہرگز نہ پاسکتا کیونکہ ظاہر ہے کہ بین الحقیقت اور ظاہر الوجود باتون کو مان لینا ایمان نہیں ہے مثلاً اگر کوئی کہے کہ مین اس بات پر ایمان لایا کہ پانی سرد اور آگ گرم ہے اور ہر ایک انسان آنکھون سے دیکھتا اور کانون سے سنتا اور منہ سے کھاتا اور پاؤن سے چلتا ہے اور مین اس بات پر ایمان لایا کہ آفتاب اور قمر موجود ہین اور زمین پر بہت سی جمادات اور نباتات اور حیوانات پائے جاتے ہین تو ایسا ایمان

بناوٹی باتین ہین جن پر کوئی فلسفی دلیل قایم نہین ہوسکتی اسی طرح انہون نے یہی بیان کیا کہ منکار رہنے مین کوئی شناعت عقلی ثابت نہین ہوتی بلکہ انہین کی قواعد کی رو سے فوایدہین اسی طرح ان فلاسفرون کے اور بہی مسایل ہین اور خلاصہ ان کے مذہب کا یہی ہے کہ وہ بجز دلایل قطعیہ عقلیہ کے کسی چیز کو نہین مانتے اور ان کی فلسفیانہ نگاہ مین گو کیسی کوئی بدعملی ہو جبتک انہین قطعیہ فلسفیہ سے اسکا بد ہونا ثابت نہ ہو لے یعنی جبتک اوسمین کوئی طبی ضرر یا دنیوی بدانتظامی متصور نہو تب تک اوسکا مرتکب کرتا ہے اگر چہ دوسرے درجے کے فلاسفر ہین اونہون نے لوگون کے لعن طعن سے اندیشہ کرکے اپنی فلاسفری اصولون کو کچہ نرم کر دیا ہے اور قوم کے خوف اور ہمجنسون کی شرم سے خدا اور عالم جزا اور دوسری کئی باتون کو ظنی طور پر تسلیم کر بیٹہتے ہین لیکن یہ اعلے درجہ کے فلاسفر ان کو سخت نالایق اور بدفہم اور غبی الطبع اور بزدل اور اپنی سوسائیٹی کے بدنام کنندہ خیال کرتے ہین کیونکہ اونہون نے فلاسفر ہونے کا دعوےٰ تو کیا لیکن اصول فلسفہ پر جیسا کہ حق چلنے کا تہا نہین چلے اس لئے اول درجہ کے فلاسفر اس بات سے عار رکہتے ہین کہ ان ناقصون کو فلاسفر کے باعزت لفظ سے مخاطب یا موسوم کیا جائے کیونکہ انہون نے کچہ کچہ تو فلسفہ کے طریقہ پر قدم مارا اور کچہ عام لوگون کی ملامت لعنت سے ڈر کر نبیون کے مقابد ہین یہی (جو فلسفیون کے منشاء کے موافق قطعی اور یقینی دلایل سے ثابت نہین ہوسکتے) ٹانگ اڑادی اسلئے یہ لوگ ان کی نظر مین نیم حکیم ہین حقیقی فلاسفر نہین ٭

لانا ایک ہنسی کی بات ہے نہ کہ ایمان اور اسی وجہ سے بدیہی اور کھلی کھلی باتوں کو ماننا عند اللہ
و عند العقلاء ثواب پانیکا موجب نہیں ٹھہر سکتا بلکہ ایمان وہ شے ہے کہ جن باتوں کو عقل قبول تو کرتی
ہے مگر بوجہ در پردہ غیب ہونیکے جیسا کہ چاہیئے انکی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتی اُن باتوں
میں اپنی فراست فطرتی سے کچھ ترجیح ایسے آثار صداقت دیکھ کر اور اس قدر دلائل عقلیہ کا غلبہ
اس طرف پاکر اور پھر خدا کے کلام کو اس پر شاہد ناطق و صادق معلوم کرکے اُن باتوں کو مان لیا
جاتے یہی ایمان ہے جو ذریعہ خوشنودی خداوند کریم جلشانہ ہو جاتا ہے اور بعد اس کے جیسا
ہم بیان کر چکے ہیں مرتبہ ایقان ہے اور پھر اسکے بعد مرتبہ عرفان کا ہے یعنی جبکہ بندہ ایسی باتوں
کو مان لیتا ہے جن کو اسکی عقل امکان یا جواز یا وجوب کی صورت میں قبول تو کر لیتی ہے مگر انکشاف
کلی کے طور پر ان پر احاطہ نہیں کر سکتی تو خدا تعالیٰ کی نظر میں وہ شخص صادق ٹھہر جاتا ہے اور
حضرت خداوند کریم عزاسمہ برکت اس ایمان کے عرفان کا مرتبہ اسکو عطا کر دیتا ہے یعنی اپنی
طرف سے علم و معرفت و سکینت اس پر نازل کرتا ہے اور کشفی اور الہامی نوروں سے وہ نقیصہ ظلمت
بھی اٹھا دیتا ہے جس کے اٹھانے سے عقل دود آمیز رہ گئی تھی اس جہت سے خدا تعالیٰ نے
جیسے انسان کی فطرت میں مبادی امور کے کسی قدر سمجھنے کیلئے ایک عقلی قوت رکھی ہے اسی طرح
انسان میں کشف اور الہام کے پانے کی بھی ایک قوت مخفی ہے جب عقل انسانی اپنی
حد مقررہ تک چل کر آگے قدم رکھنے سے رہ جاتی ہے تو اس جگہ خدا تعالیٰ اپنے صادق
اور وفادار بندوں کو کمال عرفان اور یقین تک پہنچانے کی غرض سے الہام اور کشف سے دستگیری
فرماتا ہے اور جو منزلیں بذریعہ عقل طے کرنے سے رہ گئی تھیں اب وہ بذریعہ کشف و الہام طے
ہو جاتی ہیں اور سالکین مرتبہ عین الیقین بلکہ حق الیقین تک پہنچ جاتے ہیں یہی سنت اللہ اور
عادت اللہ ہے جسکی راہ نمائی کیلئے تمام پاک نبی دنیا میں آئے ہیں اور جس پر چلنے کے بغیر کوئی شخص
سچی اور کامل معرفت تک نہیں پہنچا مگر کمبخت خشک فلسفی کو کچھ ایسی جلدی ہوتی ہے کہ وہ یہی چاہتا
ہے کہ جو کچھ ہے وہ عقلی مرتبہ پر ہی کھل جائے اور نہیں جانتا کہ عقل انسانی اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ
نہیں اٹھا سکتی اور نہ طاقت سے آگے قدم رکھ سکتی ہے اور نہ اس بات کی طرف فکر دوڑاتا ہے کہ خدا تعالیٰ

نے انسان کو اسکے کمالات مطلوبہ تک پہنچانے کیلئے صرف جوہر عقل ہی عطا نہیں کیا بلکہ کشف اور الہام پانے کی قوت بھی اسکی فطرت مین رکھی ہے سو جو کچھ خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے وسایل خداشناسی انسان کی سرشت کو عطا کیئے ہین اُن وسایل مین سے صرف ایک ابتدائی اور ادنیٰ درجہ کے وسیلہ کو استعمال مین لانا اور باقی وسایل خداشناسی سے بکلی بے خبر رہنا بڑی بھاری بدنصیبی ہے اور اُن قوتون کو ہمیشہ بے کار رکھ کر ضایع کر دینا اور اُن سے فائدہ نہ اٹھانا پرلے درجہ کی بے سمجھی ہے سو ایسا شخص سچا فلسفی ہرگز نہین ہو سکتا کہ جو کشف اور الہام پانے کی قوت کو معطل اور بیکار چھوڑتا ہے بلکہ اس سے انکار کرتا ہے حالانکہ ہزارون عارفون کی شہادت سے کشف اور الہام کا پایا جانا بپایہ ثبوت پہنچ چکا ہے اور تمام سچے عارف اسی طریق سے معرفت کاملہ تک پہنچے ہین

حقیقت پنج بنائے اسلام

(کلمات قدسیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

مین کئی بار ظاہر کر چکا ہون کہ تمہین صرف اتنے پر خوش نہین ہونا چاہئے کہ ہم مسلمان کہلاتے ہین اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے قایل ہین۔ قرآن شریف کے پڑھنے والے اس بات کو بخوبی جانتے ہین کہ اللہ تعالیٰ صرف زبان پر راضی نہین ہوتا۔ قرآن شریف مین یہودیون کے قصے درج ہین ان پر خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے فضل پہلے ہوئے لیکن جب اُن پر ایسا زمانہ آیا کہ ان کی باتین صرف زبان تک محدود رہ گئین اور اُن کے دل تقویٰ اور خیانت اور خیالات بد سے بھر گئے تو اللہ تعالیٰ

۵۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہین کہ اسلام کی بنا پانچ چیزون پر رکھی گئی ہے

شَہَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ

پہلا گواہی دینا کہ ایک معبود برحق کے سوا اور کوئی معبود برحق نہین اور محمد اس کا بندہ اور رسول ہے اور دوسرا نماز قائم کرنا

وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔ متفق علیہ

تیسرا زکوۃ دینا چوتھا حج کرنا پانچوان ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔ روایت کی حدیث بخاری و مسلم نے

نے طرح طرح کے عذاب اُن پر وارد کئے یہان تک کہ اُن مین سے بعض کو بندر اور سور بنا دیا گیا ہے حالانکہ توریت اور زبور اُن کے پاس تہی اور وہ اس پر ایمان ظاہر کرتے تھے اور سارے نبیون کو مانتے تھے لیکن خدا نے اسکو پسند نہ کیا کیونکہ اُنکی باتین صرف زبان پر تہین اور اُنکے دلون مین کچھہ نہ تہا خدا اسکو پسند نہین کرتا جسکے پاس صرف زبان ہو اور دل مین کچھہ نہ رکھتا ہو خوب یاد رکھو ہرگز اتنے پر خوش نہ ہو کہ تم زبان سے اپنے ایمان کا اقرار کرتے ہو جو ایمان صرف زبان پر ہے اور دل کے ساتھ تعلق نہین رکھتا وہ گندہ ناکارہ اور بیکار ہے وہ نہ اس جہان مین تمہارے کسی کام آسکتا ہے نہ اُس جہان مین جب تک انسان کا دل سب باتون کو چھوڑ کر صرف خدا کی طرف متوجہ نہ ہوجاوے اور درحقیقت دین دنیا پر مقدم نہ ہوجاوے تب تک خدا راضی نہین ہوتا۔ مخلوق کو تم دہوکا دے سکتے ہو ظاہری نمازین پڑھ سکتے ہو ظاہری روزے رکھہ سکتے ہو دکہانے کے واسطے زکوٰۃ دے سکتے ہو مگر یہ دہوکا مخلوق کو دیا جاسکتا ہے خدا تمہارے دہوکے مین نہین آسکتا۔ اتنے پر خدا تم سے راضی نہین ہوگا کہ تم زبان سے کلمہ طیبہ پڑھو اور کلمہ کو کہلاتے ہو۔

کلمہ طیبہ کا مفہوم یعنی کلمے کے معنی کیطرف غور کرو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ انسان زبان سے اقرار کرتا ہے اور دل سے تصدیق کرتا ہے کہ میرا معبود بجز خدا کے اور کوئی نہین۔

الٰہ ایک عربی لفظ ہے اور اُسکے معنی معبود او محبوب اور اصل مقصود کے ہین۔ یہ کلمہ قرآن شریف کا خلاصہ ہے جو مسلمانون کو سکھلایا گیا ہے اکثر لمبی کتابون کا یاد کرنا ہر ایک کے واسطے مشکل ہے اللہ تعالیٰ حکیم ہے اُس نے ایک مختصر سا کلمہ سنا دیا ہے اسکے یہ معنی ہین کہ جبتک خدا کو مقدم نہ کیا جاوے جب تک خدا کو معبود نہ بنایا جاوے جب تک خدا کو مقصود نہ ٹھہرایا جاوے انسان کو نجات حاصل نہین ہوسکتی حدیث شریف مین آیا ہے من قال لا الٰہ الا اللہ فدخل الجنۃ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ بہشت مین داخل ہوا۔ لوگون نے اس حدیث کا مفہوم سمجھنے مین دہوکا کہایا ہے وہ یہ خیال کرتے ہین کہ صرف زبان سے یہ کلمہ پڑھ لینا کافی ہے اور صرف اتنے سے انسان بہشت مین

کلمہ طیبہ کا مفہوم

داخل ہو سکیگا خدا تعالیٰ الفاظ سے تعلق نہیں رکھتا وہ دلوں سے تعلق رکھتا ہے اسکا مطلب
ہے کہ جو لوگ درحقیقت اس کلمہ کے مفہوم کو اپنے دل میں داخل کر لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی
عظمت پورے رنگ کے ساتھ ان کے دلوں میں بیٹھ جاتی ہے وہ جنت میں داخل ہو جاتے
ہیں۔ جب کوئی شخص سچے طور پر کلمہ کا قائل ہو جاتا ہے تو بجز خدا کے اور کوئی اسکا پیارا
نہیں رہتا اور بجز خدا کے کوئی اسکا مطلوب باقی نہیں رہتا اور بجز خدا کے اور کوئی اسکا
معبود نہیں رہتا سو وہ مقام جو ابدال کا مقام ہے اور وہ جو قطب کا مقام ہے اور وہ جو
غوث کا مقام ہے وہ یہ ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ پر دل سے ایمان ہو اور اسکے سچے مفہوم پر
عمل ہو یہ فخر مت کرو کہ ہم کسی بت کی پرستش نہیں کرتے اور نہ کسی انسان کی پوجا کرتے ہیں
بت پرستی اور انسان پرستی سے پرہیز تو ایک موٹی بات ہے۔ ہندو جو حقایق اور معارف نہیں
جانتا وہ بھی اب تو بتوں سے پرہیز کرتا ہے کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا مفہوم اس پر ختم نہیں جو بتوں
کی پوجا سے تم پرہیز کرو بلکہ اسکے سوا اور بہت ہی جھوٹے معبود ہیں اور ان سب کا
ترک کرنا لازمی امر ہے جیسا کہ انسان کا ہوا و ہوس کے پیچھے چلنا اور اتباع شہوات کرنا اور
طرح طرح کی بدیوں کی پیروی کرنا یہ سب انسان کے واسطے بت ہیں جنکی وہ پوجا کرتا ہے۔
اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ میں ان سب کی نفی کی گئی ہے یہ کلمہ شریف ایک اللہ کے سوا تمام الہوں
کی نفی کرتا ہے تمام انفسی اور آفاقی الہ باہر نکال کر اپنے دل کو ایک اللہ کے واسطے پاک صاف
کر لینا چاہئے بعض بت ظاہر ہیں مگر بعض بت باریک ہیں مثلاً خدا تعالیٰ کے سوا ئے اسباب پر
توکل کرنا بھی ایک بت ہے مگر یہ ایک باریک بت ہے جیسا کہ عالم جسمانی میں بعض بیماریاں موٹی
ہوتی ہیں مثلاً تپ محرقہ کہ دیکھنے والا فوراً کہدیتا ہے کہ یہ بیمار مرض ہلاکت میں ہے ایسا ہی
بعض موٹے اور ظاہری بت ہیں اور ان سے مخلصی سہل ہے دیکھو ایک زمانہ تھا کہ تمام
پنجاب ہندوستان بت پرستوں سے بھرا ہوا تھا لیکن ان کا بہت سا حصہ مسلمان ہو گیا

سلہ أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ ۲۵/۱۹ ترجمہ بھلا دیکھ تو اس شخص کو جس نے خواہش
کو اپنا معبود ٹھہرا لیا ہے۔

جو ہمارے سامنے موجود ہے اور جو باقی رہ گئے وہ بھی بتون سے نفرت کرتے جاتے ہین
ان بتون کے بیکار ہونے کی بکی دلیل یہ ہے کہ خود بت پرستون نے بھی ان کو شناخت
کیا اور چھوڑ دیا۔ لیکن وہ باریک بت جو لوگ اپنی بغلون کے اندر دبائے پھرتے ہین
انکا نکالنا ایک مشکل امر ہے بڑے بڑے فلسفی اور حکیم ان کو اپنے اندر سے نکال نہین سکتے
وہ نہایت باریک کیڑے ہین جو خدا تعالی کے بڑے فضل کی خوردبین کے سوا نظر
نہین آسکتے وہ بڑا ضرر انسان کو پہنچاتے ہین وہ بت جذبات نفسانی کے ہین جو کہ
انسان کو خدا تعالی اور اپنے ہمجنسون کی حقوق تلفی مین حد سے باہر لیجاتے ہین بہت سے
پڑھے لکھے جو کہ عالم کہلاتے ہین اور فاضل کہلاتے ہین اور مولوی کہلاتے ہین اور حدیثین پڑھتے
ہین اپنے آپ مین ان بتون کی شناخت نہین کرسکتے اور انکی پوجا کرتے ہین ان بتون پر
بچنا بڑے بہادر آدمی کا کام ہے جو لوگ ان بتون کے پیچھے لگتے ہین وہ آپس مین نفاق
رکھتے ہین ایک دوسرے کے حقوق تلف کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ ہمنے ایک شکار مارا ہو
حد سے زیادہ اسباب پر زور مارتے اور ان کا تمام بھروسا ان اسباب ہی پر ہوتا ہے جب تک
ان بتون کا قلع قمع نہ کیا جاوے توحید قایم نہین ہوسکتی بہت سے لوگ اصل حقیقت کو نہین
جانتے اور کہتے ہین کہ ہم کلمہ نہین پڑھتے ہین افسوس کے ساتھہ کہنا پڑیگا کہ بیشک نہین پڑھتے
کلمہ بیہودہ نہین کہ وہ بے اثر ہو کلمہ طیبہ کو اگر کوئی شخص دل سے پڑھے اور اس پر کاربند ہو تو وہ
دین و دنیا کے امور کے واسطے کافی ہے۔ مین اس جگہ ایک معمولی واعظ کیطرح کھڑا ہو کر بیان
نہین کرتا بلکہ مین اپنی شہادت پیش کرتا ہون کہ کلمہ کے کس قدر فوائد عظیمہ ہین کوئی چاہے قبول
کرے چاہے نہ کرے مگر بات یہی سچ ہے کہ جو مین اس جگہ بیان کرتا ہون۔ میں اپنی جماعت مین
بھی دیکھتا ہون کئی بلکہ بہت ایسے ہین کہ جس توحید کیطرف خدا انہین بلاتا ہے وہ اسکو قبول نہین
کرتے خدا واحد ماننے کے ساتھہ یہ لازم ہے کہ اسکی مخلوق کی حق تلفی نہ کی جاوے جو شخص اپنے
بھائی کا حق تلف کرتا ہے اور اسکی خیانت کرتا ہے وہ لا الہ الا اللہ کا قایل نہین توحید کا مفہوم
یہ ہے کہ انسان کے اندر سے وہ تمام بت نکل جاوین جنکی وجہ سے وہ حسد بغض یا کاری غیبت

خیانت وغیرہ بدیون مین گرفتار رہتا ہے جبتک یہ چیزین اپنے اندر سے نکال نے تب تک تو
لا الہ الا اللہ کے کہنے مین سچا کیون کر قرار دیا جا سکتا ہے۔ جب کل کی نفی نہ کیجاوے تو صرف منہ
سے کہدینا کیا فایدہ دیسکتا ہے خدا کو واحد لاشریک وہی سمجھتا ہے جو نفسانی جذبات کے
وقت حسد اور غصہ کو ایک دم مین اپنا خدا بنا نہین لیتا جبتک کہ کل جھوٹے معبود جو کہ چوہون کی
طرح انسان کے دل کی زمین کو ویران کرتے ہین بھسم نہ کردئیے جاوین تب تک انسان صاف نہین ہو سکتا
جیسا کہ زمینی چوہے طاعون لانیوالے ہوتے ہین ایسا ہی یہ چوہے انسان کے دل کو خراب کیکے
اُسے ہلاکت تک پہنچا دیتے ہین۔ اس بات کو غور سے سنو اور خوب یاد رکھو کیونکہ مین نہین جانتا
کہ اس مجمع مین جو لوگ جمع ہین ان مین سے آیندہ سال تک کون زندہ ہوگا اور کون زندہ نہ ہوگا
اس بات پر فخر ہرگز نہ کرو کہ ہم لا الہ الا اللہ کہنے والے ہین جبتک کہ اُسکے اصل مفہوم کو حاصل نہ کرلو
ہزارون آریہ اور برہمن اور یہودی موجود ہین جو کہ اپنے آپ کو توحید کا قایل بتلاتے ہین مگر صرف زبانی
ہین جو عمل کرتے ہین۔

حقیقت نماز

مفہوم کا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے سننے کے بعد نماز کیطرف توجہ کرو جسکی پابندی کے واسطے
بار بار قرآن شریف مین تاکید کیگئی ہے لیکن ساتھ ہی اسکے یہ فرمایا گیا ہے کہ وَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ
الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ لعنت ہو ان نمازیون کے واسطے جو کہ نماز کی حقیقت
سے بیخبر ہین سو سمجھنا چاہیئے کہ نماز ایک سوال ہے جو کہ انسان جدائی کے وقت درد اور حسرت
کے ساتھ اپنے خدا کے حضور مین کرتا ہے کہ اُسکو لقا اور وصال ہو کیونکہ جب تک وہ خود
وصال عطا نہ کرے کوئی وصال کو حاصل نہین کر سکتا طرح طرح کے طوق اور قسما قسم کے زنجیر
انسان کی گردن مین پڑے ہوئے ہین اور وہ بہتیرا چاہتا ہے کہ یہ دور ہو جاوین پر وہ دور نہین ہوتے
باوجود انسان کی خواہش کے کہ وہ پاک ہو جاوے نفس لوامہ کی لغزشین ہو ہی جاتی ہین گناہون
سے پاک کرنا خدا کا کام ہے اسکے سوائے کوئی طاقت نہین جو زور کے ساتھ تمہین پاک کر دکھا

پس پاک جذبات کے پیدا کرنے کیواسطے خداتعالےٰ نے نماز رکھی ہے۔ نماز کیا ہے؟ ایک دعا۔ جو درد۔ سوزش اور حرقت کے ساتھ خداتعالیٰ سے طلب کی جاتی ہے تاکہ یہ بدخیالات اور برے ارادے دفع ہو جاویں اور پاک محبت اور پاک تعلق حاصل ہو جائے اور خداتعالیٰ کے احکام کے ماتحت چلنا نصیب ہو۔

صلوٰۃ کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دعا صرف زبان سے نہیں بلکہ اسکی سوزش اور جلن اور حرقت کا ہونا بھی ضروری ہے خداتعالیٰ دعا کو قبول نہیں کرتا جب تک انسان حالت دعا میں ایک موت تک نہیں پہنچتا۔ تھوڑے ہیں جو دعا کے فلسفے سے آگاہ ہیں ہمارے پاس بہت سے خطوط آتے ہیں جن میں لوگ لکھتے ہیں کہ ہم نے فلاں امر کے واسطے دعا کی تھی مگر قبول نہیں ہوئی۔ دعا کے واسطے لازمی امر ہے کہ انسان کا دل خداتعالیٰ کے آگے پگھل جاوے اور وہ صبر، استقامت کیساتھ اسکے فضل کا مانگنے والا ہو جب نماز کے تمام آداب کا لحاظ رکھا جاتا ہے تب اسکی قبولیت کی امید ہوتی ہے نماز بڑے بھاری درجہ کی دعا ہے مگر لوگ اسکی قدر نہیں کرتے اس زمانہ میں مسلمان ورد وظائف کی طرف متوجہ ہیں کئی ایک فرقے ہیں جیسا کہ نوشاہی اور نقشبندی وغیرہ۔ افسوس ہے کہ ان میں سے کوئی بدعات کی آمیزش سے خالی نہیں یہ لوگ نماز کی حقیقت سے بیخبر ہیں۔ احکام الٰہی کی ہجو کرتے ہیں۔ طالب کے واسطے نماز کے ہوتے ہوئے ان بدعات میں سے کسی کی ضرورت نہیں۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق تھا کہ مشکلات کے وقت میں وضو کرکے نماز میں کھڑے ہو جاتے تھے اور نماز میں دعا کرتے تھے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ خدا کے قریب لیجانے والی کوئی چیز نماز سے زیادہ نہیں۔

نماز کے اجزا اپنے اندر ادب خاکساری اور انکساری کا اظہار رکھتے ہیں۔ قیام میں نمازی دست بستہ کھڑا ہوتا ہے جیسا کہ ایک غلام اپنے آقا اور بادشاہ کے سامنے طریق ادب سے کھڑا ہوتا ہے۔ رکوع میں انسان انکسار کے ساتھ جھک جاتا ہے سب سے بڑا انکسار سجدہ میں ہے جو بہت ہی عاجزی کی حالت کو ظاہر کرتا ہے افسوس ہے کہ نادان لوگ اپنے پاس سے وظائف بناتے ہیں اور پھر ان کو نماز پر ترجیح دیتے ہیں حینتک کہ انسان اس عالم میں سے حصہ نہ لے جس سے

تشبیہ اوقات پنجگانہ نماز

اپنی حد تک پہنچتی ہے تب تک انسان کے ہاتھ مین کچھ نہین مگر جس شخص کا یقین خدا پر نہین
وہ نماز پر کس طرح یقین کر سکتا ہے نماز جامع حسنات ہے۔

نماز کے واسطے جو پانچ وقت مقرر کئے گئے ہین اس مین بھی ایک حکمت ہی اور وہ یہ ہے
کہ انسان پر پانچ حالتین وارد ہوتی ہین اُسکے مطابق پانچ نمازین رکھی گئی ہین۔ حالت اول
زوال سے شروع ہوتی ہے جس سے پہلے انسان اپنے آپ کو غنی سمجھتا ہے اور طالع نور جانتا
ہے اور روز روشن کیطرح اُسکے تمام امور ایک جلوہ رکھتے ہین اور اس پر کوئی تاریکی نہین ہوتی
وہ اپنے آپ کو غیر محتاج کی طرح خیال کرتا ہے اور ایک پوری راحت اور آرام کی صورت
مین اپنے آپ کو دیکھتا ہے اچانک اُسپر ایک وقت آتا ہی کہ وہ زوال کیساتھ ایک مشابہت
رکھتا ہے وہ ابتدائے مصیبت کا وقت ہوتا ہے اور دکھ درد اور محتاجی کا احساس شروع
ہوتا ہے قبل ازین اسکو معلوم نہ تہا کہ مجھ پر ایسا وقت آنیوالا ہے اچانک بیٹھے بیٹھے یہ حالت شروع
ہو جاتی ہے جیسا کہ گھر مین آرام سے بیٹھے ہوئے اچانک کسی کے پاس گورنمنٹ کیطرف سے
وارنٹ آتا ہے اور کسی جرم پر طلبی کیجاتی ہے یہ مصیبت کا پہلا مرحلہ ہے اور نماز ظہر کے ساتھ
مشابہت رکھتا ہے کیونکہ انسان کی راحت اور جمعیت مین ایک زوال آگیا ہے اسکے بعد
وہ عدالت مین حاضر ہوتا ہے اور شہادت اسکے برخلاف گذر جاتی ہی اور اسکو معلوم کرایا جاتا ہے
کہ تجہہ پر فرد جرم لگایا گیا یہ اُس پر عصر کا وقت ہوتا ہے کیونکہ اسکے سورج کی روشنی مین کمی آگئی
ہے اور اُسکے نور کی روح کہینچ لی گئی ہے اسکے بعد وہ وقت ہے جبکہ اُسکو آخری حکم سنایا گیا کہ تجھے
اتنی مدت کی قید ہے یہ وہ وقت ہی کہ اس کا سورج بالکل ڈوب گیا پھر وہ وقت ہی کہ وہ قید خانہ
مین داخل ہو گیا اور اُسکے اندر بند کیا گیا یہ وقت اسکے واسطے عشاء کا وقت ہی کیونکہ تمام روشنی
جاتی رہی اور چارون طرف سے اس پر تاریکی چھا گئی اور وہ قید خانہ مین پڑا ہے اس لمبی تاریکی کے
بعد پھر فجر کا وقت آتا ہے جبکہ وہ قید خانہ سے رہائی پا کر نکلتا ہے اور دوبارہ اس پر روشنی کا پرتوہ
پڑتا ہے اور اسکے اردگرد نور چمکتا ہے یہ پانچ اوقات انسان کے حال پر لازم رکھے گئے ہین
اور ان پانچون حالتون کی یاد مین جو کہ اس پر آنے والے ہین وہ روزانہ خدا تعالیٰ کے حضور مین

دعائیں کرتا ہو کہ وہ ان مشکلات سے بچاوے۔ یہ پانچ نمازوں کے اوقات کی حقیقت
بیان کی گئی ہے۔

اور جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے رکوع اور سجدہ میں انسان کے عجز و تضرع
اور انکسار کا ایک نقشہ ہے کہ جب انسان حالت فنا پر پہنچتا ہے تو وہ خدا کے
آگے سر رکھ دیتا ہے مگر یہ باتیں صرف تقریر اور الفاظ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتیں
جو چاہے اسکو آزمائے اور دیکھے کہ اسکے نتائج کیا ہوتے ہیں۔ وہ بڑا بد قسمت ہے جو ایسے
نسخہ کو آزما کر نہیں دیکھتا اور اس سے فائدہ حاصل نہیں کرتا۔

نماز ایک خاص دعا ہے مگر لوگ اسکو بادشاہوں کا ٹکس سمجھتے ہیں نادان اتنا
نہیں جانتے کہ بھلا خدا تعالے کو ان باتوں کی کیا حاجت ہے اسکے غناء ذاتی کو اس بات کی
کیا حاجت ہے کہ انسان دعا تسبیح اور تہلیل میں مصروف ہو بلکہ اسمیں انسان کا اپنا ہی فایدہ ہے
کہ وہ اس طریق پر اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے مجھے یہ دیکھ کر بڑا افسوس ہوتا ہے کہ آجکل عبادت
اور تقوےٰ اور دینداری سے محبت نہیں ہے اسکی وجہ ایک عام زہریلا اثر رسم کا ہے اسی وجہ
سے اللہ تعالے کی محبت سرد ہو رہی ہے اور عبادت میں جس قسم کا مزہ آنا چاہئیے وہ مزہ نہیں آتا
دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جسمیں لذت اور ایک خاص حظ اللہ تعالیٰ نے نہ رکھا ہو جس طرح
پر ایک مریض ایک عمدہ سے عمدہ خوش ذایقہ چیز کا مزا نہیں اٹھا سکتا اور وہ اسکو تلخ یا بالکل پھیکا
سمجھتا ہے اسی طرح وہ لوگ جو عبادت الٰہی میں حظ اور لذت نہیں پاتے انکو اپنی بیماری کا
فکر کرنا چاہئیے کیونکہ جیسا میں نے ابھی کہا ہے دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسمیں خدا تعالیٰ
نے کوئی نہ کوئی لذت نہ رکھی ہو اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عبادت کیلئے پیدا کیا تو پھر کیا
وجہ ہے کہ اس عبادت میں اسکے لئے لذت اور سرور نہ ہو لذت اور سرور تو ہے مگر اس سے
حظ اٹھانے والا بھی تو ہو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ
اب انسان جبکہ عبادت ہی کیلئے پیدا ہوا ہے ضروری ہے کہ عبادت میں لذت اور سرور بھی درجہ
نہایت کا رکھا ہو اس بات کو ہم اپنے روزمرہ کے مشاہدہ اور تجربہ سے خوب سمجھ سکتے ہیں

مثلاً دیکھو اناج اور تمام خوردنی اور نوشیدنی اشیاء انسان کیلئے پیدا کی ہین نزکیا ان سے
وہ ایک لذت اور حظ نہین پاتا ہے کیا اسنے ذایقہ مزے اور احساس کیلئے اسکے منہ مین زبان
موجود نہین کیا وہ خوب صورت اشیاء دیکھکر نباتات ہون یا جمادات حیوانات ہون یا انسان
حظ نہین پاتا۔ کیا دل خوش کن اور سریلی آوازون سے اسکے کان محظوظ نہین ہوتے
پھر کیا کوئی دلیل اور بھی اس امر کے اثبات کیلئے مطلوب ہی کہ عبادت مین لذت نہ ہو اسد تعالےٰ
فرماتا ہے کہ ہمنے عورت اور مرد کو جوڑا پیدا کیا اور مرد کو رغبت دی ہے اب اس مین زبردستی
نہین کی بلکہ ایک لذت بھی دکھلائی ہے اگر محض توالد وتناسل ہی مقصود بالذات ہوتا تو
مطلب پورا نہ ہوتا عورت اور مرد کی برہنگی کی حالت مین ان کی غیرت قبول نہ کرتی کہ وہ ایک
دوسرے کے ساتھ تعلق پیدا کرین مگر اس مین اُن کے لئے ایک حظ ہی اور ایک لذت ہے جسکا حظ
اور لذت اس درجہ تک پہنچی ہے کہ بعض کوتہ اندیش انسان اولاد کی بھی پروا اور خیال نہین
کرتے بلکہ ان کو صرف حظ سے ہی کام اور غرض ہی۔ خدا تعالیٰ کی علت غائی بندون کا پیدا کرنا
تہا اور اس سبب کے لئے ایک تعلق عورت اور مرد مین قایم کیا اور ضمناً اسمین ایک حظ رکھدیا۔
جو اکثر نادانون کیلئے مقصود بالذات ہوگیا اسی طرح سے خوب سمجھ لو کہ عبادت بھی کوئی بوجھ اور
ٹیکس نہین اسمین بھی ایک لذت اور سرور ہی اور یہ لذت اور سرور دنیا کی تمام لذتون اور تمام حظوظ
سے بالاتر ہے جیسے عورت اور مرد کے باہمی تعلقات مین ایک لذت ہی اس سے وہی بہرہ مند
ہوسکتا ہے جو مرد اپنے قویٰ صحیح رکھتا ہے ایک نامرد اور مخنث وہ حظ نہین پاسکتا اور جیسے
ایک مریض کسی عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ غذا کی لذت سے محروم ہے اسی طرح پر ہان ٹھیک ایسا
ہی وہ کمبخت انسان ہے جو عبادت الٰہی سے لذت نہین پاسکتا۔ عورت اور مرد کا جوڑا تو باطل
اور عارضی جوڑا ہے مین کہتا ہون حقیقی ابدی اور لذت مجسم جو جوڑا ہے وہ انسان اور خدا
تعالیٰ کا ہے مجھے سخت اضطراب ہوتا اور کبھی کبھی یہ رنج میری جان کو کھانے لگتا ہے کہ ایک
دن اگر کسی کو روٹی کھانے کا مزا نہ آوے طبیب کے پاس جاتا اور کیسی کیسی منتین اور خوشامدین
کرتا روپیہ خرچ کرتا دکھ اٹھاتا ہے کہ وہ مزا حاصل ہو وہ نامراد جو اپنی بیوی سے لذت حاصل نہین کرسکتا

بعض اوقات گھبرا گھبرا کر خودکشی کے لاستے تک پہنچ جاتا اور اکثر مومنین اس قسم کی ہوجاتی ہیں مگر آہ وہ مریض دل وہ نامراد کیون کوشش نہین کرتا جسکو عبادت مین لذت نہین آتی اسکی جانب کیون غم سے نڈھال نہین ہوجاتی - دنیا اور اسکی خوشیون کیلئے کیا کچھ کرتا ہی مگر ابدی اور حقیقی راحتون کی وہ پیاس اور تڑپ نہین پاتا کس قدر بے نصیب ہی کیسا محروم ہے عارضی اور فانی لذتون کے علاج تلاش کرتا ہے اور پالیتا ہے کیا ہوسکتا ہے کہ مستقل اور ابدی لذت کے علاج نہیون . . ہین اور ضرور ہین مگر تلاش حق مین مستقل اور پوپیہ قدم درکار ہین - قرآن کریم مین ایک موقعہ پر اللہ تعالٰی نے صالحین کی مثال عورتون سے دی ہے اسمین بھی سِر اور بھید ہے ایمان لانے والون کو مریم اور آسیہ کی مثال دی ہے یعنی خدا تعالٰی مشرکین مین سے مومنون کو پیدا کرتا ہے -

بہرحال عورتون سے مثال دینے مین دراصل ایک لطیف راز کا اظہار ہی یعنی جس طرح عورت اور مرد کا باہم تعلق ہوتا ہے اسی طرح پر عبودیت اور ربوبیت کا رشتہ ہے اگر عورت اور مرد کی باہم موافقت ہو اور ایک دوسرے پر فریفتہ ہو تو وہ جوڑا ایک مبارک اور مفید ہوتا ہے ورنہ نظام خانگی بگڑ جاتا ہے اور مقصود بالذات حاصل نہین ہوتا ہے مرد اور جگہ خراب ہوکر صدہا قسم کی بیماریان لے آتے ہین آتشک سے مجذوم ہوکر دنیا مین ہی محروم ہوجاتے ہین اور اگر اولاد ہو بھی جاوے تو کئی پشت تک یہ سلسلہ برابر چلا جاتا ہے اور ادھر عورت جیسا کہتی پھرتی ہے اور عزت و آبرو کو ڈبوکر بھی سچی راحت حاصل نہین کرسکتی - غرض اس جوڑے سے الگ ہوکر کس قدر بدنتائج اور فتنے پیدا ہوتے ہین - اسی طرح پر انسان روحانی جوڑے سے الگ ہوکر مجذوم اور مخذول ہوجاتا ہے دنیاوی جوڑے سے زیادہ رنج و مصائب کا نشانہ بنتا ہے جیسا کہ عورت اور مرد کے جوڑے سے ایک قسم کی بقا کیلئے حظ ہے اسی طرح پر عبودیت اور ربوبیت کے جوڑے مین ایک ابدی بقا کیلئے حظ موجود ہے - صوفی کہتے ہین کہ جسکو یہ حظ نصیب ہوجاوے وہ دنیا اور مافیہا کے تمام حظوظ سے بڑھ کر ترجیح رکھتا ہے اگر ساری عمر مین ایک بار بھی اسکو معلوم ہوجاوے تو اسی مین ہی فنا ہوجاوے لیکن مشکل تو یہ ہے

کہ دنیا میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے اس نماز کو نہیں سمجھا اور اُن کی
نمازیں صرف ٹکریں ہیں اور اوپرے دل کے ساتھ ایک قسم کی قبض اور تنگی سے صرف
نشست اور برخاست کے طور پر ہوتی ہے مجھے اور بھی افسوس ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں
کہ بعض لوگ صرف اسلئے نمازیں پڑھتے ہیں کہ وہ دنیا میں معتبر اور قابل عزت سمجھے جاویں اور پھر اس
نماز سے یہ بات اُن کو حاصل ہو جاتی ہے یعنی وہ نمازی اور پرہیزگار کہلاتے ہیں پھر اُن کو کیوں
یہ کہا نیوالا غم نہیں لگتا کہ جھوٹ موٹ اور بیدلی کی نماز سے اُن کو یہ رتبہ حاصل ہو سکتا ہے
تو کیوں ایک سچے عابد بننے سے اُن کو عزت نہ ملیگی اور کیسی عزت ملیگی ۔
غرض میں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سست اسلئے ہوتے ہیں کہ ان کو اس
لذت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالے نے نمازوں کے اندر رکھی ہے اور بڑی بھاری
وجہ اسکی یہی ہے پھر شہروں اور گانوں میں تو اور بھی سستی اور غفلت ہوتی ہے سو سوچا سواں
حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتے ۔ پھر
سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ کیوں اُن کو اس لذت کی اطلاع نہیں اور نہ اُنہوں نے اس مزہ
کو چکھا اور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنے ان کاموں میں مبتلا
ہوتے ہیں اور مؤذن اذان دے دیتا ہے پھر وہ سننا ہی نہیں چاہتے گویا اُن کے دل
دکھتے ہیں یہ لوگ بہت ہی قابل رحم ہیں بعض لوگ یہاں بھی ایسے ہیں کہ اُن کی دوکانیں دیکھو
تو مسجدوں کے نیچے ہیں مگر کبھی جا کر کھڑے بھی تو نہیں ہوتے پس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ
خدا تعالی سے نہایت سوز اور ایک جوش کیساتھ یہ دعا مانگنی چاہئے کہ جس طرح اور پھلوں
اور اشیاء کی طرح طرح کی لذتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایکبار مزہ چکھا دے ۔ کھایا
ہوا یاد رہتا ہے دیکھو اگر کوئی شخص کسی خوب صورت کو ایک سرور کیساتھ دیکھتا ہے تو وہ
اسے خوب یاد رہتا ہے اور اگر کسی بد شکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے تو اسکی ساری حالت
باعتبار مجسم ہو کر سامنے آجاتی ہے ۔ اسی طرح نماز بے نمازوں کے نزدیک ایک تاوان ہے کہ
ناحق صبح اٹھ کر سردی میں وضو کر کے خواب راحت چھوڑ کر اور کئی قسم کی آسائشوں کو کھو کر

پڑتی ہے اصل بات یہ ہے کہ اُسے بیزاری ہے وہ اُسکو سمجھ نہیں سکتا اوس لذت اور حسنات سے جو نماز میں ہے اُسکو اطلاع نہیں ہے پھر نماز میں لذت کیونکر حاصل ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پے در پے پیالے پیتا جاتا ہے یہانتک کہ اسکو ایک قسم کا نشہ آجاتا ہے دانشمند اور بزرگ انسان اسی سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ نماز پر دوام کرے اور پڑھتا جاوے یہانتک کہ اُسکو سرور آجاوے اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اوسکا مقصد بالذات ہوتا ہے اوسی طرح ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں حاصل کرنا ہو اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق و کرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کہ وہ لذت حاصل ہو میں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ یقینًا یقینًا وہ لذت حاصل ہو جاویگی پھر نماز پڑھتے وقت ان مفاد کا حاصل کرنا بھی ملحوظ ہو جو اس سے ہوتے ہیں اور احسان پیش نظر رہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ نیکیاں بدیوں کو زایل کر دیتی ہیں پس ان حسنات کو اور لذات کو دل میں رکھکر دعا کرے کہ وہ نماز جو صدیقوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے یہ جو فرمایا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ یعنی نیکیاں یا نماز بدیوں کو دور کر دیتی ہے یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں مگر نہ روح اور نہ راستی کے ساتھ وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں اون کی روح مردہ ہے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام حسنات نہیں رکھا اور یہاں جو حسنات کا لفظ رکھا الصلوٰۃ کا لفظ نہیں رکھا باوجودیکہ معنی وہی ہیں اُسکی وجہ یہی ہے کہ تا نماز کی خوبی اور حسن و جمال کی طرف اشارہ کرے کہ وہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اوس میں موجود ہے۔ وہ نماز یقینًا یقینًا برائیوں کو دور کرتی ہے۔

نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہے جو ایک لذت

ارکان نماز کی حقیقت

اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے ارکان نماز دراصل روحانی نشست و برخاست کیلئے ہین انسان کو خدا تعالےٰ کے روبرو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آداب خدمتگاران میں سے ہے رکوع جو دوسرا حصہ ہے بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے کہ وہ تعمیل حکم کو کس قدر گردن جھکاتا ہے اور سجدہ کمال ادب اور کمال تذلل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے یہ آداب اور طریق ہین جو خدا تعالیٰ نے بطور یادداشت کے مقرر کردئے ہین اور جسم کو باطنی طریق سے حصہ دینے کی خاطر ان کو مقرر کیا ہے علاوہ ازین باطنی طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھدیا ہے اب اگر ظاہری طریق مین جو اندرونی اور باطنی طریق کا ایک عکس ہے صرف نقال کیطرح نقلین اتاری اور اسے ایک بار گران سمجھ کر اتار پھینکنے کی کوشش کیجاے تو تم بتاؤ اس مین کیا لذت اور حظ آسکتا ہے اور جب تک لذت اور سرور نہ آئے اسکی حقیقت کیونکر متحقق ہوگی اور یہ اس وقت ہوگا جبکہ روح بھی ہمہ نیستی اور تذلل تام ہوکر آستانۂ الوہیت پر گرے اور جو زبان بولتی ہے روح بھی بولے اس وقت ایک سرور اور نور اور تسکین حاصل ہوجاتی ہے مین اسکو اور کھولکر کہنا چاہتا ہون کہ انسان جس قدر مراتب طے کرکے انسان ہوتا ہے یعنی نطفہ بلکہ اس سے بھی پہلے نطفہ کے اجزا یعنے مختلف قسم کی اغذیہ اور اونکی ساخت اور بناوٹ پھر نطفہ کے بعد مختلف مدارج کے بعد بچہ پھر جوان۔ بوڑھا غرض ان تمام عالمون مین جو اس پر مختلف اوقات مین گذرے ہین اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا معترف ہو اور وہ نقشہ ہر آن اس کے ذہن مین کھنچا رہے تو وہ اس قابل ہوسکتا ہے کہ ربوبیت کے مد مقابل مین اپنی عبودیت کو ڈالدے غرض مدعا یہ ہے کہ نماز مین لذت اور سرور بھی عبودیت اور ربوبیت کے ایک تعلق سے پیدا ہوتا ہے جبتک اپنے آپ کو عدم محض یا مشابہ بالعدم قرار دیکر جو ربوبیت کا ذاتی تقاضا ہے نہ ڈالدے اوسکا فیضان اور پرتو اس پر نہین پڑتا اور اگر ایسا ہو تو پھر اعلےٰ درجہ کی لذت حاصل ہوتی ہے جس سے بڑھکر کوئی حظ نہین ہے۔

مقام صلوٰۃ

انسان کی روح جب ہمہ نیستی ہوجاتی ہے تو وہ خدا کی طرف ایک چشمہ کی طرح بہتی ہے

اور ماسوی اللہ سے انقطاع تام ہو جاتا ہے اس وقت خدا تعالیٰ کی محبت اُس پر گرتی ہے اس اتصال کے وقت ان دو جوشوں سے جو اوپر کیطرف سے ربوبیت کا جوش اور نیچے کیطرف سے عبودیت کا جوش ہوتا ہے ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کا نام صلوٰۃ ہے پس یہی وہ صلوٰۃ ہے جو سیئات کو بھسم کر دیتی ہے اور اپنی جگہ ایک نور اور چمک چھوڑ دیتی ہے جو سالک کو راستہ کے خطرات اور مشکلات کے وقت ایک منور شمع کا کام دیتی ہے اور ہر قسم کے خس و خاشاک اور ٹھوکر کے پتھروں اور خار و خس سے جو اسکے راہ میں ہوتے ہیں آگاہ کر کے بچاتی ہے اور یہی وہ حالت ہے جبکہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ کا اطلاق اس پر ہوتا ہے کیونکہ اسکے ہاتھ میں اسکے شمعدان دل میں ایک روشن چراغ رکھا ہوا ہوتا ہے اور یہ درجہ کامل تذلل کامل نیستی اور فروتنی اور پوری اطاعت سے حاصل ہوتا ہے پھر گناہ کا خیال اسے آ کیونکر سکتا ہے اور انکار اس میں پیدا ہی نہیں ہو سکتا فحشاء کیطرف اسکی نظر اٹھ ہی نہیں سکتی غرض اسے ایسی لذت ایسا سرور حاصل ہوتا ہے کہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اسے کیونکر بیان کروں پھر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ نماز جو اپنے اصلی معنوں میں نماز ہے دعا سے حاصل ہوتی ہے غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صریح اور سخت مخالف ہے کیونکہ یہ مرتبہ دعا کا اللہ ہی کیلئے ہے جبتک انسان پوری طرح پر حنیف ہو کر اللہ تعالیٰ ہی سے سوال نہ کرے اور اسی سے نہ مانگے سچ سمجھو کہ حقیقی طور پر وہ سچا مسلمان اور سچا مومن کہلانے کا مستحق نہیں۔

حقیقت اسلام

اسلام کی حقیقت ہی یہ ہے کہ اسکی تمام طاقتیں اندرونی ہوں یا بیرونی سب کی سب اللہ تعالیٰ ہی کے آستانہ پر گری ہوئی ہوں جس طرح پر ایک بڑا انجن بہت سی کلوں کو چلاتا ہے پس اسی طور پر جبتک انسان اپنے ہر کام اور ہر حرکت و سکون تک کو اسی انجن کی طاقت عظمیٰ کے ماتحت نہ کر لیوے وہ کیونکر اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا قائل ہو سکتا ہے اور کیونکر اپنے آپ کو اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا کہتے وقت حنیف کہہ سکتا ہے جیسے منہ سے کہتا ہے دل سے بھی ادھر کیطرف متوجہ ہو تو لاریب وہ مسلم ہے وہ مومن اور حنیف ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ سے سوال کرتا ہے اور ادھر بھی جھکتا ہے اور روح اور دل کی

مانند اس درخت کی طرح جسکی شاخین ابتداءً ایک طرف کر دی جائین اور پہر وہ شاخ البتہ
ادہر ہی جہکتا ہے اور خدا تعالے کیطرف سے ایک سختی اور تشدد اسکے دل مین پیدا ہو کر اسے
منجمد اور پتہر بنا دیتا ہے جیسے وہ شاخین پہر دوسری طرف مڑ نہین سکتین اسی طرح پر وہ دل
اور روح دن بدن خدا تعالے سے دور ہوتی جاتی ہے پس یہ بڑی خطرناک اور دل کو کپکپا
دینے والی بات ہی کہ انسان اللہ تعالی کو چہوڑ کر دوسرے سے سوال کرے اسی لئے نماز کا التزام
اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے تاکہ اولاً وہ عادت راسخہ کیطرح قایم ہو اور رجوع الی اللہ
کا خیال ہو پہر رفتہ رفتہ وہ وقت خود آجاتا ہے کہ انقطاع کلی کی حالت مین ایک نور اور
ایک لذت کا وارث ہو جاتا ہے مین اس امر کو پہر تاکید سے کہتا ہون افسوس ہے کہ مجھے وہ
لفظ نہین ملتے جنمین مین وہ غیر اللہ کیطرف رجوع کرنیکی برائیان بیان کر سکون لوگون کے پاس
جا کر منت و خوشامد کرتے ہین یہ بات خدا تعالی کی غیرت کو جوش مین لاتی ہے کیونکہ یہ تو
لوگون کی نماز ہے پس وہ اس سے ہٹتا اور اسے دور پہینک دیتا ہے مین موٹے الفاظ
مین اسکو بیان کرتا ہون گو یہ امر اس طرح پر نہین ہے مگر سمجھ مین فوراً آسکتا ہے کہ جیسے ایک
مرد غیور کی غیرت تقاضا نہین کرتی کہ وہ اپنی بیوی کو کسی غیر کے ساتھ تعلق پیدا کرتے
ہوئے دیکھ سکے اور جس طرح پر وہ مرد ایسی حالت مین اس نابکار عورت کو واجب القتل
سمجھتا بلکہ بسا اوقات ایسی وارداتین ہو جاتی ہین ایسا ہی جوش اور غیرت الوہیت کی ہے
عبودیت اور دعا خاص اس ذات کے مد مقابل ہین وہ پسند نہین کرسکتا کہ کسی اور کو
معبود قرار دیا جاوے یا پکارا جائے پس خوب یاد رکہو اور پہر خوب یاد رکہو کہ غیر اللہ کیطرف
جہکنا خدا تعالی سے کاٹنا ہے نماز اور توحید کچھ ہی ہو کیونکہ توحید کے عملی اقرار کا نام ہی
نماز ہے نماز اس وقت بے برکت اور بے سود ہوتی ہے جب اس مین نیستی اور تذلل اور
حنیف دل نہ ہو سنو وہ دعا جسکے لئے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ فرمایا ہے اُس کیلئے
یہی سچی روح مطلوب ہے اگر اس تضرع اور خشوع مین حقیقت کی روح نہین تو وہ ٹین ٹین سے
کم نہین ہے مدار اس بات پر ہے کہ جبتک تیرے ارادے ناپاک اور گندے منصوبے بھسم نہ ہون

انانیت اور شیخی دور ہو کر نیستی اور فروتنی نہ آ جائے انسان خدا کا سچا بندہ نہیں کہلا سکتا
عبودیت کاملہ کے سکھلانیکے لیے بہترین معلم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہے میں تمہیں
پھر بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق حقیقی ارتباط چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ
اور ایسے کاربند بنو کہ تمہارا جسم تمہاری زبان بلکہ تمہاری روح کے ارادے اور جذبے سب کے
سب ہمہ تن نماز ہو جائیں ؛

حقیقت روزہ

صلوٰۃ کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں اسکے بعد روزے کی عبادت ہے افسوس ہے کہ اس زمانہ
میں بعض مسلمان کہلانے والے ایسے بھی ہیں جو کہ ان عبادات میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں
وہ اندھے ہیں اور خدا تعالیٰ کی حکمت کاملہ سے آگاہ نہیں ہیں۔ تزکیہ نفس کے واسطے
یہ عبادات لازمی ٹھہری ہوئی ہیں۔ یہ لوگ جس عالم میں داخل نہیں ہوئے اسکے معاملات میں
بیہودہ دخل دیتے ہیں اور جس ملک کی انہوں نے سیر نہیں کی اسکی اصلاح کے واسطے
جھوٹی تجویزیں پیش کرتے ہیں۔ انکی عمریں دنیوی دھندوں میں گذرتی ہیں دینی معاملات
کی انکو کچھ بھی خبر نہیں۔ کم کھانا اور بھوک برداشت کرنا بھی تزکیہ نفس کیواسطے ضروری ہے
اس سے کشفی طاقت بڑھتی ہے انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا۔ بالکل ابدی زندگی کا
خیال چھوڑ دینا اپنے اوپر قہر الٰہی کا نازل کرنا ہے مگر روزہ دار کو خیال رکھنا چاہیئے کہ روزے
سے صرف یہ مطلب نہیں کہ انسان بھوکا رہے بلکہ خدا کے ذکر میں بہت مشغول رہنا چاہیئے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے ان ایام میں کھانے
پینے کے خیالات سے فارغ ہو کر اور ان ضرورتوں سے انقطاع کر کے تبتل الی اللہ حاصل کرنا
چاہیئے بد نصیب ہے وہ شخص جسکو جسمانی روٹی ملی مگر اس نے روحانی روٹی کی پروا نہیں کی
جسمانی روٹی سے جسم کو قوت ملتی ہے ایسا ہی روحانی روٹی روح کو قایم رکھتی ہے اور اس
روحانی قوتیں تیز ہوتے ہیں خدا سے فتح باب چاہو کیونکہ تمام دروازے اسکی توفیق سے کھلتے ہیں

حقیقت حج

ایسا ہی ایک عبادت حج کی ہے مگر حج ایسا نہین چاہیے کہ حرام حلال کا جو روپیہ جمع ہوا
اسکو لیکر انسان سمندر کو چیرتا ہوا رسمی طور پر حج کو پورا کر آوے اور اس جگہ کے کہلانیوالے
جو کچھ منہ سے کہلاتے جاوین وہ کہہ کر واپس آجاوے اور ناز کرے کہ مین حج کر آیا ہون خدا تعالے
کا جو مطلب حج سے ہے وہ اس طرح پورا نہین ہوتا اصل بات یہ ہے کہ سالک کا آخری مرحلہ یہ
ہے کہ وہ انقطاع نفس کر کے تعشق باللہ اور محبت الٰہی مین غرق ہوجاوے عاشق اور محب جو
سچا ہوتا ہے وہ اپنی جان اور اپنا دل قربان کر دیتا ہے اور بیت اللہ کا طواف اس قربانی کے
واسطے ایک ظاہری نشان ہے جیسا کہ ایک بیت اللہ نیچے زمین پر ہے ایسا ہی ایک آسمان
پر بھی ہے جبتک آدمی اسکا طواف نہ کرے اسکا طواف بھی نہین ہوتا اسکا طواف کرنیوالا
تو تمام کپڑے اوتار کر ایک کپڑا بدن پر رکھ لیتا ہے لیکن اوسکا طواف کرنیوالا بالکل ننرع ثیاب
کر کے خدا کیواسطے ننگا ہوجاتا ہے۔ طواف عشاق الٰہی کی ایک نشانی ہے عاشق اوس کے
گرد گھومتے ہین گویا ان کی اپنی مرضی باقی نہین رہی وہ اوسکے گرداگرد قربان ہو رہے ہین۔

حقیقت زکوٰۃ

بعض لوگ زکوٰۃ تو دیتے ہین مگر اس بات کا کچھ خیال نہین کرتے کہ یہ روپیہ حلال کی کمائی ہے یا حرام
کی کمائی سے ہے دیکھو اگر ایک کتا ذبح کیا جاوے اور اسکے ذبح کرنیکے وقت اللہ اکبر ہی کہا جاے
ایسا ہی ایک سؤر لوازمات ذبح کے ساتھ مارا جاوے تو وہ کیا کتا یا سؤر حلال ہوجاویگا
وہ تو بہر حال حرام ہی ہے زکوٰۃ تو تزکیہ سے نکلی ہے اسکے ذریعہ سے مال پاک ہوجاتا ہے کہ انسان
حلال کی روزی حاصل کرتا ہو اور پھر اسکو دین کے راہ مین خرچ کرتا ہے انسانون مین اس قسم کی
غلطیاں کہ اصل حقیقت کو نہین پہچانتے ایسی باتون سے دست بردار ہونا چاہیئے ارکان اسلام
نجات دہندگی کے واسطے ہین مگر ایسی غلطیون سے لوگ کہین کے کہین چلے جاتے ہین انسان

کو اپنے اعمال پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہیئے اور نہ خوش ہونا چاہیئے جب تک ایسا ایمان خالص حاصل نہ ہو جاوے کہ انسان کی عبادت میں خدا تعالیٰ کے ساتھ کوئی شریک نہ ہو اور اسکے اعمال صالح نہ ہو جاوے مال کیساتھ محبت نہیں چاہیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۔ تم ہرگز نیکی کو نہیں پا سکتے جبتک کہ تم ان چیزوں میں سے جو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو جن سے تم پیار کرتے ہو اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ساتھ آج کل کے حالات کا مقابلہ کیا جاوے تو اس زمانہ کے حالت پر افسوس آتا ہے کیونکہ جان سے پیاری کوئی شے نہیں اور اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینی پڑتی تھی تمہاری طرح وہ بھی بیوی اور بچے رکھتے تھے جان سب کو پیاری لگتی ہے مگر وہ ہمیشہ اس بات پر حریص رہتے تھے کہ موقعہ ملے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان قربان کردیں کیا تم میں کوئی ایسا ہے حلفاً بیان کرو ۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک کوئی مسلمان نہیں ہوتا جبتک اسوہ حسنہ پر نہ چلے مگر اس کیواسطے توفیق اللہ تعالیٰ سے ملتی ہے صرف باتوں سے اور ظاہرداری سے یہ بات حاصل نہیں ہوتی ۔ اگر کھرے سونے کی بجائے کوئی شخص پیتل لیجائے تو وہ پکڑا جاویگا اور اسکو ہتکڑی لگائی جاویگی اور قید خانہ میں ڈالا جاویگا جو شخص خدا کو چاہتا ہے وہ تمام نفسانی خواہشات سے ننگا ہو جاوے اور حرص و ہوا کو بالکل چھوڑ دے ۔

میں یہ نہیں کہتا کہ تم دنیا کے کاروبار کو چھوڑ دو ۔ میں تاجر کو اسکی تجارت سے منع نہیں کرتا اور زمیندار کو اسکی زمین کی کاشت اور حفاظت سے نہیں روکتا اور حرفہ والے کو اسکے حرفہ سے باز رہنے کا حکم نہیں دیتا ۔ پر میں کہتا ہوں کہ ایسے بنو کہ دل بایار دست در کار ۔ف

ف سورۃ النور ۔ یُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ
خدا کی تسبیح کرتے ہیں گھروں میں صبح اور شام وہ مرد جنکو　غافل نہیں　کرتی
تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ
سوداگری اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر اور نماز قایم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے وہ ڈرتے ہیں
يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۔
اس دن کی سختی سے جسمیں گردش کھائینگے دل اور آنکھیں ۔

حقیقت اسلام

واضح ہو کہ لغت عرب مین اسلام اسکو کہتے ہین کہ بطور پیشگی ایک چیز کا مول دیا جاوے اور یا یہ کہ کسی کو اپنا کام سونپین اور یا یہ کہ صلح کے طالب ہون اور یا یہ کہ کسی امر یا خصومت کو چھوڑ دین۔ اور اصطلاحی معنے اسلام کے وہ ہین جو اس آیۂ کریمہ مین اسی کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ کہ بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ یعنی مسلمان وہ ہے جو خدا تعالی کی راہ مین اپنے تمام وجود کو سونپ دیوے یعنی اپنے تمام وجود کو اللہ تعالی کیلئے اور اس کے ارادون کے پیروی کیلئے اور اسکی خوشنودی کے حاصل کرنیکے لئے وقف کر دیوے اور پھر نیک کامون پر خدا تعالی کیلئے قایم ہو جاوے اور اپنے وجود کی تمام عملی طاقتین اسکی راہ مین لگا دیوے مطلب یہ ہے کہ اعتقادی و عملی طور پر محض خدا تعالی کا ہو جاوے اعتقادی طور پر اس طرح کہ اپنے تمام وجود کو درحقیقت ایک ایسی چیز سمجھ لے جو خدا تعالی کی شناخت اور اسکی اطاعت اور اس کے عشق اور محبت اور اسکی رضامندی حاصل کرنیکے لئے بنائی گئی ہے اور عملی طور پر اس طرح کہ خالصاً للہ حقیقی نیکیان جو ہر ایک قوت سے متعلق اور ہر ایک خداداد توفیق سے وابستہ ہین بجا لاوے مگر ایسے ذوق و شوق و حضور سے کہ گویا وہ اپنی فرمانبرداری کے آئینہ مین اپنے معبود حقیقی کے چہرہ کو دیکھ رہا ہے۔ پھر بقیہ ترجمہ آیت کا یہ ہے کہ جسکی اعتقادی و عملی صفائی ایسی محبت ذاتی پر مبنی ہو اور ایسے طبعی جوش سے اعمال حسنہ اس سے صادر ہون وہی ہے جو عند اللہ مستحق اجر ہے اور ایسے لوگون پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ کچھ غم رکھتے ہین یعنی ایسے لوگون کیلئے نجات نقد موجود ہے کیونکہ جب انسان کو اللہ تعالی کی ذات و صفات پر ایمان لا کر اس سے موافقت تامہ ہو گئی اور ارادہ اسکا خدا تعالی کے ارادہ سے ہمرنگ ہو گیا اور تمام لذت اسکی فرمانبرداری مین ٹھہر گئی اور جمیع اعمال صالحہ نہ مشقت کی راہ سے بلکہ تلذذ اور احتظاظ کی کشش سے صادر ہونے لگے تو یہی وہ کیفیت ہے جسکو فلاح اور رستگاری سے موسوم کرنا چاہئے اور عالم آخرت مین جو کچھ نجات کے متعلق مشہود و محسوس ہوگا وہ درحقیقت اسی کیفیت راسخہ کے اظلال و آثار ہین جو اس جہان مین جسمانی طور پر ظاہر

ہو جائیں گے مطلب یہ ہے کہ بہشتی زندگی اسی جہان سے شروع ہو جاتی ہے اور جہنمی عذاب کی جڑھ بھی اسی جہان کی گندی اور کورانہ زیست ہے۔

اب تحقیق مذکورہ بالا پر ایک نظر ڈالنے سے ہر ایک سلیم العقل سمجھ سکتا ہے کہ اسلام کی حقیقت تب کسی شخص میں متحقق ہو سکتی ہے کہ جب اس کا وجود معہ اپنے تمام باطنی و ظاہری قویٰ کے محض خدا تعالیٰ کیلئے اور اس کی راہ میں وقف ہو جاوے اور جو امانتیں اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی ہیں پھر اسی معطی حقیقی کو واپس دی جائیں اور نہ صرف اعتقادی طور پر بلکہ عمل کے آئینہ میں بھی اپنے اسلام اور اس کی حقیقت کاملہ کی ساری شکل دکھلائی جاوے یعنی شخص مدعی اسلام یہ بات ثابت کر دیوے کہ اس کے ہاتھ اور پیر اور دل اور دماغ اور اس کی عقل اور اس کا فہم اور اس کا غضب اور اس کا رحم اور اس کا حلم اور اس کا علم اور اس کی تمام روحانی اور جسمانی قوتیں اور اس کی عزت اور اس کا مال اور اس کا آرام اور سرور اور جو کچھ اس کا سر کے بالوں سے پیروں کے ناخنوں تک باعتبار ظاہر و باطن ہے یہاں تک کہ اس کی نیات اور اس کے دل کے خطرات اور اس کے نفس کے جذبات سب خدا تعالیٰ کے ایسے تابع ہو گئے ہیں کہ جیسے ایک شخص کے اعضاء اس شخص کے تابع ہوتے ہیں غرض یہ ثابت ہو جائے کہ صدق قدم اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ جو کچھ اس کا ہے وہ اس کا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ہو گیا ہے اور تمام اعضاء اور قویٰ الٰہی خدمت میں ایسے لگ گئے ہیں کہ گویا وہ جوارح الحق ہیں۔

مرتبہ خاکسار محمد فضل احمدی متوطن چنگا تحصیل [illegible] ضلع راولپنڈی

إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ

الشہاب

ترجمہ

الخاطف المرتاب

جس میں نہایت سلیس و معقول اور منصفانہ طریقہ سے مرزائیوں کے ارتداد کا ثبوت، قتل مرتد کے شرعی دلائل اور اس کا عقلی فلسفہ اور جہاد بالسیف کی حکمت اور حدود۔ اور دولت مستقلہ آزاد افغانستان کے فیصلہ دربارۂ تعزیر مرتد کی تحسین و تصویب اور ان تمام شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے جو اس فیصلہ پر کئے جاتے ہیں

مؤلفہ

کمترین خدام اسلام

شبیر احمد عثمانی دیوبندی غفر اللہ ذنوبہ

وستر عیوبہ

باہتمام

مولوی محمد طیب و مولوی محمد طاہر صاحبان

قاسمی پریس دیوبند میں طبع ہوا

الشہاب لرجم الخاطف المرتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ محمد والہٖ وصحبہٖ اجمعین

کابل میں نعمت اللہ قادیانی کی سنگساری کے واقعہ سے ہندوستان کے اخباروں میں قادیانیوں کے ارتداد کی بحث پھر تازہ ہو گئی اور ساتھ ہی یہ مسئلہ بھی زیر بحث آ گیا کہ اسلام میں مرتد کی سزا کیا ہے۔ مسٹر محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور نے "پیغام صلح" کے ضمیمہ کے طور پر ایک پمفلٹ بھی اسی مضمون کے متعلق بڑی تعداد میں شائع کرایا ہے جس میں پورے زور خطابت سے حکومت افغانستان اور علماء دیوبند کے خلاف (جو افغانستان کے اس فعل کی سب سے بڑھ کر تحسین کرنے والے ہیں) نفرت اور اشتعال پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اگرچہ مجھے یقین ہے کہ مسلمان اب بہت کچھ قادیانیوں کی فتنہ پردازیوں اور اسلام کے خلاف اُن کی دسیسہ کاریوں سے واقف ہو گئے ہیں۔ اور اسی لئے ان کا کوئی پروپیگنڈا افغانی گورنمنٹ یا علماء دیوبند کے خلاف انشاء اللہ مؤثر نہیں ہو سکتا۔ تاہم سلسلۂ تحریرات جس حد تک پہنچ گیا ہے اُسے دیکھتے ہوئے مناسب معلوم ہوا کہ اس باب میں توسط کیساتھ کچھ عرض کیا جائے۔

اس ضمن میں پہلی بحث جو ہمارے سامنے آتی ہے وہ قادیانی جماعت کے ارتداد کا مسئلہ ہے اور پھر یہ دیکھنا ہے کہ مرتد کی نسبت اسلام کیا فیصلہ کرتا ہے تو ضروری ہوا کہ اولاً ارتداد کے معنے سمجھ لئے جائیں۔

ارتداد کی تعریف

مرتد کے معنے لغت میں (راجع) یعنی کسی چیز سے لوٹنے اور پھر جانے والے کے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں مرتد اس شخص کو کہا جاتا ہے جو دین اسلام کو اختیار کر کے اُس سے پھر جائے امام راغبؒ ارتداد کے معنے لکھتے ہیں

هو الرجوع من الاسلام الی الکفر | اسلام سے کفر کی طرف پھر جانا۔ مفردات، صفحہ ۱۹۲۔

اور محمد علی صاحب اپنے پمفلٹ میں لکھتے ہیں۔

"ارتداد یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو قبول کر کے پھر اُس سے انکار کردے اور کہدے کہ آپ رسول نہیں"

لیکن یہ بات صاف ہو جانی چاہئے کہ امام راغبؒ کی تعریف میں کفر اور محمد علی صاحب کی تعریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے انکار کرنے کا کیا مطلب ہے۔ کیا رسالت کا انکار اُسی وقت سمجھا جائیگا کہ وہ زبان سے کہدے کہ میں آپ کو رسول نہیں جانتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی یقینی خبر اور قطعی فرمان کا انکار کرنے سے بھی رسالت کا منکر ٹھہر یگا؟

فرض کیجئے ایک شخص زبان سے اقرار کرتا ہے کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں نماز بھی قبلہ کی طرف پڑھتا ہے۔ زکوۃ بھی ادا کرتا ہے۔ مسلمانوں کا ذبیحہ بھی کھاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ میرے خیال میں سورۂ احزاب یا سورۂ نساء قرآن کی سورۃ نہیں۔ یا حضرت عیسےٰ (علیہ السلام) مثلاً خدا کے پیغمبر نہیں (معاذ اللہ) باقی سارے قرآن اور سارے انبیاء کی میں تصدیق کرتا ہوں تو کیا ایسی تصریحات کے باوجود بھی محمد علی صاحب اُسے مسلمان سمجھتے رہیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھنے والا تصوّر کریں گے۔ اور ان بعض انبیاء یا ان بعض اجزاء قرآن کی تکذیب کو خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ رب محمدؐ کی تکذیب قرار نہ دیں گے۔

اگر ایسے شخص کو باوجود زبانی اقرار رسالت کے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت بلکہ خود خداوند

رب العزۃ کا منکر ہی قرار دیتے ہیں جیسا کہ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نومن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا ۔ اولئک ھم الکافرون حقا کے تحت میں انہوں نے لکھا ہے :-

"اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق سے مراد صرف یہی نہیں کہ اللہ کو مان لیا اور رسولوں کا انکار کر دیا جیسے برہمو ہیں بلکہ یہ بھی کہ بعض رسولوں کو مان لیا اور بعض کا انکار کر دیا جیسے تمام اہل کتاب کی حالت ہے ۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ کے کسی رسول کا انکار گویا اللہ کا ہی انکار ہے" (بیان القرآن صفحہ ۵۴۷)

اور ان کے مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹ میں لکھتے ہیں کہ

"کافر کا لفظ مومن کے مقابلہ پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے

(۱) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام ہی سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا ۔

(۲) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں الخ

اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۶۳ پر لکھتے ہیں "جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا الخ

تو ان کے اقرار اور تسلیم سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک بھی اللہ اور اس کے رسول کے انکار کی صرف یہ ہی صورت نہیں کہ ایک شخص زبان سے صریح طور پر یوں کہے کہ میں خدا کو یا اس کے پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا ۔ بلکہ بسا اوقات بعض نہایت ہی قطعی اور ضروری چیزوں کا انکار کرنیوالا بھی جن کی اطلاع خدا اور اس کے رسول نے دی ہو خدا اور اس کے رسول ہی کا انکار کرنے والا سمجھا جائیگا جو قرآن کی تصریح اور مرزا صاحب کے اقرار کی موافق کفر ہے ۔

پس جب کہ امام راغب کی تصریح کے موافق اسلام سے کفر کی طرف پھر جانے کا نام ارتداد ہے اور محمد علی صاحب اور ان کے مسیح موعود کی تصریحات سے یہ ثابت ہو چکا کہ کفر صرف یہ ہی نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کا صریح طور پر زبان سے انکار کیا جائے بلکہ بعض قطعیات اسلام کا انکار کرنا بھی

حقیقت میں اللہ اور اُس کے رسول کا انکار کرنا ہے جو کفر ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ارتداد یعنی اسلام سے کفر کی طرف پھر جانے کی دو صورتیں ہیں

(۱) ایک یہ کہ کوئی مسلمان صریحًا اسلام سے انکار کر بیٹھے۔

(۲) دوسرے یہ کہ ایسا نہ ہو مگر بعض ضروریات دینیہ اور قطعیات شرعیہ سے انکار کرے۔

دونوں صورتوں میں ایسا شخص مرتد یعنی اسلام سے نکلکر کفر میں جانیوالا ہے (العیاذ باللہ)

کیا مرزا قادیانی اور اُس کی امت مرتد ہیں؟

جو لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو مرتد کہتے ہیں اُن کے نزدیک معیار ارتداد وہی ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں ان کا دعوی یہ ہے کہ مرزا صاحب پہلے مسلمان تھے اور جمہور اہل اسلام کے سے عقائد رکھتے تھے اُس کے بعد اُنہوں نے بتدریج بعض ایسی باتیں لکھیں اور شائع کیں جنکا ماننا کھلے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا نہ ماننا ہے۔ وہ اگرچہ بار بار زبان سے یہ بھی اظہار کرتے رہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء و مرسلین خدا کے پاک اور برگزیدہ بندے ہیں لیکن ساتھ ہی وہ قلم اور زبان سے نہایت اصرار کے ساتھ ایسی چیزیں بھی نکالتے رہے جو اُن کے پہلے ادعا کی مکذب ہیں۔

وہ جب کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی تصریح کے موافق خاتم النبیین ہیں تو ساتھ ہی یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ میں آپ کے بعد نبی ہو کر آیا ہوں۔ پھر یہ نبوت جس کا اُنھیں دعوی ہے صرف وہ ولایۃ و محدثیۃ نہیں جسے بعض صوفیہ نے (مثلاً شیخ اکبر رح) اپنی اصطلاح میں نبوۃ کے لفظ سے تعبیر کر دیا ہے اور کہا ہے کہ وہ گروہ اولیا میں موجود ہوتی ہے، مگر اس کی وجہ سے وہ اولیا، انبیا نہیں ہو جاتے

ل فالاتصاف بکمالات النبوۃ لا یستلزم الاتصاف بالنبوۃ (اعیقات صفحہ ۱۵۹ ج ۱) | پس کمالات نبوت سے متصف ہونا اتصاف بالنبوۃ کو مستلزم نہیں۔

(بقیہ بر صفحہ ۵)

اور نہ کبھی آج تک کسی ولی نے حتیٰ کہ اس محدّث نے بھی جس کے محدث ہونے کی تصدیق زبان رسالت سے ہو چکی تھی۔ (حضرت عمر بن الخطابؓ) اپنی اس نبوۃ پر ایمان لانے کی طرف لوگوں کو دعوت دی ہے اور نہ مرزا صاحب الٰہی گھٹیا نبوت کے مدعی ہیں جو ایک سچا خواب دیکھنے سے بھی کسی مومن صالح کو فی الجملہ حاصل ہو سکتی ہے۔

مرزا صاحب کا دعوائے نبوۃ

بلکہ وہ محدثیت وغیرہ سے آگے بڑھ کر مدعی ہوئے ہیں ایسی نبوت کے جس پر نہ صرف قادیان کو،

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴

فاخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرؤیا جزء من اجزاء النبوۃ فقد بقی للناس فی النبوۃ ھذا وغیرہ ومع ھذا لا یطلق اسم النبوۃ ولا النبی الا علی المشرع خاصۃ فحجر ھذا الاسم لخصوص وصف معین فی النبوۃ (فتوحات صفحہ ۴۹۵/۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو تبلایا کہ خواب (سچا) اجزاء نبوۃ میں سے ایک جزء ہے تو لوگوں کے واسطے نبوۃ میں سے یہ جزء (رؤیا) وغیرہ باقی رہ گیا ہے لیکن اس کے باوجود بھی نبوۃ کا لفظ اور نبی کا نام بجز مشرع (امر ونہی لانیوالے) کے اور کسی پر بولا نہیں جا سکتا۔ تو نبوۃ میں ایک خاص وصف معین کی موجودگی کی وجہ سے اس نام (نبی) کی بندش کر دی گئی ہے۔

کمن یوحی الیہ فی المبشرات وھی جزء من اجزاء النبوۃ وان لم یکن صاحب المبشرۃ نبیا فتفطن لعموم رحمۃ اللہ فما تطلق النبوۃ الا لمن اتصف بالمجموع فذلک النبی وتلک النبوۃ التی حجرت علینا وانقطعت فان من جملتھا التشریع بالوحی الملکی فی التشریع وذلک لا یکون الا لنبی خاصۃ (فتوحات صفحہ ۵۶۸/۳)

جیسے کسی کی طرف مبشرات کی وحی آئی اور وہ مبشرات اجزاء نبوۃ میں سے ہیں۔ اگرچہ صاحب مبشرۃ نبی نہیں ہو جاتا۔ پس رحمۃ الٰہیہ کے عموم کو سمجھو تو نبوۃ کا اطلاق اُسی پر ہو سکتا ہے جو تمام اجزاء نبوۃ سے متصف ہو وہی نبی ہے۔ اور وہ ہی نبوت ہے جو منقطع ہو چکی اور ہم سے روک دی گئی کیونکہ نبوۃ کے اجزاء میں سے تشریع بھی ہے جو وحی ملکی سے ہوتی ہے اور یہ بات صرف نبی کیساتھ مخصوص ہے۔

نہ صرف پنجاب کو نہ صرف انڈیا کو بلکہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کی طرح تمام عالم کو ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔ پھر جو کوئی اس دعوۃ کے پہنچنے پر بھی ایمان نہ لائے وہ دائرہ ایمان و اسلام سے خارج اور جہنمی ہے جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر ایمان نہ لانے والا بے ایمان اور جہنمی ہوتا ہے۔ بلکہ ان کا نہ ماننے والا بعینہ خدا اور رسول کو بھی نہ ماننے والا ہے۔

نہ صرف یہی کہ اُن کو معمولی نبی تسلیم کر لیا جائے بلکہ بعض اولوالعزم پیغمبر اور خاتم انبیاء بنی اسرائیل سیدنا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام پر بھی اُن کی فضیلت کا اقرار کیا جائے۔ پھر فضیلت بھی کوئی جزئی فضیلت نہیں بلکہ کلی فضیلت اور ہر شان میں ان سے بڑھ کر مانا جائے۔ اور اگر ہو سکے تو ان سب کے بعد ذرا دبی زبان سے تشریعی (صاحب شریعت) نبی بھی تسلیم کر لیا جائے۔ ملاحظہ ہوں مرزا صاحب کی عبارات ذیل:-

"اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے"

(انجام آتھم بار دوم صفحہ ٦٢)

"بہرحال جب کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ایک ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مؤاخذہ ہے۔"

(منہج المصلی جلد اول صفحہ ٣٠٨ منقول از تشحیذ الاذہان جلد ٦ ع ٤ صفحہ ١٣٥)

"علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے (حقیقۃ الوحی بار دوم صفحہ ١٦٣) اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے۔" (ایضاً صفحہ ١٦٤)

"اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو

خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی" (حقیقۃ الوحی بار دوم صفحہ ۱۴۹)

"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸ منقول از ریویو جلد اول ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۵۷)

کافر کس طرح کے رسول کا نہ ماننے والا ہوتا ہے

اس کے متعلق تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ / ۳۲۵ میں لکھتے ہیں۔

"یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے سے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف اُن نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں اُن کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔"

"ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا پس اس تعریف کی رُو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں۔ تو یہ باطل ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انّ ھٰذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم و موسیٰ۔ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء امر و نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔" اربعین صفحہ ۷

لہ شیخ اکبر رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

فما بقی للاولیاء الیوم بعد ارتفاع النبوۃ الا التعریفات وانسدت ابواب الاوامر الالھیۃ	نبوۃ اُٹھ جانے کے بعد آج اولیاء کے لئے بجز تعریفات کے کچھ باقی نہیں رہا اور اوامر و نواہی کے سب دروازے

کیا مسٹر محمد علی اور یحیٰ بختری سے اُن کی تائید کرنیوالے یہ عبارتیں سُن رہے ہیں۔ کیا یہی وہ صوفیوں کی اصطلاحی یا مجازی یا لغوی نبوت ہے۔ جسکا ثبوت رؤیا کی حدیث یا شیخ اکبر کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ کیا قادیانیوں کا یہی ظلی اور بروزی نبی ہے جو اصلی اور حقیقی نبیوں سے بھی بڑھ گیا ہے۔ کیا امتی نبی نام رکھدینے سے اصل حقیقت پر پردہ پڑسکتا ہے۔ اور کیا یہ سخت حیرت انگیز اور مضحکہ خیز منطق نہیں ہے کہ کسی پرانے نبی (علیہ الصلوۃ و السلام) کا دوبارہ آنا تو آیۃ خاتم النبیین کے خلاف ہو لیکن پچھلے نبیوں پر فضیلت کلی رکھنے والا ایک نیا نبی قادیان میں آجائے یہ خاتم النبیین کے خلاف نہ ہو۔ گویا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے مفضول

(بقیہ صفحہ ۷)

والنواھی فمن ادعاھا بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم فھو مدع شریعۃ اوحی بھا الیہ سواء وافق بھا شرعنا او خالف (فتوحات مکیہ ج۳ ص۱۵)	بند ہو چکے۔ اب جو کوئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امر و نہی کا مدعی ہو (جیسے مرزا صاحب) وہ اپنی طرف وحی شریعت آنے کا مدعی ہے۔ خواہ وہ

شریعت ہماری شریعت کے موافق ہو یا مخالف۔

شیخ عبدالوہاب شعرانی رح اس عبارت کیساتھ اسقدر اور اضافہ کرتے ہیں:۔

فان کان مکلفا ضربنا عنقہ والا ضربنا عنہ صفحا (الیواقیت والجواھر ج۲ ص۳۴)۔	پھر اگر یہ مدعی وحی شریعت مکلف ہے (یعنی مجنون وغیرہ نہیں ہے) تو ہم اس کی گردن مارینگے اور اگر مکلف نہیں تو ہم اُس سے کنارہ کشی کریں گے۔
قال الشیخ الاکبر فی الباب الحادی والعشرین من الفتوحات من قال ان اللہ تعالی امرہ بشیء فلیس ذلک بصحیح انما ذلک تلبیس لان الامر من قسم الکلام وصفتہ وذلک باب مسدود دون الناس (الیواقیت والجواھر ج۲ ص۳۴)	شیخ اکبر فتوحات کے اکیسویں باب میں فرماتے ہیں کہ جو کوئی (بعد نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے) یہ دعوی کرے کہ اللہ تعالے نے اس کو کسی چیز کا امر کیا ہے (جیساکہ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی) تو یہ دعوی صحیح نہیں یہ محض تلبیس ہے۔ کیونکہ امر

کلام کی قسم اور اس کی صفات میں سے ہے۔ اور یہ (کلام کا دروازہ) لوگوں پر بند کیا جا چکا ہے۔

انبیاء کے آنے کا سلسلہ تو بند کر دیا لیکن اُن سے اعلیٰ اور افضل انبیاء کی تشریف آوری کا دروازہ کھول دیا ہے کاش کہ قرآن میں بھی خاتم النبیین کی آیت کے ساتھ فاتح النبیین کی کوئی آیۃ ہوتی اور جس صراحت اور تکرار کیساتھ حضورؐ سے پہلے آنیوالے انبیاء کا تذکرہ ہوا ہے اُس کا عشر عشیر ہی پیچھے آنیوالے نبی کے متعلق ہوتا کہ امت کو زیادہ کام ان ہی پچھلوں سے پڑنا تھا اور یہ ان پہلوں سے افضل بھی تھے۔

کیا مرزائیوں میں کوئی بھی خوف خدا رکھنے والا نہیں۔ کیا اُن کے دلوں پر مہر ہو چکی ہے۔ کیا اُن کے قلوب پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے ہیں جو ایسی ایسی صریح عبارتوں کے بعد بھی ایک مفتری علی اللہ کو سچا پیغمبر بناتے چلے جاتے ہیں۔ عجیب تماشہ ہے کہ اس مفتری نے اپنے تئیں سچا ثابت کرنے کے لئے آتھم کے قصہ میں اور محمدی بیگم کے آسمانی نکاح میں معاذ اللہ خدا کو اور اس کی قضاء مبرم تک کو جھوٹا ٹھہرا دیا مگر وہ محروم الخیر جماعت جو آج علماء دیوبند پر خدا کو جھوٹا کہنے کا محض فرضی الزام رکھ کر اپنے لئے لونی لعنت خرید رہی ہے اُس مفتری کا برابر کلمہ پڑھتی جاتی ہے جو اپنی سچائی کا ثبوت ہی جب پیش کر سکتا ہے جب پہلے خدا کو جھوٹا ثابت کر دے۔ (کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم)۔

شاید محمد علی صاحب کو علماء دیوبند کے آئینۂ اعتقاد میں اپنا چہرہ نظر آگیا ہے جو معاذ اللہ خدا کے جھوٹ بولنے کی تصویر سامنے آگئی۔ ان فی ذٰلک لذکریٰ لمن کان لہٗ قلبٌ اوالقی السمع وھو شھید۔

خوب سمجھ لو کہ جھوٹے حیلے اور بیہودہ عذر تراش کر ختم نبوۃ جیسے قطعی اور اسلام کے بنیادی عقیدہ کی تکذیب کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور صدق و راستبازی اور قرآن کریم کے وحی الٰہی ہونے سے انکار کرنا ہے فانھم لایکذبونک ولکنّ الظٰلمین بایٰت اللہ یجحدون ۝ | یہ لوگ تجھے نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم خدا کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔

اور جیسا کہ ابتداء میں عرض کر چکا ہوں یہ ہی ارتداد ہے کہ آدمی اسلام کا اقرار کرنے کے بعد پھر اُس سے صریحًا انکار کرنے لگے یا ایسی قطعی اور صاف چیزوں کا انکار کر بیٹھے جو انکار رسالت کو مستلزم ہو۔

ارتداد کی اس قسم خفی کا نام یعنی یہ کہ آدمی زبان سے اسلام کا نام بھی لیتا ہے اور کلمہ بھی پڑھتا ہے مگر نامعقول تحریفات اور ناقابل قبول تاویلات باطلہ سے قطعیات کے انکار پر بھی تُلا ہو سلف کی زبان میں "زندقہ"

ہو گیا ہے۔ اور جیسا کہ ہم آگے چلکر بیان کریں گے زنادقہ کا حکم بھی دینی احکام مرتدین کا سا ہے۔

اس تمام تقریر سے یہ نتیجہ نکلا کہ مرزا غلام احمد قادیانی جس کی ختم نبوت کو رد کرنیوالی تصریحات ہم نقل کرچکے ہیں اسلام کے ایک قطعی عقیدہ کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے مرتد اور زندیق ہے۔ اور جو جماعت ان تصریحات پر مطلع ہو کر اُن کو صادق سمجھتی ہے اور اُس کی حمایت میں لڑتی رہے وہ بھی یقیناً مرتد اور زندیق ہے خواہ وہ قادیان میں سکونت رکھتی ہو یا لاہور میں جبتک وہ ان تصریحات کے غلط اور باطل ہونے کا اعلان نہ کریگی خدا کے عذاب سے خلاص پانے کی اس کے لئے کوئی سبیل نہیں۔

یہانتک ہم نے مرزا صاحب اور اُن کے اذناب کے ارتداد کا صرف ایک سبب بیان کیا ہے کیونکہ محمد علی صاحب نے اپنے پمفلٹ میں اسی کا تذکرہ کیا تھا۔ دوسرے موجباتِ ارتداد مثلاً توہین انبیاء علیہم السلام وغیرہ سے عمداً اغماض کیا گیا ہے۔ شاید اس خدمت کو میرا کوئی دوسرا بھائی انجام دیگا۔ اور بہت سے بزرگ مجھ سے پہلے بھی فی الجملہ انجام دے چکے ہیں۔

آپ یقین کیجئے کہ ہم کو مرزا صاحب یا کسی ایک کلمہ گو کے کافر اور مرتد ثابت کرنے میں کوئی خوشی نہیں ہے۔ ہماری حالت تو یہ ہے کہ نہ ہم غیر مقلدین کو کافر کہتے ہیں۔ نہ تمام شیعوں کو۔ نہ سارے نیچریوں کو حتی کہ اُن بریلویوں کو بھی کافر نہیں کہتے جو ہم کو کافر بتلاتے ہیں۔ اور ہماری تمنا تھی کہ کوئی صورت ایسی نکل آتی کہ مرزائیوں کی تکفیر سے بھی ہم کو زبان آلودہ نہ کرنی پڑتی۔ لیکن اُن کے ملحدانہ دعاوی نے جن سے بارگاہ رسالت میں سخت گستاخی ہوتی ہے۔ اور کسی طرح ختم نبوۃ کا ستون کھڑا نہیں رہ سکتا۔ ہم کو مضطر کر دیا ہے کہ بادل ناخواستہ اُن کی گمراہی سے لوگوں کو بچائیں۔ کہ جو زہر دودھ یا مٹھائی میں مخلوط ہو گیا ہو وہ سخت خطرناک ہے۔

جو عبارتیں مرزا صاحب کی میں اوپر نقل کرچکا ہوں کیا اُن کے مطالعہ کے بعد اس مسئلہ کا اعلان نہیں ہو جاتا کہ جو کوئی اُن کو نبی اور مسیح موعود نہ مانے وہ دائرۂ ایمان و اسلام سے خارج ہے۔ اب تم خود دنیا کی مردم شماری کرلو کہ تمھارے کافر بنائے ہوئے غیر مسلموں کے سوا کتنے آدمی مسلمان رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ کروروں غیر مسلم (فی زعمکم) لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار بھی کرتے ہیں اور سارے احکام بجالاتے ہیں۔

کیا مسٹر محمد علی اپنے اس فقرہ میں
"لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اعتراف کرنیوالے کو کافر کہنا بڑی خطرناک غلطی ہے خواہ مرزا محمود صاحب"
"کہیں یا مولوی کفایت اللہ صاحب"
دونوں ناموں سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کا اور اضافہ کریں گے۔ اور اُن کی قبر پر جاکر ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السّلام لست مؤمنا کی تلاوت فرمائیں گے؟
ایک طرف تو آپ کے مسیح موعود سارے جہان کے کلمہ پڑھنے والوں کو بجز چند لاکھ نفوس کے مسلمانی سے نکال رہے ہیں اور دوسری طرف آپ تا اشتہار اس شخص کو جو مسلمانوں کو سلام کرلے (خواہ وہ ہندو ہو یا یہودی یا نصرانی یا دہریہ) مومن تسلیم کرتے ہیں۔ اس سے نبی قادیانی اور امتی دونوں کی شریعت فہمی اور قرآن دانی کی حقیقت بے نقاب ہوجاتی ہے۔
کہا گیا ہے کہ قادیانی بڑے نمازی ہیں قرآن بہت پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ زکوۃ دیتے ہیں۔ اگر اس پر بھی وہ مسلمان نہیں تو بڑی حسرت اور حیرت کا مقام ہے۔
میں کہتا ہوں کہ ایک ایسی ہی بدبخت قوم کا تذکرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیحین کی احادیث میں فرمایا ہے۔ کہ جو قرآن کی تلاوت بھی کریگی اور بظاہر سچے مسلمانوں سے بھی زیادہ نمازیں پڑھیگی اور روزے رکھے گی مگر ان کا قرآن اُن کے حلقوم سے آگے نہ بڑھیگا اور وہ اسلام میں سے ایسی ہی نکل چکی ہوگی جیسے تیر شکار کا جسم چھید کر صاف نکل جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں نے اُن کو پایا تو عاد و ثمود کیطرح اُن کو قتل کرونگا۔
حق تعالےٰ شانہ اپنی پناہ میں رکھے اور اس دُنیا سے ایمان پر اُٹھائے کہ یہ مقام بڑے خوف اور عبرت کا ہے۔
مرزائیوں کو بڑا فخر ہے اور بعض سادہ لوح آزاد منش مسلمان بھی اُن کی مدح سرائی میں رطب اللسان ہوجاتے ہیں کہ وہ آج اسلام کی ایسی خدمت کررہے ہیں جو کسی دوسری جماعت مسلمین سے بن نہیں پڑی۔ یعنی یورپ میں اسلام پھیلاتے ہیں ملکانوں کو اشدھ ہونے سے روکتے ہیں۔ آریوں وغیرہ کے مقابلہ پر

سینہ سپر ہوتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔
ان کا یہ فخر اور منقبت اگرچہ سمجھدار مسلمان اسلئے تسلیم نہیں کرتے کہ جس چیز کی وہ اشاعت اور حمایت کرتی ہیں وہ صحیح اسلام نہیں ہے۔ بلکہ یا تو وہ مرزا صاحب کی نبوت کی تبلیغ ہوتی ہے اور یا مرزا صاحب کا ترمیم کیا ہوا اسلام جسے اُنہوں نے بہت سے اصول و فروع کاٹ کر نوجوانان یوروپ یا یوروپ کی وحی پر ایمان لانیوالوں کے اہواء وظنون کے سانچہ میں ڈھالا ہے۔
لیکن میں اس سے قطع نظر کر کے علی سبیل التنزل کہتا ہوں کہ ان کا یہ سب امتیاز اور فخر اور خدمات اسلام کو تسلیم کرنے کے بعد بھی اُن کا مؤمن اور ناجی ہونا ضروری نہیں ہے۔
صحیح مسلم کے ابواب الایمان میں اُس شخص کا واقعہ پڑھئے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمرکاب جہاد میں تھا اور اس نے وہ خدمت اور اعانت اسلام اور مسلمانوں کی کی تھی جسکا اعتراف صحابہ نے حضورؐ کی جناب میں ان الفاظ سے کیا۔

ما اجزأ منا الیوم احد ما اجزأ فلانٌ	آج کے دن ہم میں کوئی بھی ایسا کافی نہیں ہوا جیسا کہ فلاں آدمی ہوا

مگر لسان نبوت سے باوجود ان خدمات جلیلہ کے ارشاد ہوا اما انہ من اهل النار یاد رکھو کہ وہ دوزخی ہے۔
اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ

ان اللہ یؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر	بیشک حق تعالیٰ اس دین کو مدد پہنچا دیتا ہے بدمعاش آدمی سے

اور جامع صغیر میں حدیث ہے کہ

سیشتد ھذا الدین برجال لیس لھم عند اللہ خلاقٌ (السراج المنیر شرح الجامع الصغیر)	قریب ہے کہ اس دین کی تائید اور تقویت ایسے لوگوں کے ذریعہ سے ہو جائیگی جن کے لئے خدا کے یہاں کوئی حصہ نہیں۔

اور عبداللہ بن عمر رضی نے ایک ایسی جماعت کے متعلق جو قرآن کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کو مانتی تھی صرف قدر کا انکار کرتی تھی فرمایا۔

اذا لقیت اولئك فاخبرهم انی بریٔ منهم	جب تم اُن سے ملو تو انکو کہدو کہ میں (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم)

وانہم برآؤ منی والذی یحلف بہ عبداللہ بن عمر لوان لاحدھم مثل احد ذھبا فانفق ما قبل اللہ منہ حتی یؤمن بالقدر	ان سے علیحدہ ہوں اور وہ ہم سے بے تعلق ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کی عبداللہ بن عمر قسم کھا سکتا ہے اگر ان میں سے کسی کے پاس احد (پہاڑ) کی برابر سونا ہو پھر وہ اُسے خرچ کر ڈالے تب بھی

اللہ تعالیٰ ہرگز اُسے قبول نہیں کریگا یہانتک کہ وہ تقدیر پر ایمان لے آئے۔

ابو طالب سے بڑھ کر اسلام اور پیغمبر اسلام کی حمایت اور اعانت ایسی نازک ترین ساعت میں کس نے کی ہوگی۔ لیکن وہ ساری خدمات اور جانبازیاں بھی اس کو ضحضاح نار سے نہ بچا سکیں۔

روایات بالا کو پڑھ کر کس کی ہمت ہے کہ قادیانیوں کی محض نام نہاد خدمات اسلامیہ کو دیکھ کر ان کے مومن یا ناجی ہونے کا فتویٰ دیدے اور اُن کے عقائد کفریہ کی طرف کچھ التفات نہ کرے۔

عہد رسالت میں منافقین کا گروہ برابر اپنے کو مسلمان کہتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر قسمیں کھا کر گواہی دیتا تھا۔ اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان رکھنے کا اظہار کرتا تھا مسجدوں میں مسلمانوں کیساتھ اُن کے قبلہ کی طرف مُنہ کر کے نمازیں پڑھتا تھا۔ اور اُن کا ذبیحہ بھی کھاتا تھا لیکن اس پر بھی اُن کو جھوٹا اور بے ایمان کہا گیا اور مسلمانوں کو اُن کے مکائد سے بچتے رہنے کی ہدایت کی گئی۔ کیونکہ ان کے دوسرے قرائن واحوال اور مخاطبات سِرّیہ اُن کے دعوائے ایمان کی تکذیب کرتے تھے۔ ولتعرفنھم فی لحن القول۔ اور اُن کا دل ایمان سے خالی تھا۔ اور وہ لوگ بھی ہمارے یہاں کے پنجابی نبی کی امت کی طرح اندر ہی اندر اسلام اور مسلمانوں کی جڑ کاٹتے رہتے تھے۔

فرق صرف اتنا ہے کہ پنجابی نبی اور اُس کی امت نے تنگ ظرفی سے اسلام کے خلاف بعض عقائد کا اعلان بھی کر دیا اور اس لئے وہ منافق کے بجائے مرتد کے حکم کے تحت میں آگئے۔ اور امیر افغانستان اُن کو منافقین کی سی مہلت نہ دے سکے۔ اگر قادیانی پارٹی منافقین میں شامل ہو کر افغانی حدود تعزیر سے بچنا چاہتی ہے تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ وہ جہاراً اپنے خبیث عقائد کا اقرار کرنا چھوڑ دے۔ پھر اُن کے دلوں کا حال خدا کے اور یوم آخرۃ کے حوالہ کر دیا جائیگا۔ غالباً مرزا محمود نے جو مشورہ نعمت اللہ کے واقعہ کے بعد اپنی پارٹی کو دیا ہے اس میں اسی نفاق کی تعلیم کی طرف ایک قدم اُٹھایا ہے۔

محمد علی صاحب کو بڑی فکر اس کی ہے کہ اگر علماء دیوبند قادیانیوں کو کافر بتلاتے ہیں تو سنیوں کو شیعہ اور شیعوں کو سُنی۔ مقلدوں کو غیر مقلد اور غیر مقلدوں کو مقلد۔ علیٰ ہذا القیاس دیوبندیوں کو بریلوی اور بریلویوں کو دیوبندی کافر قرار دیتے ہیں۔ اس صورت میں تو کوئی مسلمان نہ رہیگا اور ایک دوسرے کو مرتد سمجھکر قتل کر دینگے۔

لیکن اول تو یہ دعویٰ ہی غلط ہے کہ ان میں سے ہر ایک فرقہ دوسرے کو کافر و مرتد اور وجب القتل سمجھتا ہے۔ دوسرے واقعات آپ کے اس خطرہ کی تردید کرتے ہیں۔ کیا اسوقت تک افغانستان میں تین مرتد قتل نہیں کئے گئے۔ پھر بھی خدا کے فضل سے کوئی موقعہ ایسا پیش نہیں آیا کہ کوئی مسلمان محض فرضی جرم ارتداد پر کسی جگہ قتل کر دیا گیا ہو۔ اور اگر کسی جگہ آئندہ ایسا کیا ہی گیا تو آپ دیکھ لیں گے کہ اسکا خون بحول اللہ وقوتہ رنگ لائے بدون نہیں رہیگا۔

محمد علی صاحب کو ایسا لکھتے وقت اسلام کے نام اور اپنی نام نہاد امامۃ کی شرم کرنی چاہئے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ مسلمان یہود و نصاریٰ کو اور وہ سب لوگ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں تو کیا اس اختلاف کے وقت یہود و نصاریٰ کے کافر کہنے سے آپ کو اپنے مزعوم اسلام میں کچھ تردد ہو جاتا ہے یا آپ کے ہاتھ میں کوئی معیار ایسا دیا گیا ہے جس پر آپ اپنے اسلام اور اُن کے کفر کو پرکھ سکتے ہیں۔

اسی طرح کیا قرآن وسنت نے کوئی معیار صحیح ومحکم ہمارے ہاتھ میں ایسا نہیں دیا کہ ہم مدعیانِ اسلام کے اختلاف کے وقت ہر ایک کے کفر وایمان کو اُس پرکس کر دیکھ لیں۔

تو صرف اتنا کہہ دینے سے کہ ہر ایک فرقہ دوسرے کو کافر و مرتد کہتا ہے یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ ان میں کوئی کافر و مرتد نہیں یا سارے کافر و مرتد ہی ہیں (معاذ اللہ)۔

خدا نے اگر تم سے نور ایمان چھین لیا ہے تو کیا عام انسانوں کو جو نور فہم عطا ہوتا ہے وہ بھی سلب کر لیا گیا ہے تم کو بڑا غیظ ہے کہ جب مرزائی افغانستان میں قتل کئے جاتے ہیں تو بابی اور بہائی شاہ ایران اور ترکوں کے حکم سے کیوں قتل نہیں کئے جاتے۔

یہ سوال یا تو آپ کو کب ہند والے سید محفوظ الحق سے کیجئے۔ اور یا شاہ ایران اور ترکی پارلیمنٹ سے اور یا

اُن ملعونین مرجوبین سے جو کابل سے قلمرو میں اس علم کے بعد کہ وہاں خالص اسلامی حدود تعزیر کی تلوار چمکتی رہتی ہے ارتداد کا جھنڈا اٹھا کر گئے۔ اور انجام کار آخرۃ سے پہلے دنیا میں بھی اُن کو حق تعالے کے غضب و انتقام کا مورد بننا پڑا۔

کیا اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے

اب میں دوسرے مسئلہ کی طرف آتا ہوں۔ وہ یہ کہ اسلام میں مرتد کی سزا کیا ہے اور افغانستان کا فعل کس حد تک اصل قانون اسلام پر منطبق ہو سکتا ہے۔

اسلامی اصول کے موافق کسی مسئلہ شرعی کے اثبات کے لئے چار دلیلیں ہو سکتی ہیں:۔

کتاب اللہ۔ سنت رسول اللہ۔ اجماع مجتہدین۔ قیاس و استنباط۔

اگرچہ یہ ضروری نہیں کہ ہر مسئلہ کا ثبوت چاروں طریقوں سے ہو اور نہ ہر ایک دلیل ہر مسئلہ میں کارآمد ہو سکتی ہے تاہم مسئلہ زیر بحث (قتل مرتد) میں اتفاق سے چاروں دلیلیں جمع ہو گئی ہیں۔

چونکہ بار بار کہا گیا ہے کہ قتل مرتد کا ثبوت قرآن کریم سے پیش کرو (حالانکہ مرزا صاحب کی نبوت جس کے نہ ماننے سے مسلمان خارج از اسلام ہو جاتے ہیں۔ قرآن۔ حدیث۔ اجماع وغیرہ سب کو چھوڑ کر صرف ایک دو صوفیوں کی ناتمام عبارتوں سے ہی ثابت ہو جاتی ہے) اسلئے ہم نے بہمہ وجوہ اتمام حجت کے لئے مناسب سمجھا ہے کہ اولاً مرتد کے بارہ میں قرآن ہی کا فیصلہ سنایا جائے۔

مرتدین کے حق میں قرآن کا فیصلہ

یوں تو قرآن کریم کی بہت سی آیات ہیں جو مرتد کے قتل پر دلالۃ کرتی ہیں لیکن ایک واقعہ جماعتِ مرتدین کے بحکم خدا قتل کئے جانے کا ایسی تصریح اور ایضاح کے ساتھ قرآن میں مذکور ہے کہ خدا سے ڈرنیوالوں کے لئے اس میں تاویل کی ذرا گنجایش نہیں۔ نہ وہاں محاربہ ہے۔ نہ قطع طریق۔ نہ کوئی دوسرا جرم۔ صرف ارتداد اور تنہا ارتداد ہی وہ جرم ہے جس پر حق تعالے نے اُن کے بیدریغ قتل کا حکم دیا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے بنی اسرائیل کو جب خدا نے فرعون کی غلامی سے نجات

دی۔ ادھر فرعونیوں کی دولت کا مالک بنادیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک ٹھہرے ہوئے وعدہ
کے موافق حضرت ہارون کو اپنا خلیفہ بنا کر کوہ طور پر تشریف لے گئے جہاں آپ نے چالیس دن خدا
کی عبادت اور لذت مناجات میں گذاریں۔ اور توراۃ شریف آپ کو عطا کی گئی۔
ادھر تو یہ ہو رہا تھا اور اُدھر سامری کی فتنہ پردازی نے بنی اسرائیل کی ایک بڑی جماعت کو آپ کے
پیچھے راہ حق سے ہٹا دیا واضلھم السامری یعنی سونے چاندی کا ایک بچھڑا بنا کر کھڑا کر دیا جس میں
سے کچھ بے معنی آواز بھی آتی تھی۔ بنی اسرائیل جو کئی صدی تک مصری بُت پرستوں کی صحبت بلکہ غلامی
میں رہے تھے اور جنہوں نے عبور بحر کے بعد بھی ایک بُت پرست قوم کو دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
یہ بیہودہ درخواست کی تھی کہ:۔

اجعل لنا الٰھًا کما لھم الٰھۃ	ہمارے لئے بھی ایسا ہی معبود بنا دیجئے جیسے ان کے معبود ہیں

وہ سامری کے اس بچھڑے پر مفتون ہو گئے اور یہانتک کہہ گذرے کہ یہی تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے
جس کی تلاش میں موسیٰ بھولکر اِدھر اُدھر پھر رہے ہیں۔
حضرت ہارون علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کی جانشینی کا حق ادا کیا اور اس کفر و ارتداد سے باز آجانے
کی ہدایت کی:۔

یا قوم انما فتنتم بہ وان ربکم الرحمٰن فاتبعونی واطیعوا امری	اے لوگو! تم اس بچھڑے کے سبب فتنہ میں ڈالدیئے گئے ہو حالانکہ تمہارا پروردگار (تنہا) رحمان ہے۔ تو تم میری پیروی کرو اور میری بات مانو۔

لیکن وہ اپنی اُسی سخت مرتدانہ حرکت پر جمے رہے۔ بجائے توبہ کے یہ کہا کہ

لن نبرح علیہ عاکفین حتی یرجع الینا موسیٰ	ہم برابر اپنے اس فعل پر جمے رہیں گے یہاں تک کہ خود موسیٰ علیہ السلام ہماری طرف واپس آئیں۔

اُدھر حضرت موسیٰؑ کو پروردگار نے اطلاع کی کہ تیری قوم تیرے پیچھے فتنہ (ارتداد) میں پڑ گئی۔ وہ غصہ
اور غم میں بھرے ہوئے آئے اپنی قوم کو سخت سُست کہا حضرت ہارون سے بھی باز پرس کی۔ سامری
کو بڑے زور سے ڈانٹا۔ اور اُن کے بنائے ہوئے معبود کو جلا کر راکھ کر دیا اور دریا میں پھینکدیا۔

یہ سب ہوا لیکن اُن مرتدین کی نسبت خدا کا کیا فیصلہ رہا جنھوں نے موسیٰ علیہ السلام کے پیچھے گوسالہ پرستی اختیار کر لی تھی۔ تو دنیا میں تو اُن کے لئے خدا کا فیصلہ یہ تھا۔

اِنّ الذین اتخذوا العجل سینالھم غضبٌ من ربھم وذلۃ فی الحیوٰۃ الدُّنیا۔ وکذٰلک نجزی المفترین	جنھوں نے بچھڑے کو معبود بنایا ضرور ان کو دنیا میں ذلت اور خدا کا غضب پہنچکر رہے گا۔ اور مفترین کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔

اور اس غضب و ذلت کے اظہار کی صورت عُبّاد عجل کے حق میں تجویز ہوئی جو سورہ بقرہ میں ہے۔

انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا الیٰ بارئکم فاقتلوا انفسکم	اے قوم بنی اسرائیل تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اب خدا کی طرف رجوع کرو پھر اپنے آدمیوں کو قتل کرو

اور فاقتلوا انفسکم میں انفسکم کے معنی وہ ہی ہیں جو ثم انتم ھٰؤلاء تقتلون انفسکم میں ہیں۔ اور قتل کو اپنے اصلی اور حقیقی معنے سے (جو ہر طرح کے قتل کو خواہ لوہے سے ہو یا پتھر سے شامل ہے) پھیرنے کی کوئی وجہ موجود نہیں بلکہ غضب اور ذلۃ فی الحیوٰۃ الدنیا کا لفظ اس کے نہایت ہی مناسب ہے۔ اور یہی غضب کا لفظ دوسری جگہ عام مرتدین کے حق میں بھی آیا ہے جیسا کہ فرماتے ہیں من کفر باللّٰہ من بعد ایمانہٖ الا من اکرہ وقلبہٗ مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدرًا فعلیھم غضبٌ من اللّٰہ ولھم عذابٌ عظیمٌ (نحل)

اس حکم کا نتیجہ جیسا کہ روایات میں ہے یہ ہوا کہ کئی ہزار آدمی جرم ارتداد میں خدا کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے قتل کئے گئے۔ اور صورت یہ ہوئی کہ قوم میں سے جن لوگوں نے بچھڑے کو نہیں پوجا تھا اُن میں سے ہر ایک نے اپنے اُس عزیز و قریب کو جس نے گوسالہ پرستی کی تھی اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے قاتلین کا اپنے عزیزوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرنا یہ اس کی سزا تھی کہ انھوں نے اپنے آدمیوں کو ارتداد سے روکنے میں کیوں تساہل کیا۔

یہ واضح رہے کہ یہ مقتولین سزا قتل دیئے جانے سے قبل ایک طرح کی توبہ بھی کر رہے تھے جیسا کہ فرمایا ہے

ولما سُقط فی ایدیھم ورأوا انھم قد	اور جب وہ نادم ہوئے اور معلوم کر لیا کہ وہ رستہ سے بھٹک گئے ہیں

ضلوا قالوا لئن لم یرحمنا ربنا ویغفر لنا لنکونن من الخاسرین	تو کہنے لگے کہ اگر ہمارا پروردگار ہم پر رحم نہ فرمائیگا اور ہم کو نہ بخشیگا تو ہم ضرور خسارہ اٹھانیوالوں میں سے ہوں گے ۔

لیکن اس توبہ نے بھی ان کو دنیا کی عقوبت سے نہیں بچایا۔ جیسا کہ اب بھی بعض اقسام مرتد کے متعلق علما، کا یہی فتوی ہے کہ وہ توبہ کے بعد بھی حداً قتل کیا جائیگا۔ خواہ توبہ آخرۃ کے عذاب کو اس سے اٹھا دے۔

اسی طرح گوسالہ پرستوں سے بھی اگرچہ دنیا میں خدا کی تعزیر ساقط نہیں ہوئی۔ لیکن قتل کئے جانے کے بعد خدا نے احکام اخروی کے اعتبار سے اُن کی توبہ کو قبول فرمایا اور ان قائمین کی بھی جنھوں نے اپنے اقربا کے ارتداد کے معاملہ میں مداہنت کی تھی۔

ذلکم خیر لکم عند بارئکم فتاب علیکم انہ ھو التواب الرحیم۔	یہ تمھارے خالق کے یہاں تمھارے حق میں بہتر ہے۔ پھر خدا نے اُن کی توبہ قبول کرلی کیونکہ وہ توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے۔

محمد علی صاحب جن کی تفسیر پر مرزائیوں کو بڑا ناز ہے لکھتے ہیں کہ سینالھم غضب من ربھم و ذلۃ فی الحیوۃ الدنیا و کذلک نجزی المفترین کے بعد والذین عملوا السیئات ثم تابوا من بعدھا وامنوا ان ربک من بعدھا لغفور رحیم واقع ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ کے بعد جرم معاف ہو جاتا ہے۔

لیکن اُن کو یاد رکھنا چاہئے کہ جو مرتد توبہ کے بعد بھی حداً یا تعزیراً قتل کیا جائے جیسا کہ عباد عجل کئے گئے اس کے حق میں یہ معافی کی آیۃ ایسی ہے جس طرح سارق کے بارہ میں والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما جزاءً بما کسبا نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم کے بعد فمن تاب من بعد ظلمہ واصلح فان اللہ یتوب علیہ ان اللہ غفور رحیم سے اس کی معافی کی طرف اشارہ ہے۔ اگرچہ سرقہ کی سزا دنیا میں اُس سے ساقط نہیں ہوتی۔

الحاصل واقعۂ عجل سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ مرتدین کی ایک جماعت کو جس کی تعداد ہزاروں سے کم نہیں تھی حق تعالے نے محض ارتداد کے جرم میں نہایت اہانت اور ذلت کیساتھ قتل کرایا۔ اور ارتداد بھی اُس درجہ کا قرار دیا گیا کہ توبہ بھی ان کو خدائی سزا سے محفوظ نہ کرسکی۔ بلکہ توبہ کی مقبولیت بھی اسی

صابرانہ مقتولیت پر مرتب ہوئی۔
کہا جاسکتا ہے کہ یہ واقعہ موسوی شریعت کا ہے۔ امتہ محمدیہ کے حق ہیں اس سے تمسک نہیں کیا جاسکتا لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ پہلی امتوں کو جن شرائع اور احکام کی ہدایت کی گئی ہے اور قرآن نے اُن کو نقل کیا ہے وہ ہمارے حق میں بھی معتبر ہیں اور ان کی اقتدا کرنے کا امر ہم کو بھی ہے جب تک کہ خاص طور پر ہمارے پیغمبر یا ہماری کتاب اُس حکم سے ہم کو علیحدہ نہ کردیں۔
چند انبیاء و مرسلین کے تذکرہ کے بعد جن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہوا ہے کہ :۔

اولئك الذین هدی الله فبهدٰهم اقتده	یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت کی تو آپ بھی اُن کی ہدایت پر چلئے۔

یہ خطاب فی الحقیقت ہم کو سُنانا ہے۔ خود محمد علی صاحب اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "قرآن شریف میں کسی انسان کا ذکر ہو یا کسی قوم کا سب مسلمانوں کی تعلیم کے لئے ہے" (بیان القرآن صفحہ ۵۴)
پس اسی قاعدہ سے بنی اسرائیل کے مرتدین کو قتل کئے جانے کے حکم میں بھی تعلیم ہی مسلمانوں کو ہوگی۔

مرتد کا فیصلہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

خصوصاً جب کہ دوسری آیات کی معیت میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام و تام فیصلہ بھی (جو لتبین للناس مانزل الیهم کے تحت میں داخل ہے) یہ ہی ہو کہ

من بدل دینه فاقتلوه (صحیح بخاری)	جو اپنا دین بدلے اُسے قتل کردو۔

محمد علی صاحب نے بخاری کی اس حدیث کیساتھ خوب ٹھٹھا کیا ہے اور اس طرح اپنے دل کی گندگی کو اور بڑھایا ہے۔
کہتے ہیں کہ یہاں دین سے کیا مراد ہے۔ کیا ہر ایک دین کو بدلنے والا واجب القتل ہے۔ تو یہودی سے کوئی نصرانی بنے یا ہندو سے عیسائی وہ بھی واجب القتل ہوگا۔
کیا محمد علی صاحب ایمان سے کہہ سکتے ہیں کہ جب وہ یہ لکھ رہے تھے خود اُن کا ضمیر اندر سے اُن پر

لعنت نہیں کر رہا تھا؟ کیا واقعی طور پر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ایک لفظ کا بھی کوئی ایسا مطلب لینا جائز سمجھتے ہیں جس سے یہ لازم آتا ہو کہ ہر شخص جو اپنا پرانا مذہب چھوڑ کر اسلام میں آ جائے اُسے تم قتل کرتے جاؤ۔ یہاں تو آپ معنی ڈالنے میں سوامی دیانند سے بھی گوئی سبقت لے گئے۔

جسوقت آپ کے دل میں یہ سوال آیا تھا کہ حدیث میں جو مسلمانوں کو خطاب ہے من بدل دینہ فاقتلوہ اس میں کونسا دین خدا کے رسول کی مراد ہے تو اس کے جواب میں قرآن کی آواز پر کان دہرا ہوتا جو کہتا ہے کہ ان الدین عند اللہ الاسلام | بلاشبہ دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ | اور جو کوئی اسلام کے سوا اور دین کی تلاش کرے تو وہ اُس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

مگر آپ کے دل میں تو وہ خدا کا دین سے ہی نہیں اس لئے آپ مجبور ہیں کہ کافروں کے دین کیطرف جائیں۔ الاناء یترشح بما فیہ۔

بہرحال حدیث صحیح نے مرتد کے معاملہ میں خواہ وہ برسر پیکار ہو یا نہ ہو فیصلہ کر دیا کہ وہ واجب القتل ہے اور لطیفہ یہ ہے کہ حضور نے کمال بلاغت سے من ارتد عن دینہ نہیں فرمایا کہ شاید کسی کو شبہ ہوتا کہ یہ صرف اُس کے حق میں ہے جو مثلاً یہودیت وغیرہ کسی مذہب باطل کو چھوڑ کر اسلام میں آیا تھا پھر اُدھر ہی لوٹ گیا۔ بلکہ من بدل دینہ فرمایا کہ واجب القتل ہونے کے لئے خدائی دین کی تبدیلی کافی ہے۔ ضرورت نہیں کہ جس مذہب سے آیا تھا اس میں لوٹ کر جائے۔

خدای عزوجل اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم دونوں کا فیصلہ مرتد کے متعلق

یہانتک تو آپ نے مرتد کے بارہ میں خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا الگ الگ فیصلہ سُنا۔ اب یکجائی بھی سُن لیجیے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا علاقہ تقسیم کر دیا تھا۔ دونوں اپنے اپنے حلقہ میں کام کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بغرض ملاقات آئے۔ دیکھا کہ ایک شخص اُن کے پاس بندھا کھڑا ہے

دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ مرتد ہے یعنی پہلے یہودیت سے اسلام لایا پھر یہودی بن گیا۔ حضرت ابوموسیٰ نے معاذ سے کہا کہ تشریف رکھئے انہوں نے فرمایا نہیں۔ میں اسوقت تک نہ بیٹھونگا جبتک یہ قتل نہ کردیا جائے تین مرتبہ یہی گفتگو ہوئی۔ معاذ بن جبل نے فرمایا قضاء اللہ ورسولہ یعنی یہ اللہ کا اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے۔ چنانچہ وہ قتل کردیا گیا۔ (صحیح بخاری)

زنادقہ کے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فیصلہ

یہ تو آپ نے ان دو صحابیوں کا ذکر سُنا جو غالباً آپ کے خیال میں علماء دیوبند سے بھی زیادہ تنگ نظر ہونگے اب نبی کے چوتھے خلیفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی (بقول آپ کے) تنگ نظری بھی ملاحظہ کیجئے۔

عن عکرمۃ قال اُتی علی بزنادقۃ فاحرقہم فبلغ ذلک ابن عباس فقال لو کنت انا لم اُحرقہم نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تعذبوا بعذاب اللہ ولقتلتہم لقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بدل دینہ فاقتلوہ (صحیح بخاری)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس چند زنادقہ لائے گئے انہوں نے اُن کو جلا دیا۔ یہ خبر ابن عباس کو پہنچی انہوں نے فرمایا کہ اگر میں ہوتا تو اُن کو جلاتا نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے عذاب (آگ) سے کسی کو سزا مت دو البتہ میں ان کو قتل کرتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا دین تبدیل کرے اُسے قتل کردو۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں روایات نقل کی ہیں جن میں تصریح ہے کہ یہ زنادقہ مرتدین تھے پھر بعض علماء کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ومن الزنادقۃ الباطنیۃ وھم قوم زعموا ان اللہ خلق شیئا ثم خلق منہ شیئا آخر فدبر العالم باسرہ ویسمونہا العقل والنفس الی قولہ ولہم مقالات سخیفۃ فی النبوات وتحریف الآیات وفرائض العبادات (فتح الباری ص۲۲۹ ج۱۲)

اور زنادقہ میں ہی سے باطنیہ فرقہ ہے (جن کے خیالات تخلیق عالم کی نسبت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ) نبوات اور تحریف آیات وعبادات میں اُن کے اقوال نہایت رذیل ہیں۔

اس سے ظاہر ہوا کہ جسکو فقہاء زندیق کہتے ہیں وہ مرتد ہی ہے اور زنادقہ ومرتدین کا حکم آپ کو معلوم ہوچکا۔

قتل مرتد کا فیصلہ اجماع ائمۃ الاسلام سے

قرآن وسنت کے بعد تمام ائمہ اسلام کا متفقہ فیصلہ بھی قتل مرتد کے متعلق سُن لیجئے۔

امام عبدالوہاب شعرانی رح میزان کبریٰ میں تحریر فرماتے ہیں۔

وقد اتفق الائمۃ علیٰ ان من ارتد عن الاسلام وجب قتلہ وعلیٰ ان قتل الزندیق واجب وھو الذی یسر الکفر ویتظاھر بالاسلام (میزان ص ۱۶۵ ج ۲)

اور تمام ائمہ کا اس پر اتفاق ہو چکا ہے کہ جو شخص اسلام سے پھر جائے یا زندیق ہو اس کا قتل واجب ہے اور زندیق وہ ہے جو اندرونی کفر کے باوجود اسلام سے مظاہرہ کرتا ہے۔

اس عبارت کو پڑھ کر یہ آیت بھی تلاوت فرمایئے:-

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولیٰ ونصلہ جھنم وساءت مصیراہ

اور جس کسی نے رسول کی مخالفت کی ہدایت ظاہر ہو جانے کے بعد اور مومنین کے رستہ کے سوا کسی اور رستہ پر چلا تو ہم وہ سکو حوالے کریں گے اُسی جہت کے جس کو وہ اختیار کرتا ہے اور داخل کریں گے دوزخ میں اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔

قتل مرتد کے متعلق قیاس شرعی اور عقل سلیم کا کیا حکم ہے

چونکہ مضمون اندازہ سے زیادہ طویل ہوتا جا رہا ہے اس لئے قرآن سنت۔ اجماع پیش کرنے کے بعد چند الفاظ حافظ ابن القیم رح کے نقل کرتا ہوں جن سے معلوم ہو گا کہ کافر حربی اور مرتد کا قتل کیا جانا عقل سلیم اور قیاس صحیح کا اقتضاء ہے۔ فرماتے ہیں۔

فاما القتل فجعلہ عقوبۃ اعظم الجنایات کالجنایۃ علی الانفس فکانت عقوبتہ من جنسہ وکالجنایۃ علی الدین بالطعن فیہ والارتداد عنہ وھذہ الجنایۃ اولیٰ بالقتل وکف عدوان الجانی علیہ من کل عقوبۃ اذ بقاءہ بین اظھر عبادہ مفسدۃ لھم ولا خیر یرجیٰ فی بقاءہ ولا مصلحۃ فاذا حبس شرہ وامسک لسانہ وکف اذاہ والتزم الذل والصغار وجریان احکام اللہ ورسولہ علیہ واداء الجزیۃ لم یکن فی بقائہ بین اظھر المسلمین ضرر علیھم والدنیا بلاغ

خلاصہ مطلب

خدا تعالیٰ نے کئی طرح کی سزائیں مقرر کی ہیں اُن میں سے قتل سب سے بڑے جرم کی سزا ہو سکتی ہے۔ مثلاً کسی بیگناہ کو ہلاک کر دینا۔ یا کسی عورت کی آبرو ریزی کر کے منہ کالا کرنا۔ یا دین حق پر طعن کرنا اور اس سے پھر جانا۔ اور جب قتل عمد کی سزا قتل ہے تو دین برباد کرنے کی سزا بطریق اولیٰ قتل ہونی چاہئے کیونکہ ایک نفس کا اہلاک دین کی تباہی سے زیادہ قبیح نہیں ہے پس اُس شخص کا وجود جو دین حق پر طعن کرے یا اس سے پھر جائے مسلمانوں کی جماعت کے اندر بڑی خرابی کا باعث ہے جس کے باقی رکھنے میں کسی نیکی اور بہتری کی امید نہیں کی جا سکتی۔ ہاں اگر وہ طعن کرنیوالا اپنی زبان کو روک لے اور اپنی شرارت سے

ومنالك الى حين وجعل ايضاً عقوبة الجناية على الفروج المحرمة لما فيها من المفاسد العظيمة واختلاط الانساب والفساد العام (اعلام الموقعين صفحہ ۲۱۸ ج ۲)۔	باز رہے اور مسلمانوں کو دکھ نہ دے اور ذلیل و خوار در خدا و رسول کے احکام کے سامنے پست ہو کر رہنا پسند کرے تو اس چند روزہ زندگی میں اس کے لئے گنجایش ہے۔

یہاں تک ہم نے ادلہ اربعہ سے قتل مرتد کا بقدر کفایت ثبوت پیش کر دیا ہے۔ اور اگر ضرورت محسوس ہوئی تو آئندہ اس کی مزید تشریح کیجائیگی۔

یہ بات رہ گئی ہے کہ بعض لوگوں نے قرآن کی وہ آیات پیش کی ہیں جن میں مرتد کے اعمال حبط ہونے یا ان پر لعنت برسنے یا آخرۃ میں غضب اور عذاب ہونے کا ذکر ہے۔ ان آیات میں ساتھ کی ساتھ اس کے قتل کئے جانے کا حکم مذکور نہیں۔

لیکن اس میں تو غالباً مرزائیوں کو بھی تردد نہ ہوگا کہ قتل عمد کی سزا اسلام میں قتل ہے۔ پر حق تعالیٰ نے جس جگہ قرآن میں یہ فرمایا ہے

ومن یقتل مومناً متعمداً فجزاءہ جھنم خالداً فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعدلہ عذاباً عظیماً ۝	اور جو شخص کسی مسلمان کو عمداً قتل کریگا تو (آخرت میں) اس کی سزا جہنم ہوگی جسمیں ہمیشہ رہنا ہوگا۔ اور اسپر اللہ غضب و لعنت کریگا اور ایسے شخص کیلئے خدا نے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے

تو اسکا بدلہ صرف یہ قرار دیا ہے کہ اس کو دوزخ میں خلود ہوگا اور اللہ کا غصہ اور اس کی لعنت اس پر ہے اور خدا نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ تو کیا اس جگہ صرف اخروی سزا مذکور ہونے سے مرزائیوں کے مایۂ ناز مفسر کے نزدیک قاتل کو بھی دنیا میں آزاد چھوڑ دیا جائیگا۔ اگر یہی آپ کی قرآن فہمی اور نکتہ سنجی ہے تو اپنے نام نہاد اسلام اور اس کے فلسفہ کو آپ دنیا میں خوب نیکنام کریں گے۔

اور اگر آپ قاتل کی نسبت فیصلہ کرنے میں آیۃ مذکورہ کیساتھ قرآن کی دوسری آیات کو بھی ملاتے ہیں تو مرتد کے متعلق فیصلہ کرتے وقت ایسا کرنے سے کیا چیز مانع ہے۔

آپ کتنی ہی کوشش کیجیے اور احادیث و آثار سے بھاگ کر قرآن کی پناہ لیجیے۔ مگر قرآن آپ کو ضرور دھکے دیگا اور آپکے حیل فاسدہ کے منہ پر طمانچے ماریگا۔ کیونکہ رسول سے بھاگنے والے کے واسطے خدا کے یہاں کوئی پناہ نہیں ہے۔

مرتد کی نسبت اسلامی حکومت کا فیصلہ

قرآن ۔حدیث ۔ اجماع ۔ قیاس کے فیصلوں کے بعد ایک خالص اسلامی حکومت (افغانستان) کا فیصلہ بھی وہ ہی ہونا تھا جو ہوا۔

لیکن جب سے دولت علیہ افغانیہ کی سب سے بڑی شرعی عدالت نے نعمت اللہ قادیانی کو اس کے ارتداد کے جرم میں نہایت ذلت اور رسوائی کیساتھ قتل کرایا ہے مرزائی امت نے اس خالص اسلامی قانون کی تنفیذ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک محکم سنت کے احیاء کے خلاف سخت شور و ہنگامہ بپا کر رکھا ہے۔ کبھی وہ افغانستان کے مقابلہ پر امریکہ اور یورپ کو ابھارتے ہیں ۔کبھی ہندووں سے فریاد کرتے ہیں ۔کبھی آزاد منش لیڈروں کو اکسانا چاہتے ہیں اور سب سے آخر میں رای عامہ سے اپیل کی جاتی ہے۔

لیکن اُن کو یاد رکھنا چاہیے کہ قتل مرتد کا قانون نہ تو یورپ دامریکہ کی حکومتوں کا بنایا ہوا ہے اور نہ کانگریس یا کسی اور دنیوی انجمن کی منتظمہ کمیٹی سے اس کی منظوری میں رای لی گئی ہے اور نہ ہی پبلک کے غوغائے عام یا ووٹروں کی کثرت کو اس کے پاس کئے جانے میں کچھ دخل ہے۔

وہ تو ایک آسمانی فیصلہ ہے جو خدا کے ان وفادار بندوں کے ہاتھوں سے نفاذ پذیر ہوتا ہے جنکی نسبت قرآن حکیم میں یہ ارشاد ہوا ہے۔

فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

تو قریب ہے کہ خدا لائیگا ایک ایسی قوم کو جن کو وہ محبوب رکھتا ہے اور وہ خدا کو محبوب رکھتی ہے۔ کافروں کے مقابلہ میں غالب اور مومنین کے سامنے خاکسار جو جہاد کرے گی خدا کے راستہ میں اور کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہ ڈریگی۔ یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہے دے۔

اور وہ ایک فرمان رسالت ہے جس کا امتثال اُن ہی سعید روحوں کا حصہ ہے جن کو حق تعالیٰ نے اپنے باغیوں کی سرکوبی کے لئے سارے جہان میں سے چُن لیا ہے اور جن کو اس نے محض اپنے افضال سے اشداء علی الکفار رحماء بینھم کا تمغہ مرحمت فرمایا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ اس دور فتن میں جب کہ الحاد اور لامذہبیت کی رو کے خلاف کوئی کام کرنے کی بہت ہی کم جرات ہو سکتی ہے اعلیحضرت امیر غازی ایدہ اللہ بعونہ ونصرہ نے اس سنت سنیہ کو زندہ کر کے بارگاہ الٰہی اور قلوب مومنین میں وہ عزت پیدا کر لی ہے جو انسانوں کی دی ہوئی اور بادشاہوں کی تسلیم کی ہوئی عزتوں سے بالاتر ہے۔ قاعدہ ہے کہ جو شخص جس گورنمنٹ کے قانون کو قبول کرتا اور اس کی حمایت کرتا ہے اس کی پشت پر اس گورنمنٹ کی ساری طاقت ہوتی ہے۔ پس ضرور ہے کہ جو بادشاہ خدائی قانون کی حمایت اور تنفیذ کرے خدائی طاقت اس کی حامی اور سرپرست ہو۔ اور اسی لئے ہم کو یقین رکھنا چاہیئے کہ اعلیٰ حضرت امیر غازی جسوقت تک قانون الٰہی بلاخوف لومۃ لائم اپنا دستور العمل بنائے رہیں گے خدائی طاقت ان کو ہر شیطانی طاقت کے مقابلہ میں مظفر و منصور کریگی۔ فان اللہ هو مولاه و جبريل وصالح المومنين والملائكة بعد ذلك ظهير۔

آج تاجدار افغانستان نے اقامۃ حدود آلٰہیہ سے قرن صحابہ کی یاد تازہ کر دی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو خوش کرنے میں اس بات کی کچھ پرواہ نہیں کی کہ دنیا ان کو وحشی سمجھیگی یا جاہل۔

انہوں نے بڑی دلیری کیساتھ اسلام کے حقیقی حسن و جمال اور قدرتی سادگی و خوبصورتی سے پردہ اٹھا دیا اور اس بناوٹی خوبصورتی اور مصنوعی رنگ و روپ سے اس کو بے نیاز ثابت کر دیا جس میں اسلام کے نادان دوست یا نادان دشمن اُسے پیش کر رہے تھے۔

امیر کابل جیسے خالص، خود مختار اسلامی فرمانروا سے اسلام کی یہ خدمت کچھ زیادہ عجیب نہیں لیکن تعجب اور تعجب سے زیادہ مسرت ہم کو اس بات پر ہے کہ غلام ہندوستان کے اسلامی اخباروں کو (جن میں معزز زمیندار اور سیاست خصوصیت سے قابل ذکر ہیں) حق تعالےٰ نے ایسی سیدھی سمجھ اور مومنانہ جرات اور صراط مستقیم پر چلنے کے لئے بصیرت کی وہ روشنی عطا فرمائی ہے جس نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام کی اصلی ہیئت اور فتنہ عظیمہ مرزائیت کے کفریات اور بدنتائج کا مشاہدہ کرنے کے لئے غافلوں اور بیخبروں کی آنکھوں کے سامنے اُجالا کر دیا ہے۔

مسلمان قوم کے حق میں یہ بڑی مبارک فال ہے کہ اس کے موقر اخبار تجارتی مقاصد اور لومۃ لائمین

کی پرواہ نہ کر کے ٹھیک ٹھیک اسلامی تعلیمات لوگوں کے سامنے پیش کریں اور ان کی حمایت پر علی وجہ البصیرۃ کمربستہ ہوں۔

ان اخباروں کی روش افغانستان کے اس فعل کی تائید وتحسین میں حق پرست مسلمانوں پر یہ ثابت کر رہی ہے کہ یہ اخبار محض کسب زر کا آلہ نہیں بلکہ اسلام کے بہترین خادم ہیں۔ جو چاہتے ہیں کہ حد سے بڑھے ہوئے آزاد مسلمانوں کے جذبات ومحسوسات کی ٹرین کو کچھ پیچھے ہٹا کر اسی سیدھی لائن پر کھڑا کر دیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے عرب کی زمین پر بچھائی تھی۔

لاہوری پارٹی کے امیر (محمد علی صاحب) تو لکھتے ہیں کہ افغانستان کے اس فعل نے اسلام کی ترقی کو دس برس پیچھے ڈال دیا مگر میں انہیں خوشخبری سناتا ہوں کہ دس برس نہیں۔ اس نے اولوالامر مسلمانوں کو نہایت ہی مہلک آزادی کی طرف ترقی کرنے سے تیرہ سو سال پیچھے ہٹا دیا ہے۔

مرزائیوں کو بڑی فکر ہے کہ افغانستان کا یہ فعل جب اسلام کی طرف منسوب ہوگا تو غیر مسلم قومیں اسلام سے نفرت کرنے لگیں گی اور یہ سمجھ جائیں گی کہ اسلام صرف تلوار کے زور سے قائم رکھا جا سکتا ہے اور یہ ایک بڑی روک اشاعت اسلام کے راستہ میں ہوگی۔

لیکن قرون اولی کا تجربہ ہم کو یہ بتلاتا ہے کہ جب صدیق اکبر اور دوسرے خلفاء کے عہد میں ارتداد کا فیصلہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق تلوار کی نوک سے کیا جاتا تھا حتی کہ بعض اوقات سرزمین عرب کا وسیع رقبہ مرتدین کے خون سے رنگین ہو ہو گیا۔ اسوقت اشاعت اسلام کی رفتار ترقی اسقدر سریع اور حیرت میں ڈالنے والی تھی کہ جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم الشان معجزہ کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

جیسا کہ تھوڑی دیر پہلے میں ثابت کر چکا ہوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم من بدل دینہ فاقتلوہ کی تعمیل میں ایک لمحہ کا توقف بھی روا نہ رکھتے تھے لیکن مرزائیوں کے لئے کسقدر تعجب اور غصہ کا مقام ہوگا کہ ان ہی صحابہ کے عہد میں بیشمار کفار اسلام کے حلقہ بگوش بنتے گئے۔ نہ تو وہ قتل مرتدین کو دیکھ کر اسلام سے بدگمان ہوئے اور نہ انہوں نے حاملین اسلام سے نفرت کی۔

بلکہ وہ یہ دیکھ کر کہ مسلمان حکمرانوں کے زیر سایہ جہاں تمام یہود و نصاریٰ اور دوسری غیر مسلم اقوام اس طرح آزادانہ زندگی بسر کرتے اور اپنے مذہبی وظائف کو بلا روک ٹوک بجالاتی ہیں۔ کسی مرتد کا بیدریغ قتل کیا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمان صرف ایک ہی چیز کے خواہاں ہیں اور وہ یہ کہ اُن کے دین میں زہریلے جراثیم کی تولید نہ ہونے پائے اور کبھی ہو جائے تو اس کو ترقی اور تعدیہ کا موقع نہ ملے۔ جراثیم ارتداد کا فنا کرنا فی الحقیقۃ بقیہ سچے ایمان داروں کی حفاظت کرنا ہے۔

مرتد کا وجود ایک مجسم فتنہ ہے جس سے کمزور اور سادہ لوح مسلمانوں کے خیالات میں تشویش اور ان کے جذبات میں تلاطم پیدا ہو سکتا ہے۔

جو لوگ عہد رسالت میں اپنے آدمیوں کو امنوا بالذی انزل علی الذین امنوا وجہ النہار واکفروا اٰخرہ کا مشورہ دیتے تھے۔ اُن کی غرض بھی لعلھم یرجعون ہی تھی۔ یعنی یہ کہ کچھ مصنوعی مسلمانوں کو اسلام سے پھرتے ہوئے دیکھ کر سچے مومنین کو بھی جھوٹ اور باطل کی طرف آنے کی ترغیب ہوگی یا کم از کم یہ خیال کر کے کہ آخر کچھ تو وجہ ہے کہ یہ لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد اُس سے منحرف ہو گئے ہیں۔ اُن کے دلوں میں بھی ایک طرح کا ترددّ اور تذبذب پیدا ہو جائیگا۔

اسی لئے اسلام نے ارتداد کے مہلک جراثیم کو تباہ کر ڈالنے کے لئے پوری قوت استعمال کرنیکا حکم دیا ہے۔

بہتر ہے کہ مرتد کو اولاً سمجھاؤ۔ اُس کے شبہات کا ازالہ کرو۔ اگر وہ خُدا کی کُھلی کُھلی آیات دیکھنے اور واضح دلائل سننے کے بعد بھی اپنی معاندانہ ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم رہے اور اپنی ہوا و ہوس یا اوہام باطلہ کی پیروی سے باز نہ آئے تو مسلمانوں کی جماعت کو اس کے زہریلے وجود سے پاک کر دو کہ تبیّن الرشد من الغی کے بعد دین میں کوئی اکراہ نہیں ہے۔ لیہلك من ھلك عن بینۃ ویحییٰ من حی عن بینۃ۔

ایک شخص اتفاقاً گھوڑے سے گر پڑا۔ ٹانگ ٹوٹ گئی۔ ہڈی کے ریزے اِدھر اُدھر گھس گئے سول سرجن کا کام یہ ہے کہ ہڈی کو جوڑے۔ زخم صاف کرے۔ پٹی باندھے اور مرہم لگائے۔ لیکن اگر کسی تدبیر سے

زخم مندمل نہ ہو سکے بلکہ اس کے پلوں دوڑنے اور باقی ٹانگ کو بھی خراب اور مسموم کر دالنے کا اندیشہ ہو تو کیا اُس وقت اُس سول سرجن کا یہ ایک مشفقانہ فرض نہیں ہو جاتا کہ وہ ٹانگ کے مسموم حصہ کو کاٹ کر پھینک دے۔ اور اس فاسد عضو بدن پر یہ سمجھکر کچھ رحم نہ کھائے کہ گھوڑے سے گرنا اور ٹانگ ٹوٹ جانا اور زخم کا مندمل نہ ہونا اُس کے اختیار میں نہیں تھا۔ اُسوقت سول سرجن کا فرض تو دیکھنا نہیں کہ آیا مریض نے اپنے اختیار سے مرض کو پیدا کیا ہے یا بے اختیاری طور پر پیدا ہو گیا ہے بلکہ اپنے اختیار کو دیکھنا ہے جسے وہ مریض کے بقیہ اعضاء بدن کو بچانے کے لئے استعمال کر سکتا ہے۔

یاد رکھو کہ ارتداد ایک سخت زہریلا مادہ ہے جو جسم مسلم میں پیدا ہو جاتا ہے۔ خدائی سول سرجن جب اُس کی تحلیل یا اخراج کی تدبیر سے تھک جاتے ہیں تو آخر الحیل السّیف کے قاعدہ سے اُس عضو فاسد کو کاٹ کر پھینک دیتے ہیں۔ اور وہ ایسا کرنے کے وقت خدا کی طرف سے ولا تاخذکم بھما رافۃ فی دین اللہ اور واغلظ علیھم کے مخاطب ہوتے ہیں۔

کسی سخت اپریشن کا مشاہدہ کرنے سے بعض اوقات نازک دل عورتیں یا بعض ضعیف القلب مرد بھی غش کھا کر گر پڑتے ہیں لیکن اگر کوئی کمزور دل ڈاکٹر اس سے متاثر ہو کر اوپریشن چھوڑ بیٹھے تو نہیں کہا جا سکتا کہ وہ بڑا رحمدل ہے بلکہ کہا جایگا کہ وہ اپنے منصب سے معزول کر دینے کے قابل ہے۔

ہم کو خدا کا بڑا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اُس نے موجودہ عہد انحطاط میں امیر غازی امان اللہ خاں اور ان سے پہلے اُن کے والد مرحوم کو وہ اختیارات بخشے اور ان اختیارات کے استعمال کی توفیق مرحمت فرمائی جو جسم کو نہایت ہی سمی آلائشوں سے پاک کرنے اور صحت پر لانے کے لئے ضروری تھے۔

اگر بفرض محال یہ صحیح بھی ہو کہ امیر صاحب کے اس فعل سے اشاعت اسلام میں کچھ رکاوٹ پیدا ہوتی ہے تو اس میں پھر بھی کوئی شبہ نہیں کہ حفاظت اسلام میں اُس سے بڑی بھاری مدد ملیگی اور شاید قادیان کی کسی چوتھی بکری کو اب مدت تک یہ ہوس نہ ہوگی کہ علانیہ افغانیوں کے اسلام یا ان کی قومیت میں سینگ مار کر کابل کے ذبیحہ خانہ سے شہادت کا فخر حاصل کرے۔

مرزا محمود ہوں یا محمد علی اُن کو چاہیئے کہ وہ ڈولی ورپ یا سوراجی ہندو مسلمانوں کو اتنا بیوقوف نہ سمجھیں

وہ سب کے سب امیر کابل کو آپ کے کہنے سے اتنا سفاک اور جاہل سمجھ لیں گے کہ وہ دول غیر کے تمام سفرا کو امن و امان و مصئون رکھنے اور افغانی ہندؤوں کو ہندوستانی ہندؤوں سے زیادہ آزادی اور طمانیت عطا کرنے کے باوجود شوق تیغ آزمائی یا بجبر و اکراہ اسلام پھیلانے کے لئے قادیان کی ایک بڑی نعمت اللہ پر شمشیر جلاد نوش ہوتے ہیں۔

کوئی شبہ نہیں کہ کسی آدمی کو عمداً قتل کر ڈالنا بڑی سخت چیز ہے مگر قرآن نے جس کو فتنہ کہا ہے وہ قتل سے بھی بڑھ کر سخت ہے والفتنۃ اشد من القتل۔ والفتنۃ اکبر من القتل۔

یہ فتنہ دین حق سے ہٹنے یا ہٹانے کا نام ہے وہ فتنہ ہے جس پر واحذرھم ان یفتنوک عن بعض ما انزل اللہ الیک میں متنبہ کیا گیا ہے۔ اور جس کو حضرت ہارون علیہ السلام نے اپنی قوم کے مرتد گوسالہ پرستوں کو مخاطب کرتے ہوئے یا قوم انما فتنتم بہ سے تعبیر فرمایا تھا۔ اور جو ان کفار کا ہمیشہ مطمح نظر رہتا ہے جن کی نسبت قرآن میں کہا گیا ہے۔

ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء	وہ چاہتے ہیں کہ جیسے وہ خود کافر ہیں تم بھی کافر ہو کر ان کی برابر ہو جاؤ
اور ودکثیر من اہل الکتٰب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفارا حسدا من عند انفسہم	بہت سے اہل کتاب از راہ حسد یہ آرزو رکھتے ہیں کہ تم کو ایمان لانے کے بعد پھر کافر بنا دیں۔
اور ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا	اور وہ ہمیشہ تم سے اس لئے جنگ کرتے رہیں گے کہ اگر ان کا بس چلے تو تم کو تمہارے دین سے ہٹا دیں۔

اسی فتنہ کے روکنے اور مٹانے کے لئے وہ جارحانہ اور مدافعانہ جہاد بالسیف شروع کیا گیا جسکا خیال مسلمانوں کے دلوں سے محو کرنے کے لئے لاہوری پارٹی کا لغوی اور محمودی پارٹی کا بروزی نبی مبعوث ہوا ہے۔ پڑھو

وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ	دشمنان اسلام سے اسوقت تک لڑو کہ فتنہ کا وجود نہ رہے اور خدا کا دین ہی غالب ہو کر رہے جیسا کہ لیظھرہ علی

الدین کلہ سے مفہوم ہوتا ہے۔

صحیح بخاری میں ابن عمرؓ سے اور سنن ابن ماجہ میں عمران بن حصین سے منقول ہے کہ اس فتنہ سے مراد ارتداد کا فتنہ ہے (دیکھو فتح الباری صفحہ ۱۴۶ ج ۸) اور اسی کی طرف اشارہ صحیح مسلم میں سعد بن ابی وقاص کی روایت میں موجود ہے۔

پس اسلام کا سارا جہاد و قتال خواہ ہجوم کی صورت میں ہو یا دفاع کی صرف مرتد بننے یا بنانے والوں کے مقابلہ میں ہے۔ جس کی غرض یہ ہے کہ فتنۂ ارتداد یا اس کے خطرہ سے مومنین کی حفاظت کیجائے۔ اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ مرتدین کا جو مجسم فتنہ ہیں استیصال ہو اور مرتد بنانے والوں کے حملوں اور تدبیروں اور اُن کی شوکت و قوت کو جس سے وہ مسلمانوں کے ایمان کو موت کی دھمکی دیسکتے ہیں ہر ممکن طریقہ سے روکا جائے یا توڑا جائے۔

چنانچہ کفار اگر جزیہ دیکر اسلامی رعایا بنیں یا مسلمانوں کے امن میں آجانے یا باہمی مصالحۃ اور معاہدہ کی وجہ سے مسلمانوں کو عملاً مطمئن کردیں کہ وہ اُن کے دین میں کوئی رخنہ اندازی نہ کریں گے اور اُن کے غلبہ اور شوکت کی وجہ سے مسلمانوں کو مرتد بنائے جانے کا کوئی اندیشہ باقی نہ رہیگا تو ایسی اقوام کے مقابلہ میں مسلمانوں کو ہتھیار اُٹھانا جائز نہیں۔

حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون	یہاں تک کہ وہ جزیہ ادا کریں ہاتھ سے ذلیل ہو کر۔
وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ۔	اور اگر مشرکین میں سے کوئی تم سے پناہ مانگے تو تم اس کو پناہ دیدو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اس کو اس کی امن کی جگہ پہنچا دو۔
وان جنحوا للسلم فاجنح لہا وتوکل علی اللہ۔	اور اگر وہ صلح کے لئے جھکیں تو تم بھی اس کیلئے جھک جاؤ اور خدا پر بھروسہ کرو
فان اعتزلوکم فلم یقاتلوکم والقوا الیکم السلم فما جعل اللہ لکم علیہم سبیلا۔	پھر اگر وہ تم سے علیحدہ رہیں اور نہ لڑیں اور صلح کی سلسلہ جنبانی کریں تو پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کے مقابلہ میں تم کو کوئی رستہ نہیں دیا۔
وان نکثوا ایمانہم من بعد عہدہم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر۔	اور اگر عہد و پیماں کے بعد اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین پر زبان درازی کریں تو لڑو تم کفر کے سرداروں سے۔

پس جہاد بالسیف خواہ ہجومی ہو (یعنی بطریق حفظ ماتقدم) یا دفاعی (یعنی بطریق چارہ سازی) صرف

مومنین کے ایمانوں کی حفاظت کے لئے ہے۔ اور یہ ایک ایسا فطری حق ہے جس سے کوئی عقلمند اور مہذب انسان مسلمانوں کو محروم نہیں کرسکتا۔

اس لئے احکام جہاد کی نسبت جو قرآن میں بکثرت موجود ہیں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ لا اکراہ فی الدین اور أفانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین کے معارض ہیں۔ بلکہ کہا جائیگا کہ دین میں کوئی اکراہ نہیں۔ البتہ جو فتنے دین میں رخنہ ڈالتے ہوں اُن کے روکنے میں ضرور اکراہ ہے۔ یعنی جہاں تک مسلمانوں کی طاقت میں ہوگا فتنہ کو اجازت نہیں دی جائیگی کہ وہ مسلمانوں کی جماعت میں سر نکالے یا نشوونما پائے۔

اگر اسلام کی اسی حفاظت خود اختیاری کے معنے اس کا بزور شمشیر پھیلایا جانا ہے تو میں اقرار کرتا ہوں کہ بیشک ایسی حفاظت کے لئے شمشیر استعمال ہوئی ہے۔ اور برابر ان لوگوں کے ہاتھوں سے جنھیں خدا ایسی قوت اور توفیق بخشیگا استعمال ہوتی رہیگی۔ الجہاد ماضٍ الیٰ یوم القیامۃ۔

خواہ قادیان کا متنبی اپنے قلم کی چوں چوں سے کتنا ہی اس تلوار کی جھنکار کو پست کرنا چاہے۔

ہم بحمد اللہ خوب سمجھتے ہیں کہ اسلام کے بہت سے دانا دشمنوں نے اس امر کی حمایت میں کہ اسلام ہرگز بزور شمشیر نہیں پھیلا موٹی موٹی کتابیں لکھی ہیں اور کیسی خوبصورتی اور دانائی سے ایک سچی بات لیکر دوسری سچی بات (جہاد بالسیف) کی اہمیت اور ولولہ کو مسلمانوں کے دلوں سے محو کرنا چاہا ہے اور اسلام کے بہت سے نادان دوست بھی اُن کی اس منافقانہ ہمدردی کا شکار ہوگئے ہیں اور انہوں نے اپنی اصلاح کی قینچی سے مسئلہ جہاد کے بازو کتر ڈالے ہیں۔

لیکن یاد رکھئے کہ قائمین بالحق کا گروہ نہ تو کسی کی تجہیل اور تحمیق سے ڈرتا ہے اور نہ کسی کی مکاری اور چرب لسانی سے پسیجتا ہے۔

وہ بلا خوف تردید کہتا ہے کہ تم حقیقت جہاد سے جاہل ہو اور خدائے قدوس کی انتہائی وفاداری اور اس کی راہ میں شجاعانہ سرفروشی کو اگر تم وحشیانہ حرکت اور مذہبی دیوانگی سے موسوم کرتے ہو تو ہم اپنی دیوانگی اور تمھاری فرزانگی کی نسبت مولانا رومی کی زبان میں صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں۔

آزمودم عقل دور اندیش را	بعد ازیں دیوانہ سازم خویش را
اوست دیوانہ کہ دیوانہ نہ شد	اوست فرزانہ کہ فرزانہ نہ شد

بہر حال قتل مرتد یا جہاد بالسیف کا علم مسلمانوں کو فتنہ سے محفوظ رکھنے کے لئے ہے جس کا اول مخاطب امام صاحب اقتدار ہوتا ہے جن ممالک میں مسلمانوں کا کوئی امام صاحب اقتدار نہ ہو وہاں عام مسلمان اس قسم کے احکام کے مکلف نہیں ہیں (جیسے ہندوستان ہے) بناء علیہ ہندوستان کے مرتد یا غیر مسلم اقوام کو نعمت اللہ خاں کے قتل سے خوف کھانے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ خود افغانستان کی غیر مسلم رعایا یا مستامنین کو بھی جیسا کہ مشاہدہ کیا جا رہا ہے کوئی خطرہ نہیں۔

لاہوری پارٹی کے امیر کی سمجھ میں ابھی تک یہ فلسفہ نہیں آیا کہ ایک ہندو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ جھوٹا سمجھ کر حکومت افغانستان کے ماتحت آزاد ہے۔ ایک عیسائی یا یہودی آپ کو نعوذ باللہ مفتری قرار دیکر حکومت افغانستان کے کسی عہدہ پر بھی فائز ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک مسلمان یہ کہکر کہ خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں یہ نہیں (یعنی خاتم النبیین کا تاویل باطل کے پردہ میں انکار کر کے) واجب القتل ہو جاتا ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ ایسی سیدھی اور موٹی سی بات امیر جماعت احمدیہ کی سمجھ میں کیوں نہیں آتی۔ وہ کروڑوں انسان جو برٹش قلمرو سے باہر رہتے ہیں اور اُنہوں نے آج تک انگریزوں کی حکومت اپنے اوپر قبول نہیں کی آزاد ہیں کہ جو چاہیں قانون اپنے لئے بنائیں اور جس طرز سے چاہیں زندگی بسر کریں انگریزی حکومت کو اُن سے کوئی سروکار نہیں۔ لیکن وہ شخص جو برٹش حکومت اور برٹش قانون کو قبول کر کے انگریزی رعایا بن چکا ہے وہ چاہے بغاوت کا جھنڈا کھڑا کر دے اور سڈیشن یا انارکی پھیلائے اور حکومت کے قانون کو توڑے۔ ساتھ ہی زبان سے یہ بھی کہتا ہے کہ میں انگریزوں کی وفادار رعایا میں سے ہوں۔ حکومت اُس سے اغماض نہیں کر سکتی۔ حکومت اگر اس کے لئے پھانسی یا حبس دوام کی سزا تجویز کرے تو یہ سوال نہیں کیا جا سکتا کہ جب کروڑوں آدمی دنیا میں انگریزی حکومت سے باہر ایسے موجود ہیں جو انگریزی قانون اور اس کی حکومت کو قطعاً نہیں مانتے اور حکومت اُن سے کوئی تعرض نہیں کرتی تو کیا وجہ ہے

کہ رعیتؐ کا اقرار کرنے والے شخص کو سڈیشن کے جرم میں اسقدر سخت اور سنگین سزا دی جارہی ہے خوب سمجھ لو کہ جو شخص اسلام میں داخل ہوا وہ اس کے حلقۂ حکومت میں آگیا اور اُس نے اسلام کے پورے قانون کو اپنے حق میں قبول کر لیا۔ اب اگر وہ اسلام کا زبانی دعویٰ رکھتے ہوئے اسلام سے نکلنا چاہتا ہے اور اس کے قانون کو توڑنا چاہتا ہے۔ اور خاتم النبیین کی رعیت بنکر کے بعد کسی کذاب کو جدید نبی مانکر فی الحقیقت آپ کے دعوائے خاتم النبیین کو جھٹلاتا ہے وہ اسلام کا باغی ہے پس اسلام کی طرف سے وہ یقیناً ایسی سزا کا مورد ہوگا جس کے مورد وہ غیر مسلم لوگ نہیں ہیں جو ابھی تک اسلام کے حلقہ میں داخل ہی نہیں ہوئے اور جو من شاء فلیومن و من شاء فلیکفر کی تمہید آمیز آزادی سے ابھی تک متمتع ہو رہے ہیں۔

امیر جماعت احمدیہ سوال کرتے ہیں کہ

"اگر مسلمان حکومتیں اپنے ملکوں میں یہ قانون بنائیں گی کہ غیر مسلم کو اُن کے ملک میں اپنے مذہب کی تبلیغ کی اجازت نہیں تو اس کے بالمقابل کیا عیسائی طاقتیں اسی قسم کا قانون اسلام کے خلاف بنانے میں حق بجانب نہ ہونگی کہ اُن کی حکومتیں تبلیغ اسلام کی اجازت نہیں اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ یہ ہی کہ تبلیغ اسلام کا کام دنیا میں قطعی طور سے رُک جائیگا"

اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام اپنے اختیار سے کسی شخص کو مرتد بنائے جانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اسلام کا یہی قانون افغانستان میں بہت پہلے سے رائج ہے۔ اب اگر اس کے جواب میں محمد علی یا مرزا محمود کے مشورہ سے غیر مسلم حکومتیں اپنے قلمرو میں تبلیغ اسلام کو روکدیں تو اگرچہ ہم مسلمان اپنے اس عقیدہ کے موافق کہ آج دنیا میں صرف ایک مذہب اسلام ہی سچا اور مکمل اور عالمگیر مذہب ہوسکتا ہے اُن کی اس بندش کو حق بجانب نہیں کہہ سکتے۔ تاہم یہ ضرور ہے کہ وہ ایسا کر گذریں تو ہم اُن کو روک بھی نہیں سکتے نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک طرف اگر نو مسلموں کا سلسلہ رُک جائیگا تو دوسری جانب پرانے مسلمانوں کا اسلام سے نکلنا بھی بند ہو جائیگا۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ موجودہ دولت کی حفاظت غیر موجود دولت کی

تحصیل سے اہم اور مقدم ہے۔ کسی چھوٹی سے چھوٹی اور ضعیف سے ضعیف سلطنت کی غیرت بھی اس کی اجازت نہیں دیگی کہ وہ اپنے حاصل شدہ حقوق و فوائد کی حفاظت کے لئے فوج بھرتی کرنے اور بڑی سے بڑی طاقت کی ٹکر اٹھانے سے پہلو تہی کرے۔

حالانکہ وہ جانتی ہے کہ اس تحفظ کے سلسلہ میں اس کے سپاہیوں کا نقصان غنیم کے سپاہیوں سے بہت زیادہ ہوگا۔

پھر کیا وجہ ہے کہ اسلام اپنے پیرووں کی ایمان کی حفاظت میں ایسی غیرت اور مضبوطی نہ دکھلائے۔ اور اس خوف سے کہ اُس کو دوسری جگہ بعض غیر حاصل شدہ فوائد سے محروم ہونا پڑیگا اپنی حاصل شدہ حقوق کی حفاظت سے دست بردار ہو جائے۔

مرزا محمود اور محمد علی مع اپنی ذریات کے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر عیسائی طاقتوں سے ایسا قانون بنوالیں اور تبلیغ اسلام کے قانوناً روکدیئے جانے کا گناہ اور قتل مرتد کے جواب میں قتل کئے جانے والے نومسلموں کا خون اپنی گردن پر اٹھالیں۔ لیکن وہ یہ امید ہرگز نہ رکھیں کہ افغانی حکومت اُن کی ان دھمکیوں سے مرعوب ہو کر اپنا اسلامی قانون بدل ڈالیگی۔ اور اُنکو یہ موقعہ دیا جائیگا کہ افغانستان کے نہایت ہی پکے اور سچے مسلمانوں میں ایک جھوٹے نبی کا نام لیکر اور غیر مسلموں کے ایجنٹ بنکر تفرقہ اندازی کرتے پھریں۔

محمد علی صاحب کہتے ہیں "کہ اسلام کی فتح اس میں نہیں کہ مسلمان ملکوں میں دوسرے مذہب کی تبلیغ رُکی ہے۔ بلکہ اسلام کی فتح یہ ہے کہ اسلام کے مخالف اپنی ساری مادی طاقتوں کو صرف کرلیں اور جسقدر اسلام سے لوگوں کو نکالنے کے لئے زور لگا سکتے ہیں لگالیں اور آخر دیکھ لیں کہ کسطرح پر وہ ناکام رہتے ہیں۔

بیشک اس نتیجہ کا ہم کو بھی یقین ہے اور خدا کی مہربانی اور امداد سے ہم کو پورا وثوق ہے کہ اسلام کے خلاف سب دجالانہ کوششیں اندرونی ہوں یا بیرونی آخر کار ناکام ہو کر رہیں گی لیکن اس تیقن اور وثوق سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم بُرائی کی جس کوشش کو ظہور میں آنے سے پہلے روکنے پر قادر ہوں

نہ روکیں اور جس بدی کو نمودار ہونے سے قبل ہی ہم بند کر سکتے ہوں بند نہ کریں۔

اسلام صرف بہادر ہی نہیں حکیم بھی ہے وہ اپنی بہادری کے جوش میں اور آخری فتح کے یقین پر احتیاطی تدابیر اور حفاظتی وسائل کو نظر انداز نہیں کرتا۔ بلکہ بطور انجام بینی جہانتک ممکن ہو فتنے کے آنے سے پہلے ہی بند لگاتا ہے۔ اگر اس پر بھی فتنہ کسی جگہ نہ رک سکے تو پھر بہادرانہ مقابلہ کرتا ہے۔ اور ہر صورت میں انجام یہ ہی ہوتا ہے کہ حق کی فتح اور باطل کا سر نیچا ہو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین پر چڑہائی کی لیکن جب اُنہوں نے مانعین زکوۃ سے (احکم زکوۃ نہ ماننے کی وجہ سے) قتال کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ مانع آئے کہ تم کلمہ پڑھنے والوں کے ساتھ قتال کیسے کروگے۔ آپ نے فرمایا کہ واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ۔ خدا کی قسم میں ضرور اُس شخص سے قتال کرونگا جو نماز اور زکوۃ میں فرق کریگا۔

چنانچہ حضرت عمر اور دوسرے معترضین کی سمجھ میں یہ بات آگئی اور حق تعالے نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے فتنۂ ارتداد کا استیصال کر دیا اور حق کو وہ فتح و نصرت نصیب ہوئی کہ بعد میں صحابہ ابوبکر کے اس کارنامہ پر رشک کرتے تھے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ مانعین زکوۃ اگر خلیفہ کے مقابلہ میں چڑھ کر آئے تھے تو کیا حضرت عمر جیسے جلیل القدر صحابہ اس کی مدافعت سے ابوبکر صدیق کو روکتے تھے۔ کیا اُنہوں نے فقاتلوا التی تبغی حتی تفئ الی امر اللہ قرآن میں نہیں پڑھا تھا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب میں یہ نہ فرمایا کہ یہ لوگ باغی ہیں اور خلافت کے مقابلہ پر اُنہوں نے چڑھائی کی ہے اسلئے اُن سے لڑنا ضرور ہے۔ جو جواب دیا وہ صاف بتلاتا ہے کہ اگر کوئی جماعت مسلمان ہونے کے بعد نماز یا زکوۃ یا اسلام کے کسی قطعی حکم کے ماننے سے انکار کریگی تو اس سے ضرور قتال کیا جائیگا۔ تاوقتیکہ وہ راہ راست پر نہ آجائے۔

ہاں حنفیہ نے قتل مرتد کے حکم سے عورت کو مستثنیٰ کہا ہے۔ اگرچہ حبس دوام کا حکم وہ بھی دیتے ہیں۔ یہ اسلئے نہیں کہ جرم ارتداد کی سزا قتل نہیں ہے بلکہ ایک ہی جرم کی دو سزائیں مجرمین کے احوال کے تفاوت کی بناء پر ہیں۔

میں پہلے ثابت کر چکا ہوں کہ ارتداد اسلام سے بغاوت کا نام ہے۔ تو کیا حکمت و انصاف کی بڑی بڑی مدعی گورنمنٹوں کے یہاں بھی بغاوت کے جرم کی سزا ہر ایک مجرم کے حق میں یکساں ہے۔

پس اگر امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے بعض نصوص کے اشارہ سے دو مجرموں کے لئے ایک ہی جرم کی دو سزائیں تجویز کی ہیں تو اس پر کیا اعتراض ہے۔ کیا شریعۃ میں امۃ اور حرہ کی حد میں فرق نہیں ہے حالانکہ جرم ایک ہی ہوتا ہے۔ کیا ایک ہی فعل زنا زانی کے محصن اور غیر محصن ہونے کے فرق سے الگ الگ سزاؤں کا موجب نہیں ہے؟ اسی پر مرتد اور مرتدہ کے جرم ارتداد اور اُس کے مدارج کو قیاس کر لو یعنی مرتد اور مرتدہ کی سزاؤں کے تفاوت سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ سزا جرم ارتداد کی نہیں ہے۔

زیادہ توضیح چاہو تو برادر محترم مولانا سراج احمد صاحب اور مولانا میرک شاہ صاحب کے مضامین کا مطالعہ کرو۔

اب میں مضمون ختم کرتا ہوں اور جانتا ہوں کہ اس کے جواب میں مجھے بہت سی گالیاں دی جائیں گی لیکن میری پھر بھی یہی دُعا ہو گی کہ خدائے قادر و توانا مرزائیوں کو ارتداد کی دلدل سے نکالکر دنیا و آخرت کی سزا سے بچالے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر کرے۔ اور بادشاہ اسلام امیر افغانستان کو اجراء حدود اسلامیہ اور محافظہ حقوق مسلمین کی بیش از بیش توفیق مرحمت فرمائے۔ ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ ربنا لاتواخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولاتحمل علینا اصراً کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولاتحملنا مالاطاقۃ لنا بہٖ واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکفرین۔

شبیر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ۔ دیوبند

۱۸۔ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ

10870

کتب خانہ عثمانیہ

اگرچہ ہر زمانہ میں اس کی ضرورت رہی ہے کہ اسلام کے محاسن اور اس کے اسرار و حکم اور قرآن و سنت کی حقائق کو ظاہر کرنیوالی کتابیں طالبین حق کے ہاتھوں میں پہنچیں۔ جن کو پڑھ کر مسلمانوں کے قلوب مطمئن اور ایمان تازہ اور قوی ہوں اور اسلامی تعلیمات پر نکتہ چینی کرنے والے بھی اگر نیک نیتی اور انصاف سے پڑھیں تو اپنے خیالات کی اصلاح کرسکیں۔

لیکن آج یہ ضرورت ہمیشہ سے زیادہ ہے اسلام کے اندر اور اس سے باہر کئی ایک فرقے ایسے کھڑے ہوگئے ہیں جو اپنی پوری ہمت۔ سرگرمی اور تدبیر سے نہ صرف اسلام بلکہ دنیا میں سے مذہبیت کی عام روح کو فنا کر ڈالنا چاہتے ہیں۔ وہ بار بار مذہب کا نام لیکر لامذہبیت کی فتح چاہتے ہیں۔

اسلام روحانیت کا مکمل ہیکل ہونے کی وجہ سے چونکہ لامذہبیت کا سب سے زیادہ سخت اور طاقتور دشمن ہے۔ اس لئے ان لوگوں کی سرّاً علناً ہر طریقہ سے یہ کوشش رہتی ہے کہ اسلام کا روشن چراغ کسی طرح باطل کی پھونکوں سے گل کردیا جائے۔

ان ہی واقعات و بواعث نے ہمارے دل میں یہ تحریک پیدا کی کہ ہم اپنے استاذ امام المفسرین والمتکلمین ماہر السیاسۃ المدنیۃ والشرعیۃ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی سے یہ درخواست کریں کہ وہ وقتاً فوقتاً دین الفطرۃ (اسلام) کے اہم اور معرکۃ الآراء مسائل اور قرآن و حدیث کے خاص خاص ضروری حقائق پر تقریر فرمایا کریں جس کو ہم خدام منضبط اور مرتب کرکے آپ کو دکھلادیں اور آپ کی اصلاح و ترمیم کے بعد وہ شائع ہوجایا کرے تاکہ حاضرین کی طرح غائبین بھی ان جواہر گرانمایہ سے متمتع ہوسکیں۔

اسی سلسلہ کا پہلا نمبر "اعجاز القرآن" کے نام سے شائع ہوچکا ہے جس کے آخر میں وعدہ کیا گیا تھا کہ قرآن کریم پر جو سفیہانہ نکتہ چینیاں کی گئی ہیں آئندہ ان کا جواب دیا جائیگا۔

چنانچہ اسی سلسلہ کا دوسرا نمبر الجہاد الکبیر طبع ہوکر تیار ہوگیا ہے جو بندۂ عاجز نے مولانا کی تقریر سے مرتب کیا ہے اور مولانا اس پر اصلاحی نظر فرماچکے ہیں۔ اسی سلسلہ کے دو نمبر اور طیار رکھے ہیں جو انشاء اللہ بعد میں شائع کئے جائیں گے۔

مولانا کی رائے یہ ٹھہری ہے کہ ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب میں جسقدر اعتراضات و شبہات

قرآن کریم پر کئے گئے ہیں اُن کا بالترتیب جواب ہو مجھے امید ہے کہ یہ سلسلہ طالبین حق و صواب اور مبلغین و مناظرین کے لئے نہایت مفید ہوگا۔

مولانا کے علم و فضل اور تحریر و تقریر سے آج دنیا واقف ہے۔ مشکل سے مشکل مضامین اور دقیق سے دقیق علوم کو سلیس اور دلچسپ عبارت میں ادا کرنیکا خاص حصہ خدا تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔

بندۂ عاجز کی پوری کوشش ہوگی کہ اس سلسلہ کے تمام نمبر خواہ وہ کسی کے قلم سے منضبط ہوں اور مولانا کی دوسری تصانیف سب ایک جگہ مہیا رہیں تاکہ شائقین کو طلب کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔

اسی ضرورت سے کتب خانہ عثمانیہ کے نام سے یہ کتب خانہ قائم کیا گیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ان کتابوں کے مطالعہ کرنیوالے اس کتب خانہ کے قیام کی ضرورت کو مجھ سے زائد محسوس کرینگے اور اگر کوئی صاحب سلسلہ کے مستقل خریدار بننا چاہیں تو وہ اپنا نام اور پتہ مجھ کو لکھ کر بھیجدیں تاکہ جو کتاب اور رسالہ اس میں تیار ہو وہ اُن کے پاس فوراً بھیجدیا جایا کرے۔ فقط والسلام

فہرست کتب مصنفہ حضرت امام المفسرین و المتکلمین ماہر السیاسۃ المدنیۃ و الشرعیۃ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی مدظلہم

الاسلام جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ اگر دنیا میں کوئی مذہب عقل سلیم اور فطرۃ صحیحہ کے موافق ہے تو وہ تنہا مذہب اسلام ہی ہے قیمت ۶ر

العقل و النقل جس میں دکھلایا گیا ہے کہ اگر کبھی عقل سلیم اور نقل صحیح میں اختلاف ہو تو فیصلہ کی کیا صورت ہے اور ترجیح کا کیا طریقہ ہے۔ قیمت ۱۰ر

اعجاز القرآن جسمیں معجزہ کی تحقیق اور قرآن کا کلام آلہی ہونا شافی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۵ر

ہدیہ سنیہ جس میں مسئلہ وحدۃ و تعدد حق اور نعمائے جنت کے جسمانی ہونے کی تحقیق کی گئی ہے۔ قیمت ۲ر

تحقیق خطبۂ جمعہ خطبہ کس زبان میں ہونا چاہیئے۔ قیمت ۱۰ر

درد دل حضرت الحاج مولانا رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کا نہایت درد انگیز مرثیہ۔ قیمت ۱ر

الجہاد الکبیر ۱ سلسلہ جواب ستیارتھ پرکاش۔ اس حصہ میں مسئلہ ذبح حیوانات کی تحقیق ہے۔ قیمت ۲ر

ایضاً ۲ جسمیں جہاد کے مسئلہ کی پوری تحقیق ہے۔ (زیر طبع)۔

المعلن
خاکسار بندہ محمد یحیی نانوتوی ثم تھانوی مُعین المدرسین دار العلوم دیوبند